



کارنامہ نازکیا بی و سخنانہ شیریں مقامی کلام سخنرانہ حسن عشق کی  
 تصویرِ باطن میں منصفِ طبع کے لائق آفتابِ دل و غنچہ باغ۔

افکار عاشق

المعروف باسم المايخى

شاہ نظام

نذر گز و انید حضرت بندگان آصفایه میر محبوب علیشاه و بہاد  
وام اقبالہ الہی کن نیتچہ فکر مری نشی محمد اقبال حسین جیہا ماشق

وہابی مقتدریاست مکیا سیر

بی طبع می آید و این کتاب را در میان مردم بی شک و تردید

افطار عاصف

کتاب بنیادین کتب انسانی و تاریخی و علمی و ادبی و  
 و کتب عامہ و کتب خاصہ و کتب ندرت و کتب نفیس

**تاریخ** - جو ان کی دہراندہیت و کتب کی کمی ہوگی  
 اس میں اس چیز کی کمی ہوگی۔ لیکن اس کی کمی نہ دنیا  
 کی کمی ہوگی اور ہونے کی کمی ہوگی۔ لیکن اس کی کمی نہ دنیا  
 کی کمی ہوگی اور ہونے کی کمی ہوگی۔ لیکن اس کی کمی نہ دنیا  
 کی کمی ہوگی اور ہونے کی کمی ہوگی۔ لیکن اس کی کمی نہ دنیا

**التکلیف حیرت** - یہ عجیب کتاب ہے جو آج تک تیار  
 نہیں ہوئی۔ یہ تاریخی ہے۔ اس میں تین قسم کے رقعہ ہیں۔  
 اول مزار ایک پاس خاص ہے۔ اس میں تین قسم کے رقعہ ہیں۔  
 طلباء ہند میں قابل صلاح ہیں۔ سب کو ایک شہادت ہے۔ خطوں  
 میں دیکر دیا ہے۔ دوسرا حصہ سن ۱۲۸۰ کا ہے۔ اس میں  
 دوستوں نے دوستوں کو خطا ہے۔ اس میں ان باتوں کی  
 صلاح ہے جو ہم برابر کے دوست (خواہ بوجہ تعصب خواہ  
 بوجہ عقل) دوستوں کا تہہ کیا کرتے ہیں۔ چہرہ ہند دنیا  
 کے نوجوان تاسف کرتے ہیں۔ تیسرے حصہ میں مائنا بہری  
 ماں کے خطوط پیری پٹی کے نام ہیں۔ اس میں عورتوں کی آن  
 پہنچے اور غراب عقائد کوئی اصلاح ہے جس سے چارے  
 بچوں کی تعلیمی بہت خراب ہے۔ اس کے بعد متفرقات خطوط ہیں۔

**حیرت** - حصہ دوم اس میں شہر علی  
 کی تردید پڑی کیا وقت سے کی گئی ہے۔ قیمت یہ معلوم  
**حیرت** - حصہ دوم اس میں شہر علی  
 کی تردید پڑی کیا وقت سے کی گئی ہے۔ قیمت یہ معلوم  
**حیرت** - حصہ دوم اس میں شہر علی  
 کی تردید پڑی کیا وقت سے کی گئی ہے۔ قیمت یہ معلوم

**والوکی سیر** - اس کتاب میں پھول  
 الہان سے میلہ کا بیان ہے۔ اس کی ابتدا کی ہوئی اگر

کیا کیفیت آتی ہے اور دہلی کے باشندہ جو حق کفر حق  
 و شوق میں جاتے ہیں ہر سال کتنے نئے قوتیجے ہیں۔

**الضفاف** - مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا  
 باخوارہ اردو زبان میں عربی زبان سے ترجمہ کیا گیا ہے  
 یہ حقیقت میں الضفاف ہے بہت ہی روشن دلیلوں پر  
 مقلدون اور غیر مقلدون کے ان تنازعہ غریب باتوں کا فیصلہ  
 ہے کہ جس کے سبب وہ نامک اسلام پورے ہیں قیمت یہ معلوم  
**تاریخ مختصری** - جس میں انصاف و شامان ہفت اقصی  
 و رونا و مالک ہندوستان نقشبات ہندو کیفیت و رشتہ  
 و عمارات دہلی وغیرہ واقعات و نوشت و حواہ اردو انگریزی  
 و انگریزی ہے۔ قیمت یہ معلوم۔

**بہار و پرکاش** - اینٹہ ہندی - یہ کتاب اپنے اوصاف میں شہر  
 عدیل ہے اس کے مولف پڑت بہار و مصر صبر ہے وہاں دنیا  
 امراض لا علاج اور نجات جو بات جو بات تو دہلی کا  
 حکم رکھتے ہیں درحجاب و عراک حالات و معالجات اقسام  
 امراض میں کتب مستند پرکاش سرت و غیرہ سے اور نیز  
 ان کتب جو ہر فرد بشر کو دستیاب ہونی چاہیے ہیں  
 انتخاب کیا ہیں۔ اس کا ترجمہ بہت خوبصورت و آسان ہے کہ علم  
 سندھیت کی زمانہ مقدم ہے پڑت سری راو کرشن چندر  
 صاحب کی نو اسی سے کہ اگر معلوم و دیگر تفسیر موزون  
 پر نہایت خوش غرضی سے قین جلدوں میں طبع کر دیا گیا ہے  
 جنہیں سے کاغذ گندہ کا دست پرست شائقین نے خرید  
 فرمایا سندھ خانی بھی قریب نصف کے بک بچا ہے گلابی  
 بہت کم باقی ہے۔ قیمت یہ معلوم۔

**خلاصہ مول و ہرم شاستر** - ان کی کچھ  
 مہر نظر کے انتخاب جو باوجود شامان و شامان و شامان  
 و کلائے اگر کئے وقت تعلیم ہے۔ واضح کیا قانون ہرم  
 شاستر کو کوزے میں بند کیا ہے۔



U2716



RE-ACTED

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## دیباچہ دیوان موسوم بہ افکار عاشق

جبین فرسانی لازم ہے تو واجب عجز و زاری  
 یہ وہ مضمون مشکل ہے کہ بیان کاغذ کا ہی نہ فٹ  
 ازل سے تا ابد قابو لی کہتے ہی گزرے گی  
 حقیقت میں ایسی صنعت اسکی حمد ہے لیکن  
 ریاضت عمر بھر گریہ و ریا کے ساتھ تو پھر کیا  
 قلم سیر الوار اچھ ہو جائے گا محشر میں

جھکالے ستر قلم اپنا کہ لکھنی حمد باری ہے  
 سیاہی و شنائی کی رخ روشن بہ تباری ہے  
 زبان وہ موج کوثر ہے کہ جسکا فیض جاری ہے  
 بشر کو بھی ہے کچھ دعویٰ یہ شان کردگاری ہے  
 اگر مقبول اک نکتہ ہو تو لاکھوں بہ بھاری ہے  
 اکہ جسکا مشغلہ تحمید ہے مدحت نگاری ہے

اداجب حمد کا حق نہونہ اسے عاشق سولون ہے  
 زبان میں کب یہ طاقت ہے حقیقت کیا باری ہے

اللہ تیرے شان عالی شان سجدے پایاں بمصدق کلیم ہو فی شان میں ملائکہ انسان کا  
 طائر بایں امکان و ہم گمان سرگردان - سبحان اللہ سبحان اللہ تیری علم قدرت کا پایاں  
 بفحوائے خلق الانسان علیہ البیان باصرہ جان اور ویدہ جنان سے - غیر نمایاں - اور  
 نعت حبیب رب العالمین شافع یوم الدین شفیع المذنبین فخر المرسلین خاتم النبیین  
 صدر نشین عز و شکین میں نطق زبان عجز قرین امروت الکریمین اعی صاچل المذنبین المکریمین الطاهرین



رہنمایان راہ یقین و مادیان شرع میں طریقت تکمیل و حقیقت آئین میں طبع حزن و ابرو  
 اما بعد ارباب کمال کا خوشہ چین سروران اقلیم سخن کا پیر و آئین عشق و عاشقی  
 قیس و دامق محمد اقبال حسین عاشق و کپل راج بیکانیر ستیغہ رزیدنی ریاست ماہی ہے اچھو  
 کہ جس نے خار و خس بیابان عشق کی بھیجی بھائی دبی دہانی آگ کی چنگاریوں کو شعلہ ہائے آتش  
 مہوشان لیلی ادا کے خار الم سے کرید کر شر راگیر کیا۔ اور مہنا میں محل نشین دل و دماغ سے  
 ہر بخوان بکرنافہ مستانہ شوق کو وادی قی و دق تمنایں تیر کیا گلزاران عند اشمالی ہر تصویر  
 کو زبردی رنگ اور غونابہ دل کے غارہ سے آب و تاب دی۔ اور شیا بان گلشن جس کی گنجین  
 خزان رسیدہ و امق کے دامن تمنا کو انکساری چشم حسرت نازہ سے زیب و زینت بخشی۔  
 ہجوم آلام نے اس قابل نہیں رکھا کہ بزم طرب میں آسکوں۔ اور وفور افکار نے اس لائق  
 نہیں چھوڑا کہ ہنسی خوشی والوں کو اپنی روتی صورت دکھا سکوں۔ کیونکہ سہ شور یہ میں  
 سودائے گیسو ہے۔ جین نیاز میں درد۔ آنکھوں میں تپ ہجران کی سوزش ہے۔ لبوں  
 پر آہ سرد۔ زبان پر تفت ہجران کے چھالے ہیں۔ بیمار دار کو جو پوچھئے تو کچھ فریاد ہے کچھ  
 نلے ہیں۔ گردن میں طوق زلف گہ گیر ہے۔ سینہ میں داغوں کا ہجوم کثیر ہے۔ آنکھوں  
 شغل گریبان چاکی ہے۔ پاؤں کو راہ محرائے مصیبت میں میاکی ہے۔ مگر حسرت اور ارمان کے  
 پونجہ سے خم ہے۔ لکھنے پڑھنے کی طاقت بہت کم ہے۔ نثر کا ہر فقرہ دلگیر اور نظم کا ہر مصرع  
 الجھن کی تصویر۔ پریشانیوں کا پسیر۔ افکار کا محضر۔ آلام کا نمونہ۔ غموں کا چربہ۔ صد غم  
 سانچہ۔ حسرت کا خاکہ۔ وحشت کا عکس۔ بے قرار سی مرغ دل کا رقص۔ ویرانہ کار مزا۔  
 ایک گنگا۔ دوسرا جہنا۔ مگر جذبہ دل کب مانتا ہے۔ چپ رہوں تو بھویں  
 مانتا ہے۔ دوستی کو دشمنی جانتا ہے۔ اے اے تمنائے عشق حیناں خیالی و لیر  
 ۔ بلکہ آب و گل میں۔ جسکے پورے ہونے کا اعتبار نہیں۔ بے وفاز زندگی پر اختیار  
 نہیں۔ کچھ عجب حال پر اختلال ہے۔ نہ دل بر جا ہے۔ نہ خاطر بحال ہے۔

یکسوئی سے یکسوئی ہے۔ طبیعت کیا ہے گویا چھوٹی موٹی ہے۔ بارے طبع پریشان  
 کو کچھ کہنے کی ہمت بندھائی۔ تو گویا سوئے کی چڑیا ماتھ آئی پھر تو یہ ہے کہ  
 اللہ اللطیف الخیر نے کار لطیف کیا۔ یعنی حضرت داغ کے دیوان دوم موسوم بہ  
 انشا داغ کی غزلوں کو از اول تا آخر مطلع سے مقطع تک او نہیں قوافی و ردیف میں  
 ہر ردیف کیا پھر اکثر غزلوں کی طرح میں بعد پورا کرنے قوافی کے آزادانہ غزلیں لکھیں  
 اور ان کے سوا جو اس عرصہ میں دیگر طرحوں پر مشرق غزلیں کہنے کا اتفاق ہوا تھا وہ  
 بھی اسی میں ردیف و درج کر دیں۔ زبان دہلی ایک ہی سانچہ میں ڈہلی ہوئی اور  
 مستند زمانہ ہے۔ مگر۔ مضامین کی آمد اور بندش کی ترکیب اپنے اپنے افکار اور ریافت  
 علمی کے موافق جدا گانہ ہے۔ یہ ایک وہ طرز خیال کی گئی ہے کہ آج تک دیوا بہا  
 فارسی و اردو اساتذہ متقدمین یا متاخرین میں سے کسی میں نہیں دیکھی گئی۔ قدردانان  
 سخن۔ وجوہ شہنا سان فن شاعری سے استدعا ہے داد ہے۔ اور خطا پر اگر عیب پوشی کی  
 سمجھ پڑ جائے تو عین صا د ہے بقول مرزا بسم اللہ بیگ بسمل۔

جسک سخن مستحق داد ہے	پھر نہ ملے داد تو بیدا ہے
استحق داد کو جو داد دے	آپ بھی وہ مستحق داد ہے

عرض نقشی است کز مایا دماند  
 کہ ہستی رانمی بینم بقائے  
 و اللہ المستعان  
 و علیہ التکلیل  
 فقط

## یاسعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

<p>جس وہ نگاہ میں ہے کسی بے نیاز کا          احمد میں ہیتم حرف ہے راز و نیاز کا          ابھکو خضر ملے نہ رو عشق میں کبھی          یمن وہ نہیں کہ ناز تمھارا اٹھاؤں گا          سن لیجے گوش دل سے کہ جھگڑا چکے کہیں          دل میں سا گئیں جو حقیقت نمایان          دامن پھٹے تو خیر گریبان نہ چاک ہو          سینہ صدائے نغمہ یا حق سے گونج اٹھا          ہم رہو طریقت و محو جمال میں          عشق تباں حرام ہے حوروں کا غم حلال          ایک آگ سی ہے پانی کے اندر لگی ہوئی          دوزخ میں بھی وہ دامن اپنا نہ خشک ہو          ساقی پلا وہ مے کہ بجھے پیاس حشر کی          ہے آرزو یہی کہ آہی بروز حشر</p>	<p>پتلی ہماری آنکھ کی پتلا ہے ناز کا          اے چشم نکتہ میں بجھے موقع ہے ناز کا          پھر کیوں لقب ملا ہے مسافر نواز کا          بندہ ہوں اسے بتو کسی بندہ نواز کا          قصہ ہو مختصر مری عمر دراز کا          ہمنے کیا ہے قطع علاقہ مجاز کا          اے جو شش جنوں ہی پر وہ ہے راز کا          ہمارے نفس نہیں ہے یہ ہے تار ساز کا          رستہ ہوا ہے صاف نشیب و فراز کا          واعظ مجھے سبب توبت امتیاز کا          اونے کرشمہ دلی ہے سوز و گداز کا          چھینٹا پڑا ہے جبہ بیان حرص آزار کا          فتوا ملا ہوا ہے ازل سے جواز کا          سایہ ہمارے سر پہ ہو شاہ حجاز کا</p>
--	--

محمود غزنوی ساہو بندہ ایا زکا	اللہ رے عشق تیری کرشمہ طرازیان
(مقطع)	
عاشق جھکائے رکھیو جبین نیاز کو رتبہ بلند ہے سر عجز و نیاز کا	
(زائد از طرح دیوان)	
<p>پایا ہے منے حسن سے انداز ناز کا پایا ہے جان پہ پھیل کے رستہ نماز کا دامن دراز ہے مرے عجز و نیاز کا یہ بھی ڈھکوسلا ہے کسی عشق باز کا تو نے دیا صبا کو اثر اہن ساز کا آئی صبا چڑھانے جو دونا نیاز کا نوبہ کرو یہ کونسا موقع ہے ناز کا پہنچا نہ کر سکا کوئی عہد دراز کا اللہ رے دلغ میری جبین نیاز کا اسے بخت خفتہ وقت ہے عجز و نیاز کا لشکر ہے جسکے ساتھ بڑا کبر و ناز کا پل میں سفر کیا رہو دور و دراز کا</p>	<p>سیکھا ہے ہمنے عشق سے ثیلوہ نیاز کا خنجر کو دیکھ کر سر تسلیم جھک گیا کچھ شک اگر ہو عرصہ محشر سے ناپ لو کیسی کمر کہاں ہے دمان بات ہے کوئی بخشا ہے رنگ گل کو نوا عندلیب کو یارب یہ کون وادی غربت میں مر گیا ٹھکرا رہے ہو قبر مری جان بوجھ کر سچ ہے کہ جانے والے کا مشکل ہے وکنا جسپر ہزار مہر تصدق ہوں رشک سے بیدار ہو کہ رات بہت کم ہے زینت کی اللہ ہی بچائے دل ایسے غنیم سے بھونچے جہان رسول ملائک نجا سکے</p>
(مقطع)	
عاشق جو ہمنے آہ بھری پیر یار میں اڑ جائے گا دھوان فلک حقہ باز کا	
رنگ میں رنگ ملا خوب ہوا خوب ہوا	احمد اللہ کا محبوب ہوا خوب ہوا

چشم باطن میں مرغوب ہوئے خوب ہوئے	دل حق میں ہمیں مطلوب ہوا خوب ہوا
پردہ حائل نہ رہا طالب و مطلوب میں کچھ	قربت حق کا یہ اسلوب ہوا خوب ہوا
فخر آدم بھی ہوا خیر و عالم بھی ہوا	سمجھ سا محبوب جو مرغوب ہوا خوب ہوا
سرمد حسن خدا داد جو یوسف کو ملا	نور بینائی یعقوب ہوا خوب ہوا
بیقرار دن سے تمہارے نیکھی ہو سکتا	صبر پیدا پئے ایوب ہوا خوب ہوا
میں نہ پیدا ہوا پہلے یہ کرم حق نے کیا	تیری امت ہی میں منسوب ہوا خوب ہوا

بلکہ حشر میں پڑھتا ہوا اوٹھا عاشق  
ساری خلقت میں نہ محبوب ہوا خوب ہوا

## زائد از طرح

نرض ہے عجب کا معبود کو یکجا جانے	عجب وہ غیر جو معبود ہوا خوب ہوا
ہوئی عبرت نہ ملائک کو انانیت سے	حق سے شیطان جو معبود ہوا خوب ہوا
تو ہی تو دل میں سایا ہے خدا یا میرے	ما سوا تیرے جو مطلوب ہوا خوب ہوا

ہر بن موسیٰ نکلتی ہے صد اصل علی  
قبر عاشق پہ یہ مکتوب ہوا خوب ہوا

عشق میں بس یہ ہنر پیدا کیا	کچھ نہ رکھا جس قدر پیدا کیا
ضعف لئے موئے گم پیدا کیا	تھا کہان چمنے گم پیدا کیا
جو نیک زخون پہ چھڑکے رات دن	چارہ گروہ ڈھونڈ کر پیدا کیا
جستجوئے خانہ دلدار میں	خود کو کھو کر دل میں گھر پیدا کیا
جب چلے دنیا سے خالی ہاتھ تھے	یون تو ہم نے عمر بھر پیدا کیا
ساتھ دیتا ہے جگر بھی آہ میں	دل نے اچھا نوحہ گم پیدا کیا

ان بتوں کے ناز اوٹھانے کے لئے کوہن بھی کہہ اوٹھا اوٹھا ہو رومین ہم پھر دشمنوں کی جان کو وہ بھی دشمن کے لئے ہین بیقرار کیون نہ ڈو بے چارہ گرجب بحد خون آپ کے موئے میان کو دیکھ کر	عاشقون کو بے جگر پید ایک عاشقی میں وہ ہنر پید ایک رابط اوٹھنے پھر اُدھر پید ایک عشق نے اولٹا اثر پید ایک نبض میری چمید کر پید ایک ہم نے بھی تارِ نظر پید ایک
---	---

رابط اوٹھنے سے حضرت عاشق بھلا  
آپ نے کیا دیکھ کر پید ایک

### زاید از شرح

آہ تے انٹا اثر پید ایک یا ابھی موت کو کیون دے دیا تم مٹاتے ہو پہ خالق نے میرے سرور کو نین کا اللہ نے جو رکاشکوہ ہے کیا۔ خود ڈھونڈ کر درو دل کی چارہ جوئی خوب کی کچھ پتہ امید کا ملت نہیں عاشقون کی آہ بے تاثیر کو ان بتوں کی کیا جدا خلقت ہے جو دل بھی قاصد کے گیا ہمراہ دان	سر پہ اک چرخ در پید ایک جو کیا اور بس قدر پید ایک کچھ نہیں تھا مین گر پید ایک نور سے پیشتر پید ایک ہم نے شوخ فتنہ گر پید ایک اور اولٹا درد سر پید ایک کیا عدم میں اسنے گھر پید ایک بے گل و برگ و ٹر پید ایک بے دان و بے کمر پید ایک راہ بردنے راہ پید ایک
---	--

کشتہ تیغ ادا نے شوق سے

شمع کی مانند سرسید ایک

(مقطع)

ہو گئی تشہیر عاشق اپنی بھی  
نام تاتل نے اگر سید ایک

کس سے لگ کرین لب خاموش نقش پا  
سہے نازک لطیف تن و توش نقش پا  
بجائے دل گرا پناؤ در گوش نقش پا  
کیا سفت خاک دھول ہو اوش نقش پا  
آہین بھریں تو اوڑنے لگے ہوش نقش پا  
مانند چتر سر پہ ہو سر پوش نقش پا  
نام خدا ہے کیا ہی تن و توش نقش پا  
میت مری اوٹھا کے چلے دوش نقش پا  
جب سوچتا ہوں شکل فراموش نقش پا  
حورین کبھی جو دیکھیں ترا جوش نقش پا  
جھکنے لگے ہیں اب تو سر و دوش نقش پا  
اس واسطے ہوا ہے گراں دوش نقش پا  
ایسا نہوں نیم بھرے گوش نقش پا  
دل کیونکہ ہو نہ عاشق و مدہوش نقش پا  
کچھ بول ہی اوٹھیں لب خاموش نقش پا

بھائی ہیں بار غم سے بہت دوش نقش پا  
کیا مونہ صبا کا ہو جو ہم آغوش نقش پا  
گھٹ جائے قدر لعل و گہر کی جہان میں  
دل میں جو تھی زمین پہ وہ آبر و نہین  
نامے کئے تو دھول اوڑی راہ نقش میں  
سر میرا فخر سے ہو خاک پر گر آپ کا  
غلان و عوج پہ سنے ہیں وچکس نور  
تو نے گرا کے آنکھ سے اتنا کیا سبک  
روتا ہوں اویسکے نقش قدم کے خیال میں  
کچھ بھی کر میں نہ ناز پھر اپنے شباب پر  
افتادگان خاک کے بننے لگے قدم  
باد صبا کے ناز اوٹھاتا ہے راہ میں  
جائے نو میں وہ باغ میں لیکن یہ عرف ہے  
وہ نقش پا زمین پہ ہیں تصویر چشم حور  
پرچہ میں اگر میں یا تیرنی کجروی کا حال

(مقطع)

آتا ہے ہکویا و شباب پری و شان

## عاشق خدا دکھاوے نہ اب جوشِ نقشِ پا

گالی نہ دے اوٹھے لبِ خاموشِ نقشِ پا  
کچھ بولتے نہیں لبِ خاموشِ نقشِ پا  
آنکھیں ہوئی ہن کو رتو کر گوشِ نقشِ پا  
جز خاک کچھ نہیں ہے خور و نوشِ نقشِ پا  
کیا سی دیئے گئے لبِ خاموشِ نقشِ پا  
قسمت سے میرے پھوٹ گئے گوشِ نقشِ پا  
اچھا نہیں ہے حد سے سوا جوشِ نقشِ پا  
دیکھ جو جا کے صورتِ بیہوشِ نقشِ پا  
اے دامنِ صبا نہ ہو روپوشِ نقشِ پا  
سوج صبا نے کاٹ دیئے گوشِ نقشِ پا  
اوٹھینے کیا اوٹھائے سے مدہوشِ نقشِ پا  
یارِ ہماری خاک ہو ہمدوشِ نقشِ پا  
پر دے تو کھول ڈالیں ذرا گوشِ نقشِ پا  
ظالم نہ ہو تو وعدہ فراموشِ نقشِ پا  
ہوتی ہے خاک راہِ ہسم آغوشِ نقشِ پا  
کافی ہے ہمکو سایہ آغوشِ نقشِ پا  
اصلاً نہ ہو سکے گا سبک دوشِ نقشِ پا

بھرتے تو مین وہ خاک سے آغوشِ نقشِ پا  
ایسی ہوا چلی کہ اوڑے ہوشِ نقشِ پا  
میرا نہ حال دیکھ سکے اور نہ سن سکے  
تم کیا چلے گئے کہ ٹپتا ہے خاک پر  
جاتے ہیں گھر وہ غیر کے یہ بولتے نہیں  
نقشِ قدم تمہارا سننے میرا حال کیوں  
بادِ صبا کے ہاتھ سے برباد ہونے کو  
بہنے بھی ہوش کو چہ جانان میں کھو دیئے  
ایک آہ سے تیزی بھی اوڑاؤنگا خاکِ مین  
اس واسطے کہ حال نہ میرا کہیں سنے  
لذتِ مین بخودی کے پڑے مین ہدم خود  
کوئی شریکِ وقتِ مصیبت نہیں مگر  
ڈرتا ہوں مین کہ آگ نہ لگجائے آہِ سنے  
جانے کا بزمِ غیر مین دیتے ہیں سب پتا  
اے جانِ تم زمین پہ رکھتے ہو پاؤں کیوں  
خورشیدِ حشر کیا ہے ہمارے رسول کا  
پائے رسول پاک کا سر پہ ہو جسکے نقش

## عاشق سبک خرام بنو مثل بوسے گل



پھر سہل سے رہو گے ہم آغوشِ نقش پا

سخت جان پر آپ کی بیدار کیا  
نوحہ غم کی مبارکباد کیا  
کر کے گاد شدہ فولا دیکھا  
جان شیریں کو غم فرما دیکھا  
خاک عاشق سے بھرے بنیاد کیا  
اب یہ بستی ہو سکے آباد کیا  
وہ بھی حیران ہیں کرین ارشاد کیا  
ہو عیان بیداد گر کی داد کیا  
جب سماعت ہی نہیں فریاد کیا  
یہ چن گیا خسانہ صیتا دیکھا  
کہتے ہیں تم کیا تمھاری یاد کیا  
مرگ براؤسکی مبارکباد کیا

کر کے گانجہ فولا دیکھا  
ہجر میں کیوں نہ سنبھلی عندلیب  
سخت جان ہو تو بھی مجھ سا کوہن  
اد کو کیوں کر ہو مرے مرنے کا غم  
کشت عشاق میخانہ میں کیوں  
آرزوئیں دل کی ساری مرگئیں  
دیجھتے ہی اوسکو بخود ہو گئے  
اوسکی چتون پر ہے ہسل اک جہان  
جب توقع ہی نہیں زاری ہو کیوں  
میں نفس میں ہم تو دونوں ایک ہیں  
یاد رکھنے کو جو کہتا ہوں تو وہ  
چینے جی جو مر گیا ہو آپ پر

فصلِ گل آتی ہے آئینہ آئے

وہ نہیں تو دل ہو عاشقِ شاد کیا

زاید از طرح

شکوہ جو رستم ایجا دیکھا  
دامنی قیدی کو ہو میعاد کیا  
اوسکی اپنے دل سے بھولی یاد کیا

داد گر ہی جب نہیں فریاد کیا  
وہ کرے گا زلف سے آزاد کیا  
بھول کر بھی یاد جو کرنا نہ ہو

پھر ہمیں اندیشہ صیتا دیتا  
ہنس کے بوسے پہلی باتیں یاد کیا  
پھر گئی اولٹی مری فسر یاد کیا  
گھر رقیبوں کا ہوا برباد کیا  
نالہ کیا آہ و فغان فسر یاد کیا  
قصہ کھولے گا مری فضا دیا  
پھر جنون سے خواہش ادا دیا  
ہو دل ناشاد اپنا شاد کیا  
ہاتھ ملنے سے ہے اب صیتا دیا  
تجھہ اسے دل پڑ گئی اُفتاد کیا  
میں بھلا کیا اور مری فسر یاد کیا  
اوسکی ہستی کیا ہے اور بنیاد کیا

پائے بند عشق زلف یار ہیں  
یاد دلوا یا جو افسار وصال  
ہو رہے ہیں غیر کے گھڑت جگے  
پھر کے کیون آتی ہے آوار سا  
بے اثر ہیں جب تو سب میں رائگان  
جل گیا ہے آتش جسم ان سے خون  
جب کہ دامن خار غم سے چاک ہے  
جھوٹے وعدوں پر ترے اسے بیوفا  
اوڑ گیا تن کے قفس سے صید جان  
توڑتا ہے دم فرے سینہ میں کیون  
ان بتوں کا دل پیچے کس طرح  
مدعی میرے مقابل خاک ہو

شور یا سلی کیا عاشق نے جب

قیس بولا تجھ میں اوستاد کیا

خود میں عاشق ہوں مرا چاہنے والا کیا  
کھو دیا دل بھی مرا تو نے تمنا کیا  
سر محفل ہے یہ پتلی کا تماشا کیا  
ابن مریم کو سیٹھائی کا دعوے کیا  
ہنسنے گھر بیٹھے کیا مولیٰ یہ سودا کیا

مجھ کو تم چاہو غلط ہے یہ تماشا کیا  
وہ نہ آیا یہ گیا پڑ گیا رونا کیا  
غیر سے آنکھ لڑی پھر وہ ہمارا کیا  
تم کے کہنے سے نہ اٹھتا تری ٹھوکر سے کیا  
اک پر نیراد کی زلفوں کے بنے دیوانے

گھر ہی دیرانہ سے افزون ہے تو صحر کیا  
 پھر خبر کس کو کہ ہے نشتر صہب کیا  
 سوتے دیدون سے بہا ہے یہ دریا کیا  
 میری صورت سے ملا ہے ترانقا کیا  
 خیر تو ہے سر بازار یہ چہر چا کیا  
 نیتے ہن سوگ نشین نام تھا را کیا  
 ایک بیچارہ غم حوصلہ فرسا کیا  
 غیر کجست کا کر دیتے ہو چا کیا  
 شمع دیون نے جلایا مجھے کیا کیا  
 ہم بھی دیکھیں کہ ہے پتھر سا کلیجا کیا  
 ہم سے کیا پوچھنے ہن شب تھا تماشا کیا  
 دل مایوس سمجھ لے کہ ہے وعدہ کیا  
 صف ماتم ہے یہاں سیر و تماشا کیا  
 ہم ترپنے کا دکھاتے ہن تماشا کیا  
 ایک ہن دو نو تو پھر اپنا پرایا کیا

اسے جنون شوق ہو کیون بادیہ پائی کا  
 چشم میگون سے ترے مست، عالم ساقی  
 خواب ہن دل جو تو رہا ہے ڈبوئیگا جہان  
 کر دیا فرط تصور نے مجھے آئینہ  
 پھنس گئے حضرت ناصح بھی کہیں کیا شبکو  
 کیا مری موت تمھیں تھے جو ہوئے ہو بد نام  
 بھکتے بھکتائے ہون رنج شب نہانی غم  
 میں کبھی بوسہ جو مانگوں تو تم انکار کرو  
 کاش دل سوز نہوتا صفت پروانہ  
 تیر پہلو میں چھو کر مجھے کہتا ہے وہ شوق  
 شیخ اوس بزم میں جاتے تو تماشا بنتے  
 جسکی فرمائے قیامت سے بھی فردا ہو سوا  
 اونکی پریشش پہ غزا داروں ٹھیرے یہ کہا  
 شوق گلگشت ہے تو گنہ شہیدان میں جلو  
 دل اگر مال ہے میرا تو تمھارا بھی تو ہے

زلزلہ کیون طیش دل سے نہ آئے عاشق  
 ماتھ رکھ دیکھئے ہوتا ہے کلیجا کیا

زاید از طرح

یار کا خنجر بیدا ہے چمکا کیا

چاکر خون گلو رنگ نکالا کیا

سو گیا پہلو تو کروٹ کا بدلتا کیسا  
 کھایا آنجنو عزم ٹٹے نیچا کیسا  
 پوچھو تو کہتے ہیں تو پوچھنے والا کیسا  
 آج قتل میں ہوا دواہ متا شا کیسا  
 پوچھتا ہے کہ ہوا حال تمہارا کیسا  
 بھاڑ میں جائے ترا پیار لپٹا کیسا  
 چاک وامن کا ابھی سے ہے تقاضا کیسا  
 پاؤں حسرت نے کفن سے ہے نکالا کیسا  
 سنجیدہ گرنے یہ نیا رشتہ نکالا کیسا  
 ہم تو روئے ہی کو روٹھے ہیں روزا کیسا  
 روز کا تم نے نکالا ہے یہ غمزا کیسا  
 تو مرے دل میں سما یا ہے تو پردا کیسا

شوق دیدار میں آنکھوں کا جھپکتا کیسا  
 پی گیا رشکِ عدو خونِ تمنا کیسا  
 قتل کے بعد وہ بولے یہ متا شا کیسا  
 نیچا خون کو تر پتے ہوئے دیکھا تو کیسا  
 بعد کشتن یہ نئی چھیر نکالی اوسنے  
 اتھا پائی سے شب وصل وہ یہ کہتے ہیں  
 ٹھہراے جوشِ جنون موسمِ گل آنے کے  
 کیا پس مرگ بھی ہے خواہش دیدار مجھے  
 مجھ سے کہتا ہے کہ میں بھی ہوں اسیر کیسو  
 سرد مہری سے تری جم گئے آنکھوں میں شگ  
 مان ذرا میں تو سنوں کس کو کہا کون مرے  
 میں تری آنکھ میں رہتا ہوں تو چھپتا کیوں

تمہا سلمانِ مسلمان پہ دوزخ ہے حرام  
 اپنے عاشق کو تو تم نے جلایا کیسا

غور والے سے ملکر تمہیں غور آیا  
 کہ میرے ساتھ را لیک دور دور آیا  
 بیانِ خُلد پہ واعظ تجھے غور آیا  
 غماز کا نہیں وہ ہمیں سرور آیا  
 ابھی خیر کہ نزدیک کو ہر طور آیا

یہ کیسا تربیتِ غیر سے شعور آیا  
 جب آتے غیر کو دیکھا اوسے غور آیا  
 زبان پر ترے سوا ہر ذکرِ حور آیا  
 پلائی ہے مے توحید آج ساقی نے  
 نہ رکھیو جلوہ دیدار سے مجھے محروم

کبھی قرار بھی اسے جانِ ناصبور آیا  
 کبھی جو خواب میں مجھ کو خیالِ حور آیا  
 بغیر بادہ پیئے آنکھ میں سرور آیا  
 وہ اپنے گھر سے نکل کر جو تھوڑی دور آیا  
 نظر مجھ نہ کوئی تجھسا رشکِ حور آیا  
 فتورِ دانشِ ناصح میں کچھ ضرور آیا  
 کہ دیکھ کر مجھے کہتے ہیں ناصبور آیا  
 حواسِ خمسہ میں کیا شیخ کے فتور آیا  
 کہ ہر سرِ شک کے ہمراہ خونِ ضرور آیا  
 خمار آیا نہ جس میں کبھی سرور آیا  
 نہ آئے وہ تو پیامِ اجلِ ضرور آیا  
 گیا خیالِ بہت ہو کے دور دور آیا  
 جید ہر اوٹھائے نظر جلوہ ساز طور آیا  
 مگر خیالِ ترا مرتے دم ضرور آیا  
 ہماری مشقِ ستم کو یہ بے قصور آیا  
 شبِ فراق میں لرزہ ہمیں ضرور آیا  
 ابھی نہیں مجھے بے طرح سرور آیا  
 تو رند بولے وہ شیدائے فکرِ حور آیا

تمام عمر رہے عشق میں بتوں کے تپان  
 کسی کے حسن نے چٹکی سی لی کھینچے میں  
 سحر جو خواب میں اُس مستِ ناز کو دیکھا  
 عدو کے گھر کا بتایا نصیب نے رستہ  
 پھر اچھاں میں اکثر - حسین بہت دیکھے  
 کسی کے زلف کے دیوائے کب سمجھتے میں  
 رقیبِ رشک سے جلتے ہیں ہون کہیں فی النار  
 لڑا کے آنکھ بتوں سے نشہ میں جو رہو گے  
 جگر بہا غمِ فرقت کے جوش سے اسے شہم  
 وہ بے نصیب ہے ہکو نصیب سے اسے شیخ  
 شہرِ کہیں دل مضطر کہ ہے شبِ وعدہ  
 کبھی ٹھکانہ ر و شوقِ وصل میں اوسکے  
 سما گیا ہے نگاہوں میں میرے نورِ قدم  
 سوا اجل کے نہ تھا کوئی ایسے وقتِ شکر کیا  
 بلا سے قتل ہوں نازش ہے اُنکے کہنے پر  
 ہمیشہ یاد رہیں سرورِ مہربانِ تیری  
 سیاہ مستی میں ساقی کو کچھ نہ کہہ بیٹھوں  
 جو میکہ کی طرف سے نکل گیا زاہد

ہزارِ شکرِ جا رنگِ خونِ عاشق کا

کہ جسکے قتل سے چہرے پہ اُنکے نور آیا

تو تشنگان شہادت کو کیا سرور آیا  
جنون پکارا تو یسے کہا حضور آیا  
ادھر جب آیا تو ہنگامہ نشور آیا  
اُسے فلک نے مٹایا جسے غرور آیا  
جواب دیتا ہوں آیا اجی حضور آیا

لئے جو ماتھ میں خنجر وہ پر غرور آیا  
کسی کی زلف کے سودے میں یہ ہوا سود  
اُدھر گیا تو ہزاروں ہی فتنے ساتھ گئے  
جو خاک ساری سے گزرا ہوا وہ خاک بسر  
وہ جب کسی کو بلاتا ہے فرط شوق سے میں

نگاہ مہر ہو عاشق پہ یا شفیع اُمم

کمال عجز سے ہے بردر حضور آیا

مر جاؤں تھیں چھوڑ کے یہ دل نہیں ہوتا  
ہاں قتل میں اغیار کے شامل نہیں ہوتا  
جان تن میں تو پہلو میں سرِ دل نہیں ہوتا  
اک میں کہ تری یاد سے غافل نہیں ہوتا  
اب میری وفاؤں کا بھی قائل نہیں ہوتا  
کوئی تری صورت سے مقابل نہیں ہوتا  
لڑتی ہی نہیں آنکھ اگر دل نہیں ہوتا  
پر سیر کبھی خنجرِ قاتل نہیں ہوتا  
جز تیرے کسی چیز کا سا بل نہیں ہوتا  
تھکتا ہوں غم دوری نہ منزل نہیں ہوتا  
مرنے پہ بھی کبخت مراد دل نہیں ہوتا

کچھ جان کے دینے سے تو حاصل نہیں ہوتا  
تم اسپہ نہ روٹھو کہ میں بسل نہیں ہوتا  
بے اُسکے مزاجِ نرم کا حاصل نہیں ہوتا  
اک تو کہ مجھے بھول گیا تائے رے غفلت  
انکارِ جفاؤں سے تو پہلے ہی تھا اُسکو  
آئینہ ہو یا ماہ ہو یا مہرِ منوثر  
ان دونوں میں آپس کا غضب میل ہوا  
لی جان ہزاروں کی تو لا کھونکا پایا خون  
عاشق اُسے کہے کہ جو اللہ سے اپنے  
میں رہو و الفت ہوں مرا کام ہے چلنا  
جینا بھی نہیں چاہتا فرقت میں تمھاری

مناشب ہجران میں تو مشکل نہیں ہوتا  
 ٹکڑہ کوئی پیکان کا جو شامل نہیں ہوتا  
 ایسا بھی کوئی صاحبِ محفل نہیں ہوتا  
 پتیل کا تاشا سرِ محفل نہیں ہوتا  
 ایسا تو کوئی رہرو منزل نہیں ہوتا  
 وہاں جان نہیں ہوتی تو یاں دل نہیں ہوتا  
 میں یاد خدا سے کبھی غافل نہیں ہوتا  
 کیا آپ پر مرنے کو مراد دل نہیں ہوتا  
 مجھ سا کوئی تشنہ لب ساحل نہیں ہوتا  
 جو پاس بٹھانے کے بھی قابل نہیں ہوتا  
 سچ ہے کوئی ساتھی دمِ مشکل نہیں ہوتا

کشت اک امید پہ جیتے ہی رہے ہم  
 تنہا نہ نکل دل مجھے ہوتی ہے خجالت  
 محشر میں بھی رخسار سے پردہ نہ اٹھایا  
 آج آنکھ لڑاتے نہیں غیروں سے مریدان  
 میں سر سے ترے کو چم گیسو میں چلون گا  
 فرقت میں ترے کم نہیں تصویر کے میں بھی  
 ایمان ہوں بندھالے ہوئے الفت میں توں کے  
 یہ رشک ہے اغیار نہ چاہیں تھیں ورنہ  
 بوسہ نہ ملا وصل میں بھی واسے مقدر  
 وہ میرے جلانے کو ملا کرتے ہیں اس کے  
 فرقت میں نکل جانے کو ہے جان بھی ٹپکار

معشوق پہ آہوں کا اثر ہو بھی تو کیا ہو  
 عاشق تیرے پہلو میں کبھی دل نہیں ہوتا

### زیادہ از طرح

مٹی ہے وہ معشوق جو خوشدل نہیں ہوتا  
 جیسے کوئی کم جو صلہ مائل نہیں ہوتا  
 معلوم ہی جس کا کہیں ساحل نہیں ہوتا  
 بے وار کئے کوئی بھی بسمل نہیں ہوتا  
 کہتے ہیں کہ کچھ جاننے سے حاصل نہیں ہوتا

پتھر ہے جو دل یار پہ مائل نہیں ہوتا  
 اللہ سے مرار شک کہ مڑتا ہوں اُسی پر  
 وہ قلزمِ رحمت ہے کہ دریا سے معافی  
 تم تیغ لگاؤ تو ترپنا مراد سمجھو  
 پروانہ کو محفل میں وہ آنے نہیں دیتے

افسوس عدو کو مرضِ سل نہیں ہوتا  
جب تک نہ بڑھے ماہ بھی کامل نہیں ہوتا  
قاتل اُسے کہتے ہیں جو قاتل نہیں ہوتا  
کاجل کا نشان کرتے ہیں گر تل نہیں ہوتا

دق کرتا ہے پتھر مری چھاتی کا وہ ہنکر  
کم سن ہوا بھی دعوئے خوبی نکر و تم  
احباب سے کرتے نہیں ہم یار کا شکوہ  
میری نظر بد سے بجاتے ہیں وہ رخ کو

جنتا ہی نہیں رنگِ حنا ماتمہ پر اُسکے  
عاشق کا لہو اُس میں جو شامل نہیں ہوتا

ربطِ نیاز و ناز سے نقشہ بلا دیا  
بوسہ پہ پھر یہ بولے کیسکو ہے کیا دیا  
سب کچھ تو خیر رشکِ بُرا غیر کا دیا  
دعوئے مدعی سرِ مقتل اُڑا دیا  
جون اشکِ سرمہ آنکھ سے دل کو گرا دیا  
چلن کی طرح مجھ کو زین پر گرا دیا  
زخمِ دل جرتح میں ٹانگا لگا دیا  
مٹی کا کیا گہر و ندہ تھا جو تو نے ڈھا دیا  
توبہ بتوں نے غائے کعبہ کو ڈھا دیا  
تقدیر کے نوشتہ کو ہنسنے مٹا دیا  
میرے بیان میں اُسکا بھی فقرہ ملا دیا  
سینہ کو میرے رشکِ گلستان بنا دیا  
مجھ کو میرے خدا کے سوا تم نے کیا دیا

میں ہوں وہ آئینہ تجھے تجھسا دکھا دیا  
پہلے کہا یہ بھول کے لے دُعا دیا  
دُکھ کم تھا ہجر کا جو غمِ جاں گزا دیا  
سرِ ہم نے زیرِ خنجر قاتل جھکا کے آج  
کیا خوب تمنے اس دُرِ غلطان کی قدر کی  
منظر سے کس نے جھانک لیا ہے کہ ہمیشہ  
احسان ماننا ہوں میں پیکانِ یار کا  
ناصح کہیں بتا دے کہ کسا مکان تھا دل  
بیان تک بسے ہیں دل میں کہ ویران کر دیا  
سجدے کئے نشانِ کف پائے یار پر  
قسمت سے نامہ بر بھی عدو سے گیا ہے مل  
گلدستہ قبر پر جو چڑھایا نیم نے  
بندہ بتو بنایا ہے مجھ کو تو یہ کہو



ہم کیوں ڈرین رقیب سے دبنے کا ذکر کیا  
اُن سے ہوا وصال تو میں یہ سمجھ گیا  
کنج محبت کو چہ جانان کی سیر کی

کچھ آپ کا یا ہے نہ کچھ آپ کا دیا  
اللہ نے نصیب مجھے دوسرا دیا  
فرش زمین نے عالم بالا دکھا دیا

بہانہ کر گیا جو سحر میں عاشق وہ جی اٹھا

لب اُسکے لب سے یار نے آکر ملا دیا

سم نے یہ ہاتھ سے مجھے اُسکے مزا دیا  
روز ازل میں ہمو دل بستلا دیا  
تربت پد کیون چسٹے ہائے چلابے وفا دیا  
شب کو اٹھا کے بزم سے دشمن کھسا دیا  
لکھا جبین پہ نام عدو پہنے اسے فلک  
اُس زلف و رخ کی یاد میں دودِ فغان بے  
کو چہ میں اُسکے بیٹھے تھے شوق وصال میں  
احوال غیر کوچہ کے ہوتے ہو کیون خفا  
دم بھر رہے ہیں خیر کا کیا ہونٹ چاٹ کر  
بسل کی آہِ سرد نسیم سحر ہوئی  
بالوں کی کھال کھینچ لے کوئی خدا کرے  
ہمو پیئے ملالِ عدو کو پیئے وصال  
جلوہ سے اُسکے نقش بدیوار ہو گئے  
اُس پردہ دار کا مرے دم تک تنگھا تھا

شربت کا گھونٹ تھا کہ کسی نے پلا دیا  
کیا بندہ پروری ہے کہ بندہ بنا دیا  
ظالم ہمارے زخمِ جگر کا بسا دیا  
میں تم پر پٹ چکا تھا مجھے کیون مٹا دیا  
بد قسمی کے حرفِ غلط کو مٹا دیا  
چکر سے گردِ ماہ کے مار بسا دیا  
کیا ہم خبار تھے جو صبا یون اُڑا دیا  
کیا سچ میں جھوٹ اپنی طرف سے ملا دیا  
ان کڑوی کڑوی باتوں نے اُنکو مزا دیا  
صیاد دیکھ لیجو نفسِ ابد اُڑا دیا  
جوڑے نے کھل کے آپکا چہرہ چھپا دیا  
صانع نے جیسا چاہا تھا جسکو بنا دیا  
فضل ایسا بخود دی نے دہن پر لگا دیا  
اللہ سے سوگ پھولوں میں زیور بڑھا دیا

قاتل کی تیغ ناز کی اندر سے چھیڑ چھاڑ	رونے میں میرے زخم جگر کو ہنسنا دیا
پہلے تو ٹکڑے زعفران یا دہی نہ تھی	یہ چال یہ چلن کہو کس نے بتا دیا
بوسہ نہ دو تو دل میں جگہ دو کہیں مجھے	کچھ تو کہوں جو پوچھے کوئی سمجھ کو کیا دیا

عاشق کے روبرو جو ملے عیدِ غیر سے

اس دل چلے کو اور بھی تنے جلا دیا

زائد از طرح

نقش وفا کو یار نے دل سے مٹا دیا	سیا جانیے رقیب نے پھر کیا پڑھا دیا
شام وصال شام سے مین بے خبر رہا	جاگا تھا سخت خفتہ پہ مجھ کو سٹلا دیا
حسن آنکو بہ کو حسن پرستی عطا ہوئی	نقدیر نے ہر اک کو جو چاہا دلا دیا
بوسے لئے مین خواب میں لہا ہوا یار کے	گپ چپ کی اس ٹھانی نے کیا کچھ فرادیا
وحشت مین خاک اتنی اڑائی کہ ہمنشین	ہمنے زمین کو چسرخ برین پر چڑھا دیا
ہم عمر بھر کہا کئے اور تو سنا کیا	کچھ بھی جواب وصل نہ اسے بیوفا دیا
محروم ہمنے غیر کو یوں دید سے کیا	تار نگاہ عارض جسا ان پر چھا دیا
حاصل ہوا نہ یار کا دیدار وقتِ مرگ	کہنے کو سب یہ کہتے مین شربت پلا دیا
ہے خون دل شراب تو زخم جگر کا باب	جو کچھ دیا نصیب نے سب کچھ بھلا دیا
مجھے ضرور پوچھ پیا لو گے یا نہیں	گردون نے گر کسی کو غم جا بگاڑ دیا
پوچھا کسی نے عاشق خستہ کا حال جب	چمکی مین اُس نے خاک کو لیکر اڑا دیا

عاشق کی زندگی مین تو کچھ قدر ہی کمی

اب کہہ رہے مین اے یہ کس کو مٹا دیا

مین وہ بے مل ہوں فلکِ خون سے افشان ہوتا  
 کون جز آہِ شریکِ شبِ بھران ہوتا  
 گر مرے پاس دلِ سوختہ سامان ہوتا  
 بھسکے باور نہ ترا وعدہ پنہان ہوتا  
 جی میں ہے اُس بت کا فرکون دلوادیتا  
 عمر بھر کرتے رہے ہسے تو پیمان شکنی  
 گر نہ ہوتا یہ حریفِ دلِ صد جاگ تو پھر  
 تیری زلفون کے تصور میں اگر بند آتی  
 اک تیرے تیرے نظر نے مین اڑاے دو نو  
 خاک سے میری اگر جامِ بٹاتا ساقی  
 خاکساری کے سبب حق نے دیا ہے ربہ  
 پاک کر دیتی اگر یہ سروتن کا قصہ  
 دخترِ زر بھی ہے اور ابر بھی ہے باغ بھی ہے  
 دستِ وحشت اُسے دو جھٹکون مین کڑے کرنا  
 ہائے وہ بھی تو گیا ساتھ ہی دل کے مجھے  
 چارہ گر شکے ترا ذکر ہوا خود ہی مریض  
 وحشتِ دل اگر اُسکو بھی اڑا لیجاتی  
 سیکسی ہم سے کسی کی نہیں دیکھی جاتی  
 تپد مرنے کی تمنائے بچھا یا شبِ بھر

گر نہ زخون کو مرے پاس نکدا ان ہوتا  
 گھر نہ تھا در نہ تھا پھر کا ہیکو در بان ہوتا  
 تیر قاتل کے سوا کوئی نہ مہمان ہوتا  
 کاش جو دل مین ہے چہرہ سے نمایاں ہوتا  
 کسی دکان پہ بخت اگر ایمان ہوتا  
 کچھ تو غیبت اُنھیں ہوتی اگر ایمان ہوتا  
 شانہ کب زلفِ پریشان سے پریشان ہوتا  
 وحشتِ دل کی قسم خوابِ پریشان ہوتا  
 دل گیا تھا تو مرے پہلو مین ارمان ہوتا  
 بوسہ لیستالبِ دلدار کا آسان ہوتا  
 یہ نہ ہوتی تو بشر کا ہیکو ان ہوتا  
 میری گردن پہ تیرنی تیغ کا احسان ہوتا  
 بُت وہ اس دور مین آتا تو سلمان ہوتا  
 دامنِ دشت اگر میرا گریبان نہ ہوتا  
 کچھ خلش ہوتے کھٹک ہوتی جو بیکان ہوتا  
 کس نے دیکھا ترے بیمار کا درمان ہوتا  
 باغِ عالم ترے کوچہ کا بیابان ہوتا  
 کوئی پرسان بھی ترا اے شبِ بھران ہوتا  
 موت آتی تو مین شہرِ مندہ احسان ہوتا

میرا دامن ترے دامن سے ہلتا کیا کیا عید ملتے تو بغلیگر کربان ہوتا

غیرت حور نہ مرتا کبھی تجھ پر عاشق  
تیری صورت کا جو دیکھا کوئی انسان ہوتا

### زائد از طرح

سایہ انداز اگر گیسوئے پچیان ہوتا  
حلقہ زلف اگر سلسلہ جعبان ہوتا  
اجل آجاتی ہمیں یا کوئی مہمان ہوتا  
گرین دریوزہ گر کو چمے جنان ہوتا  
صحن گلشن میں کبھی وہ جو خرامان ہوتا  
اگر نگاہوں میں نہ تیرا رخ تابان ہوتا  
گر خلاف ادب عشق نہوتی یہ بات  
آپ دیتے جو مجھے اپنے دوپٹے کا کفن  
سچ تو یہ ہے کہ رقیبوں نے انھیں لوٹ لیا  
امتحان کا تھا مزامیرے اوسنی تم قاتل  
مائے ارمان نکالوں تو نکالوں کیونکر  
زندگی کی کوئی تدبیر نہیں ہن پڑتی  
دشمن دعویٰ یکتا فی بغل میں نکلا

جو گیا بھیجس ترا سے شب ہجران ہوتا  
پھر یہ دامن نظر آتا نہ گریبان ہوتا  
جو کہ ہوتا تھا سوا سے گردش دوران ہوتا  
وہی دربان جو بے ہر ہے دربان ہوتا  
بابہ رگل شرم سے شمشاد گلستان ہوتا  
خسانہ گور سے بدتر ہمیں زندان ہوتا  
تو مرے دست جنون میں ترا دامان ہوتا  
میں کبھی حلقہ جنت کا نہ خوامان ہوتا  
خواب میں لیتے اگر بوسہ جانان ہوتا  
سر عدد کا بھی تہ خنجر بران ہوتا  
دل جو پہلو سے گیا تیر کا پیکان ہوتا  
موت ہی کا شعلہ شب ہجران ہوتا  
دیکھ کر آئینہ کیونکر نہ وہ حیران ہوتا

ہمکو لبوس ہوس نے ہی ڈبویا عاشق  
تر نہ ہوتا کبھی دامن جو نہ دامان ہوتا

## زائد از طرح

<p>سیر بقیس کی سوگند سلیمان ہوتا  مہرِ خشنودہ امید نہایا ہوتا  بالیقین جانئے میں نقطہ قرآن ہوتا  عید ہونی مجھے گر غیر بھی قربان ہوتا  کچھ بستم سے بھی اپنے نمک افشان ہوتا  آستین ہوتی نہ دامن نہ گریبان ہوتا  نومذذگار اگر نالہ سوزان ہوتا  گر گذرا نکا سوئے گویا غریبان ہوتا  کون سونس تھا شب بھر جو مہمان ہوتا  گھر بنا تے بھی تو باز سچہ طفلان ہوتا  لطف جب تھا کہ دریا رہ نہ افشان ہوتا</p>	<p>میں اگر اوس در دولت کا بچہ بان ہوتا  شب بھران کا اگر چاک گریبان ہوتا  تل کی جاسرخ پہ جو میرادل سوزان ہوتا  بے گنا ہوں سے بنگلگیر ہے بغیر نکا  قتل کے بعد یہ احسان بھی کرتا قاتل  شکر ہے مجھے نہ انجھا کبھی ناصح ورنہ  خانہ غیر تھا یک چیز فلک پھٹک جاتا  بیکسی پاس سے فریاد نہ کرتی یکسیا  مذت العمر سے بیچارہ ہی ہے اک درد  میں وہ سودائی کہ لڑکوں کا تماشا بنے  خون کے چھینٹے دم ذبح اڑے کیوں عاشق</p>
---	---

انکے جانبارون کی تفصیل جو لکھتا عاشق

محضر خون دو عالم مراد یوان ہوتا

<p>انکی خوشے خراب نے مارا  ایسے بیہودہ خواب نے مارا  سخن لا خواب نے مارا  نظر انتخاب نے مارا  پاس کے اجتناب نے مارا</p>	<p>قتل کے اضطراب نے مارا  آنکھ جھپکی تو غیر آئے نظر  ہم کہے جاسین وہ غموش مدہین  بے وفا تجھے لڑ گئی افسوس  دھل کی شب منے نہ وہ اٹھتے</p>
---	--

ہم کو نکرِ ثواب نے مارا	جستجوئے حرم میں دیر ملا
مُحبتِ ناصواب نے مارا	روزِ جھگڑا ہے ایک بوسہ پر
بے سبب کے عتاب نے مارا	میں نے دشمن کو کچھ کہا صاحب
ہاتھ حاضر جواب نے مارا	طلبِ بوسہ پر لگا می تیغ و
ستم بے حساب نے مارا	لطفِ بحد ہے جسکا جوراُسکے
میری آنکھوں پہ خواب نے مارا	فُرت یار میں عجب چھا پا
طشِ آفتاب نے مارا	روزِ فرقت کی سختیاں ہے ہے
موت کے اضطراب نے مارا	ہے مجھے انتظارِ آمدِ یار

کیا اٹھے شرمین وہ اسے عاشق  
جس کو شرم و حجاب نے مارا

### زائد از طرح

اُنکے اُٹھتے شباب نے مارا	حُسن کی آب و تاب نے مارا
آرزوئے شراب نے مارا	پیرِ مرغ کے عتاب نے مارا
چرخ نے یا جناب نے مارا	آپ کہئے میں کس کا کشتہ ہوں
زلف کی بیچ و تاب نے مارا	ایسے پھندوں سے خاکِ دل نکلے
آپ کے اجتناب نے مارا	شیخِ جی مُنہ بنا کے پیٹے ہو
میری چشمِ پُر آب نے مارا	کیسے طوفان اُٹھائے ہیں اسنے
ایسے اُلٹے حجاب نے مارا	غیر سے عجب بیانِ بہانِ شرم
پر تو ماہِ تاب نے مارا	چارہ گر کب بھرا وہ زخمِ جسے

ہمیں فکرِ حساب نے مارا	بوسے دینے ہیں گر تو گنتی کیا
شکوہ ناصواب نے مارا	ہو خط اغص کی خفا بچھیر
چرخ کے انقلاب نے مارا	نہ زمین وہ ہے اور نہ وہ دنیا

جب وہ عاشق کہیں تو کیوں نہ مرون  
بجھ کو پاس خطاب نے مارا

دیکھے تو بہت شیخ کو بہان نہیں دیکھا	بتخانہ کو پہننے کبھی ویران نہیں دیکھا
غم سا کوئی منحوس بھی مہمان نہیں دیکھا	کب غمکہ جان کو ویران نہیں دیکھا
مرنے کا تماشا کبھی مان مان نہیں دیکھا	دشمن نے عذاب شب بھران نہیں دیکھا
یہاں آتے مگر خوش تھیں اسیان نہیں دیکھا	مان غیر کے گھر جاتے پریشان نہیں دیکھا
نابت کبھی گل کا بھی گریبان نہیں دیکھا	کیون چاک چہاں کے میرے ہنستی ہے بلبل
سچ بات ہے ہسا کوئی نادان نہیں دیکھا	تو غیر کا ہے تو بھی تو بھرتے ہیں ترا دم
ناخیز ہے وہ دل کوئی خواہان نہیں دیکھا	بازار میں ہم کہتے ہیں لے کوئی خریدے
جز فضلِ خدا کوئی بھی خواہان نہیں دیکھا	مجھ جیسے خطاوار و گنہگار کا صاحب
وحشت میں کسی نے مجھے غریبان نہیں دیکھا	خاک روہ دلدار بنے پیرہن تن
لیکن کبھی قاتل کو پشیمان نہیں دیکھا	لاکھوں کو کیا خنجر انداز سے بسل
ہمنے بھی نکلتے ہوئے ارمان نہیں دیکھا	تنے جو بر آتی ہوئی امید نہ پائی
زاہد نے کبھی کو چہ جانان نہیں دیکھا	فردوس کی غربی پہ بہت ناز ہے شاید
ہمنے انھیں محشر میں پشیمان نہیں دیکھا	ہے اپنی جفاؤں پہ انھیں ناز و مان بھی
بجھسا تو ستمگار مری جان نہیں دیکھا	آتا ہی نہیں رسم کسی طرح سے ظالم

<p>             کہا تھے کسی اور کو تالان نہیں دیکھا              گیسوئے پریشان کو پریشان نہیں دیکھا              ہمنے تو کوئی آپکا احسان نہیں دیکھا              کب دل سے گزرتے ہوئے پیکان نہیں دیکھا              حوروں نے ابھی جلوہ جاناں نہیں دیکھا              تو نے ابھی اسے گردش دوران نہیں دیکھا              اتنا ترے گیسو کو پریشان نہیں دیکھا              کچھ آپ کے رخ سے اُسے حیران نہیں دیکھا              حسرت نہیں دیکھی کوئی ارمان نہیں دیکھا              کس کو غم گیسو میں پریشان نہیں دیکھا              سچا کوئی افسار ترانہ نہیں دیکھا              طوفان ابھی اسے دیدہ گریان نہیں دیکھا              الفت میں نکلتے ہوئے ارمان نہیں دیکھا           </p>	<p>             بادل کے گر جنے سے عجب خوف ہے اتنا              عین تیرے پریشان ہی اسودہ کر ہمنے              غیروں سے جو کی ہوگی تو کی ہوگی وفا میں              کب انکی نگھہ دل شکنی کو نہیں آئی              اترائے ہوئے پھرتے ہیں محشر میں بہت کچھ              کرتی ہے بہت ناز مرے بخت کا چکر              فرقت میں جو دل کو مرے آشفقہ سری ہے              آئینہ کی خلقت ہی مری جان پہلے ایسی              کیا جانے وہ امید کسے کہتے ہیں جس نے              کون الفت رخ میں نہ ہوا چاک گریان              وعدے تو کئے لاکھ ہوا ایک نہ پورا              فرقت میں یہ کہتا ہے دل زار کسی کا              امید بر آتی نہ سنی ہم نے کسی کی           </p>
---	---

یہ ضد ہے کہ عاشق نہ لکھا ہو کہ میں سین  
 اُسے کسی شاعر کا بھی دیوان نہیں دیکھا

### زائد اطرار

<p>             پر دل سے نکلتا ہوا ارمان نہیں دیکھا              اس بندہ ناچیز کا خواہاں نہیں دیکھا              کب نالہ سوزان کو فروزان نہیں دیکھا              کیا تیرے پیکان کو پرافشان نہیں دیکھا              زندہ کسی کشتی کو تر سے اُن نہیں دیکھا           </p>	<p>             دینا میں وہ کیا ہے جو مری جان نہیں دیکھا              جز تیرے خدا کوئی نگہبان نہیں دیکھا              کب آہ شر بار کو سوزان نہیں دیکھا              ہم جنبش مرگان ہی کو پہچان گئے ہیں              زندوں کو تو مرتے ہوئے دیکھا ہی چاہیں           </p>
---	--



ایسا کوئی زندان کوئی دربان نہیں دیکھا بھسا کوئی اکودہ عصیان نہیں یا رب	دربند تھار وزن بھی کئے بند قفس کے بھسا کوئی اکودہ عصیان نہیں یا رب
	اوراق پریشان پہ جسے ناز نہیں کچھ عاشق سا کوئی جسے سخندان نہیں دیکھا
اور سمجھتے ہو اسے پیار یہ کیا ہم سے رہتے ہیں وہ بیزار یہ کیا بیخودی میں ہو خبر دار یہ کیا کوئی بچتا نہیں بیمار یہ کیا میرے نزدیک ہے دشوار یہ کیا درد کہتا ہے کہ سرکار یہ کیا پھر نہیں کوئی خریدار یہ کیا دیکھتے دیتے ہیں اغیار یہ کیا کچھ کہو کہتے ہیں ہر بار یہ کیا بڑھتا جاتا ہے جو آزار یہ کیا پھر تمہیں کہتے ہیں دلدار یہ کیا	روز دینے لگے آزار یہ کیا جسم الفت کی ہے تعذیر یہ کیوں خواب میں بوسے لب پر چونکے کیا قیامت ہے تیری آنکھوں کا ضعف سے اُنکے کسر خبات تا تو اتنی ہوئی ہمدرد مری جنس دل ایسی تو بیکار نہیں حشر کے روز جفاؤں کا جواب ہو گیا انکایہ اندازِ سخن گھٹتا جاتا ہے تن زار یہ کیوں تم تو غبارِ تگر دل ہو صاحب
	جو سخن فہم نہیں اسے عاشق سمجھیں وہ آپ کے اشعار یہ کیا
نرانداز طرح	
بوسہ دیتے ہوئے انکار یہ کیا	جان لینے پہ ہو طیار یہ کیا

در گذر غیر کے الزاموں پر نفی و اثبات کے معنی کیا ہیں تیغ ابرو نے سسکتا چھوڑا داد دیجے کہ نہ دیجے لیکن بے خطا ہوں یہ خطا وار سہی الفتِ غیر نہیں گر تم کو کچھ تو تشخیص کرو چارہ گرد	ہم کو ٹھہراؤ خطا وار یہ کیا انکا انکار ہے اقرار یہ کیا تو کہا اور بھی ہے وار یہ کیا سنئے کہتا ہے گنہگار یہ کیا قتل کے وقت ہے مکرار یہ کیا پھر ہے دشنام کی بھرا یہ کیا ہو گیا جان کو آزار یہ کیا
---	---

آہ کی مین نے تو بولے ہے ہے  
جی اٹھا عاشق بیمار یہ کیا

بزم سے تیرے بتاؤں کیا جو دل پر لیچلا ہمد کشتنِ نعل و مقتل میں کیونکر لیچلا نالہ دل جوش میں دل کو بھی باہر لیچلا بے خبر باکر جو بر سے دل کو دہر لیچلا تیر کا پیکان جو میرے دل کے اندر رہ گیا خون رلاتے ہو ہمیں پر دیکھ لینا ایک دن پھر وہی صحرانوردی کو چہ گردی پھر وہی کیا تجھے سودائے سنگِ آستانِ یار ہے کچھ نہ پوچھو ہنشینوں نے مجھ سے ناتوان نیکوں کا ہر کوئی محض لئے جاتا ہے ساتھ	نالہ لب پر داغ دل پر دست بر سر لیچلا کچھ تو دیکھے گا تماشہ جو مکر لیچلا کیا غضب ہے لوٹ کر اللہ کا گھر لیچلا ہم کو اور اللہ دیکھا کیا مقتدر لیچلا بد گمان بولا ادھر آگیا چہ کر لیچلا کشتیے گردون بہا کر دیدہ تر لیچلا پھر ہمیں میٹھے بٹھائے شوقِ دلبر لیچلا سہ کو میرے کیوں دل مضطرب سو کر لیچلا سہ بہ شرمِ محبت کا بار کیونکر لیچلا عاشقِ بیچارہ پر عصیان کا دفتر لیچلا
--	--

نذر کرنے کے لئے قاتل کے خنجر لیچلا مین سوید پر ترے الفت کا محضر لیچلا ہم گئے اُس سمت کو جس سمت رہبر لیچلا نامہ اعمال کو اپنے چھپا کر لیچلا کچھ تو ہے قاتل جو میرا نام لکھ کر لیچلا انکا گلدستہ بنا کر روزِ محشر لیچلا ساربان جب قیس کے ناقہ برابر لیچلا یہ سنی فریاد۔ اُٹھی تو چکر پر لیچلا جو مرانامہ رقیبون کو سنا کر لیچلا شوخیوں سے دل بچا تو نازِ مضطر لیچلا کیا تاشا ہے کہ اک مضطر کو مضطر لیچلا ایسے صدمے عاشق ناشاداکثر لیچلا بحرِ عصیان میں ڈبو کر دامنِ تر لیچلا	کس قدر شوقِ شہادت لئے کیا مضطر مجھے صورتِ خالِ رُخ تابان ہے مہرِ راستی جوشِ سودا میں چلے ہن جانبِ دشتِ جنوں اہلِ محشر سے نہو مجھ کو خجالت اس لئے شرطِ میرے قتل کی اگر غیر سے کی ہو تو ہو باغِ دنیا میں نہ تھے جز داغِ حسرت گلِ کین سُنکے زاری مضطر بلیلی بھی محلِ میں ہوئی دیکھ کر صیاد کو آتے۔ بہت ترپا تھا صید اُسے قسمت سے ملا بھی نامہ بروہ رازدار ایک نے چھوڑا تو لیکر دوسرا خفیہ ہوا شوقِ مضطر کا بھلا ہو یہ لئے جا آئے ان سیکسی ویاس و حسرتِ رشکِ اعدا شوقِ دید اس توقع پر کہ دوزخ ایک چھینٹی سے ہوئے
--	--

جان لین عاشق مجھے عاشقِ خدا کے نام کا  
نقش میں اللہ کا لکھ کر ہوں دل پر لیچلا

### زائد از شرح

دل سے جو کچھ بچ رہا تھا وہ جگر پر لیچلا اک دل پر آرزو بھی چُرا کر لیچلا صید وہ ترپا قفس کو بھی اڑا کر لیچلا وہ کمر میں باندھ کر مقتل میں خنجر لیچلا	عاشقِ مہجور داغِ حجبِ دلبر لیچلا چشمِ غارت گرسے تیری کیا بچا تھا اسے صنم رہ گیا صیاد بھی بس دیکھتا کا دیکھتا آج مشتاقِ شہادت کو مسرت کیوں ہو
--	---

رحمتِ حق پر نظر ہے اور شفاعت کی سپر

## دشتر عصیان کو عاشق پیش داوڑ بھلا

<p> سب بچھ گئی ہوس کہ بڑا یا ر مر گیا  کنج تھن میں صید گرفت ر مر گیا  غم کیون نہ ہو رقیب دل آزار مر گیا  اچھا ہوا کہ مجھسا گنہگار مر گیا  مرہم لگاتے ہنی جو دل افکار مر گیا  ناچار مر گیا دل بیمار مر گیا  کہتا ہنی کون یا نہ کا خریدار مر گیا  سُن لو گے ورنہ تشنہ دیدار مر گیا  افسار اٹھ گیا ہے کہ انکار مر گیا </p>	<p> ہن کیا جیون کہ دل سا و فسادار مر گیا  گلشن میں آج پھول میں کسکے یہ کیا ہوا  وہ لطف چھیر چھاڑ کا جاتا رہا تمام  رحمت برس رہی ہے یہ غفار یان تری  اچھا تو کیا ہوا مگر اچھا ہے چارہ گر  افسوس جھیل جھیل کے فرقت کی سختیاں  سچ پارہ غش ہے جلوہ رونے نگار پر  دو گھونٹ ہنی پلا دو کہیں شربتِصال  جلنے دو پہلی باتون کو جو دل میں ہو کہو </p>
---	---

عاشق کو یاد کر کے وہ کہتے ہن غیر سے  
تھائے والہ جو مرے اشعار مر گیا

## زائد از طرح

<p> مرنے ہنی اُسکے عشق کا آزار مر گیا  کیا پانی آنکھ کا بُت عیشار مر گیا  کوئی غریب کیا پس دیوار مر گیا  جب یہ سنا کہ عاشق بیمار مر گیا  پانی ہے کچھ مگر تیر دیوار مر گیا  اور مجھ کو جانتے ہن یہ اغیار مر گیا  کہتے ہن بات بات پہ ہر بار مر گیا  اسے زلفِ یار تیرا خریدار مر گیا </p>	<p> اچھا ہوا کہ آپ کا بیمار مر گیا  یو بر ملا عدوسے ہن نظارہ بازیان  گریاس نوحہ گر ہے تو حسرت ہے مانتی  حیرت سے وہ بھی نقش بدیوار بنگلے  دنیا کو لوگ کہتے ہن مہمان سرے خام  ہن مر گیا تو زندہ جاوید ہو گیا  جی سنسنا یا جاتا ہے اللہ سے نازکی  سودے کا مول کون لگاے کہ نہ ہن </p>
--	---

<p>دیکھا جو آنکو غرق پسینہ میں قرب غیر شب کو کہاں تھے آپ کہ مر جھانگئے ہیں بھل اے حسرتو یہ مرثیہ خوانی ہے کس لئے آنکھیں ہیں لال لال تو چہرہ اُداس ہے</p>	<p>پانی میں ڈوب کر دل بیمار مر گیا دیکھو تو میرے دل کی طرح نار مر گیا ارمان مر گیا کہ دل زار مر گیا کیا آپ کا بھی کوئی طلبگار مر گیا</p>
<p>عاشق امید وصل و غم ہجر یار میں سوار زندہ ہو گیا سوار مر گیا</p>	
<p>گیا جو بیٹھ نہ وہ کوئے یار سے اٹھا وہ غم بین اور ہزاروں جو اٹھ سکیں لیکن بنا ہے رشک ارم سینہ اپنا داغوں سے صدائے قم جو سنوں اپنی توجہ اٹھوں کھلے جو داغ تو اندوہ کا غبار اڑا بھلا چھٹائے سے چھٹا ہے رخ سے فوج کرد نہ قدر تم اسپر بھی ہے ستم کیسا یہ خاکساری کا رعبہ ہے بن گیا وہ فلک خدا کے رحم تے بختے گئے کیسا ہلکا پہنچ کے کعبہ میں گھستار یا جبین نیاز صدائے درد مری قبر قیس میں پہنچی وہ ساتھ غیر کو لایا تو رشک سے لاشہ گیا جو بیٹھ وہ پہلوئے غیر میں شب کو</p>	<p>جو اٹھا وصل کے قول و قرار سے اٹھا نہ داغ ہجر دل روزگار سے اٹھا جو بیٹھا جا کے نہ میرے مزار سے اٹھا میں حشر میں بھی نہ اس انتظار سے اٹھا یہ ابر آمدِ فصل بہار سے اٹھا یہ رنگ وہ ہے نہ اُس گلزار سے اٹھا وہ ناز اٹھایا - نہیں جو ہزار سے اٹھا بگولہ بگو کہ ہمدرد سے غبار سے اٹھا یہ بار جبکہ نہ مجھ شرمسار سے اٹھا نہ سہرا در پروردگار سے اٹھا تو زار زار وہ روتا مزار سے اٹھا شال برق تڑپ کر مزار سے اٹھا قرار میرے دل سے یقیناً اٹھا</p>

یہ بات کیا ہے کہ دل کو کپڑے بیٹھ گیا  
اٹھائے لاکھ غم و درد یک رشکِ عدو  
جو بگے درِ سربزم یار سے اٹھا  
نہ تیرے وصل کے امیدوار سے اٹھا

خدا نے بخشد یا تو جنازہ عبا شق  
یہ مجھ دھوم سے اور افتخار سے اٹھا

### زائد از طرح

دھوان ہمارے دل سو گوار سے اٹھا  
گیا جو بیٹھ نہ وہ کوئے یار سے اٹھا  
جباب وار پھرے جس پہ چرخ اور زمین  
وہ آیا تجھ کو مبارک ہوا سے دل مضطر  
ترے وصال کے جب تک کیا نہ رشکِ نچھاک  
مین شب کو خواب مین پہلوئے یار مین ٹھٹھا  
اگر وصال ہوا تو رنایا خدایا کا غم  
پڑا رنایا مین پا بوسیوں کی حسرت مین  
نہ سمجھا ابر ہے یہ کو ہمار سے اٹھا  
اٹھا کے ماتھ مگر جانِ ناز سے اٹھا  
وہ جوشِ اشک مری چشمِ زار سے اٹھا  
غبارِ دیکھ رہا شہسوار سے اٹھا  
نہ داغِ ہجر دلِ داغدار سے اٹھا  
تو خیر و مان سے بڑے اضطراب سے اٹھا  
ذوِ انہ لطف دمِ مستعار سے اٹھا  
ہمارا دل نہ تری رہگذار سے اٹھا

ہماری خاک اڑا دی فلک نے اے عاشق  
غبارِ گردشِ یل و نہار سے اٹھا

آزارِ عشق طالبِ دیدار ہی رہا  
ہرگز نہ سیدھے منہ سے کبھی بات اُسے کی  
ساقیِ خدا سے ڈر کہ سمجھو گویا چھکا دیا  
سیدھا کیا زما سنے کو اخلاق نے مرے  
یوں چارہ چارہ گر کو بھی دشوار ہی رہا  
تھا پاسِ غیر مجھ سے جو بیزار ہی رہا  
باقی فقط مین ایک گنہگار ہی رہا  
برگشتہ مائے مجھ سے مگر یا رہا

<p>ایفاسے دور وصل کا اقرار ہی رہا دل بخود ہی شوق میں ہنسا رہی رہا اچھا ہوا بھی گرتو میں ہمیں رہی رہا اے دل تو اب قفس میں گرفتار ہی رہا میرے گلے کا ماریہ آزار ہی رہا پیش نظر مدام وہ دیدار ہی رہا</p>	<p>ظلم و ستم میں آپ وفادار خوب ہیں تیرے سوا کسی کو نہ چا تا تری قسم اُس چشم مست ناز پہ قربان رہا مدام صیاد کو پسند ہے آواز دردناک پہنائے ہار بھولوں کے غیروں نے ہاتھ دیکھا کئے حبیب کا جلوہ چار سو</p>
<p>عاشق کو کیا غرض ہے جفا کیجے یا وفا ہے وہ وفا شعار وفادار ہی رہا</p>	
<p>زائد از طرح</p>	
<p>اُسکی نظر میں جلوہ دلدار ہی رہا قاتل کا نام پوچھا تو انکار ہی رہا میں دیکھتا ہمیشہ شبِ تار ہی رہا تغذیر کا میں اب بھی سزاوار ہی رہا پابوسیوں کا مرے بھی آزار ہی رہا تیری بکسری سے گرا بنا رہی رہا اک اور دار کا میں طلبگار ہی رہا</p>	<p>بے ساغر و شراب جو سرشار ہی رہا روزِ جزا بھی میں تو وفادار ہی رہا زلزلوں سے تیرے عشق ہے بہانہ گواہ ہے وہ بعدِ قتل نہ ٹھکرائیں نبش کو ٹڑپا کیا میں پاؤں پہ قاتل کے شوق سے گر قتل بھی کیا تو مجھے تیغِ غیر سے کتنا و فورِ شوق شہادت تھا وقتِ قتل</p>
<p>طالبِ ہوا نہ حور کا اغوائے شیخ پر ثابت قدم یہ عاشقِ دلدار ہی رہا</p>	
<p>اگر اشارہ میری جانب کو دیا ہو جائیگا کیا خبر تھی آپہ عاشقِ رازِ دان ہو جائیگا دیکھ لینا خون کا دریا رواں ہو جائیگا</p>	<p>دشمنِ جانِ حشر میں بھی اک جہان ہو جائیگا دیکھ خط بھیجا تھا قاصد کو یہ لکھا دیکھئے تمنے گرا بروئے پر خم کا اشارہ کر دیا</p>

خاندانِ اعدا حنینوں کا مکان ہو جائیگا	ہے یہی گردشِ زمانے کی تو اک دن دیکھنا
خون بہا کا مدعی سارا جہان ہو جائیگا	خونِ ناحق کا مینِ دعویٰ کر کے کیا پھل پاؤں گا
وہ خفا ہونگے جو گردِ وں مہربان ہو جائیگا	اک نہ اک آفت سے دنیا میں رہیگا سامنا
حشر میں جو حال ہو گا سب بیان ہو جائیگا	انتہا ظلم و ستم کی پوچھتے ہو کیا ابھی
دل کا پھوڑا ہے ہنسی میں خونِ فشانِ بجائیگا	ترجمہ دل کو چھپڑتے کیوں ہو خدنگِ ناز سے
تیرا کیا نقصان مرگِ ناگہان ہو جائیگا	تو جو آئینگی شبِ فرقت میں ہے میرا بھلا

آپ ڈھونڈیں گے اسے جس طرح عاشقِ آگ کو  
جب رقیبِ روئید بے خانان ہو جائیگا

### نہایت از طرح

محو دل سے داغِ عشقِ ہوشان ہو جائیگا	عکسِ نقشِ پائے حضرتِ جرزِ جان ہو جائیگا
پہری بے بُرمی کا شادیہ دمان ہو جائیگا	سنگِ در پر جبکہ سجدہ کا نشان ہو جائیگا
خوبو بخود گھر پر بتِ نامہربان ہو جائیگا	جب مقتدر میرا سیدِ آسمان ہو جائیگا
پاسبانِ آنکا ہمارا پاسبان ہو جائیگا	غیر کا مہمان جو اپنا میہمان ہو جائیگا
غیر پر وہ مہربان نامہربان ہو جائے گا	دوبدو جب اسکا میرا امتحان ہو جائیگا
کیا عجب جینا عوض میں جاودان ہو جائیگا	بے اجل مرنا مر اکیرا اٹکان ہو جائے گا
پھر مکانِ غیر اک ہو کا مکان ہو جائیگا	بے نشانی کا ہماری گریبان ہو جائے گا
خاک ہو جائیگا آہوں سے دھوان ہو جائیگا	میرے نالوں سے مکتدر رہے ابھی سے آسمان
انگو جو دیکھے گا اٹکا ہمزبان ہو جائیگا	کسکو ہم بہر شہادتِ لائین اپنا جانکر
خود حجابِ رازِ حائل درمیان ہو جائیگا	سازدان سے راز میرا پوچھتے ہیں پوچھ لیں



<p>وامق و فریاد و مجنون کی کہانی اور ہے  میری چشم زار و لاغر پر نہ ہنس نازک بدن  میرا دل رشک عدو دو نو بھٹکتے پھرتے ہیں  ہے وہ طفلی میں بنی جب غاگر دین و خرد  ہم نفس ناصح جو آتا ہے تو آنے دے کہیں  لب چپک کر بند ہونگے ہو سکے گی کچھ نہ بات  میرے پہلو سے کل آنے ل کہ اندیشہ ہے یہ  لوٹنی ہے لوٹ لے اس ہجرہ رنگی کی بہار</p>	<p>میرا فساد سنئے جو قصہ خوان ہو جائیگا  نا توانی کے اثر سے نا توان ہو جائیگا  یہ دہان ہو آئے گا اور وہ بہان ہو جائیگا  کیا قیامت ہوگی جسدِ نو جوان ہو جائیگا  میرے نالے سنکے یہ بھی نوحہ خوان ہو جائیگا  جو کہ اُس شیرین زبان کا ہنر بان ہو جائیگا  دیکھ کر تجھ کو وہ مجھ سے بدگمان ہو جائیگا  خط کے آجانے سے پھر گلشنِ خزان ہو جائیگا</p>
--	---

عشق چھا شوق کسی کے ابروئے خمدار کا

تیر سیدھا بھی جو آئے گا کمان ہو جائیگا

<p>اے کاش رقیبوں کی طرح نام نکلتا  گر پھر ہی طرح غیر بھی بد نام نکلتا  قاصد کے دہن سے نہیں پیغام نکلتا  ستی کے بہانہ سے پٹ جاتے ہم اسکو  گر عکس کفِ پائے خانی کا نہ پڑتا  چکر میں بھی پابند جنون ہوں یہ غضب ہے  کیا آتے جو ہمراہ رقیبوں کے وہ آتے  مستو توں کو تھوڑی سی دغا بھی اگر آتی  بھر خاک میں لمباتی جم و جام کی شہرت</p>	<p>عاشق مرے ہوئے سے نہیں کام نکلتا  تسکین مجھے ہو جانی مرا کام نکلتا  بے اپنے گئے نائے نہیں کام نکلتا  میں خانہ سے دیتا جو وہ دشنام نکلتا  تو رنگِ شفق ایسا نہ ہر شام نکلتا  رستہ تو کوئی گردشِ آیام نکلتا  اگر کام نکلتا بھی تو کیسا کام نکلتا  عشاق کا آغز میں انجہام نکلتا  بندر میری مٹی کا اگر جبام نکلتا</p>
--	--

آتا جو ترا تیر مرے خانہ دل میں آنکھوں میں نہ ہوتا جو تری زلف نقشہ و دشمن کی خطاؤں پہ بھی شاباش ہے ہر دم آسان بھی شب بھر میں مشکل سا ہے مشکل	کیا عید منانا ہوا آرام نکلتا دن کیوں شب بھر ان کا سیدہ فام نکلتا پر میری وفاؤں پہ ہے الزام نکلتا مشکل ہے بڑی یہ کہ نہیں کام نکلتا
--	--

دُشنام ہی دینے وہ کہیں بھول کے عاشق  
ہم خوش تھے ترے نام یہ انعام نکلتا

### زاید از طرح

گر شام کو وہ ماہ لب باہم نکلتا میں وہ ہوں اگر ہجر سے ناب میں رہتا قاصد کے تھکے پاؤں دل وحشی کے ہاتھوں بوسہ ہو بلا میں ہوں کوئی پیار ہو لیجے کھلتی ہے شفق چرخ پہ خون شہدا سے وہ پھینکتے تھے قرعہ مرا غیر کے شمال مشہور زمانہ میں تھیں رہن دین ہو	خورشید قیامت بھی سر شام نکلتا خونابہ ہر اشک سے اک جام نکلتا ہر وقت ہے پیغام پہ پیغام نکلتا جو قرض مری طرف ہو یا وام نکلتا وہ تیغ کف ہے جو سر شام نکلتا کیا خوب تھا یا رب جو مرا نام نکلتا میں جو رہیں تھا کہ مرا نام نکلتا
---	--

عاشق مرے زخموں کا تماشا نظر آتا  
گر تیر میرے پہلو سے گفتم نکلتا

بدست جب اغیار کو دیکھا اُسے دیکھا جب ہم نے غلط یار کو دیکھا اُسے دیکھا بے دیکھے کہاں حضرت موسیٰ کو غشی تھی	ان جیسے خریدار کو دیکھا اُسے دیکھا تحریر پر انوار کو دیکھا اُسے دیکھا ان طور پہ دیدار کو دیکھا اُسے دیکھا
--	---

ہمزاد کے پھر دیکھنے کی کیا ہوتی تھی	جب سایہ دیوار کو دیکھا اُسے دیکھا
مشہور جہان یار کی ہے کتنا خرامی	جب بک کی زقار کو دیکھا اُسے دیکھا
گر غیر کی فطرت سے ہوئے ہم نہیں قفا	طرزِ بیت عیار کو دیکھا اُسے دیکھا
دیکھا نہیں کیون سورۂ اخلاص کو تھے	جب مصحفِ رخسار کو دیکھا اُسے دیکھا
بکلی کی طرح وار لگا کر ہوا غایب	اُس شوخ کی تلوار کو دیکھا اُسے دیکھا
وہ یاس سے افسردہ ہوئی میری تمنا	اک برسوں کے بیمار کو دیکھا اُسے دیکھا
گر تیغِ دودم اُسکی نہ دیکھی تو ہوا کیا	جب لوٹتے دو چار کو دیکھا اُسے دیکھا

عاشق کو نہ دیکھا ہو تو دیوانِ ہنی کو دیکھو  
گلدستہ اشعار کو دیکھا اُسے دیکھا

### زاید از طرح

جسے کہ شب تار کو دیکھا اُسے دیکھا	اُس کا کلِ خمدار کو دیکھا اُسے دیکھا
جب پرتو انوار کو دیکھا اُسے دیکھا	اور احمدِ مختار کو دیکھا اُسے دیکھا
قاتل کو نہ دیکھا تو ہے دیکھے کے برابر	گر خنجرِ خونخوار کو دیکھا اُسے دیکھا
ہر جزو میں ظاہر ہے وہ ہر گل میں نمایان	جب صنعتِ غفار کو دیکھا اُسے دیکھا
اے شیخِ قیامت کی ہے تو دید کا طالب	اگر قامتِ دلدار کو دیکھا اُسے دیکھا

زاید تجھے کیون جلوہ ساقی کا ہے ارمان  
اگر عاشقِ سرشار کو دیکھا اُسے دیکھا

خاک ہو جائیگا اُس کو چہ بین جو جائے گا	ہو کے پامال پر اکسیر ہی ہو جائے گا
خوش عقیدت سے ورکبد ہو جو جائے گا	کام دشوار ہو کیسا ہنی وہ ہو جائے گا

سُنہ کی کھائے گا عدو خون ہی رو جائے گا  
جان کے جانے کا جسا وقت کہ ہو جائیگا  
بخت جاگے گا مرا آپ جو میرے ہونگے  
میری زاری تو وہ زاری ہے کہ انسان پہ  
وہ مری نفس کو یہ کہہ کے نہیں ٹھکراتے  
اے اجل ہجر میں آپک کہ سنا ہے منہ  
ہو مقابل نہ مرے دیدہ خونبار کے دیکھ  
چارہ گر جانے دے کیوں فکر ادا کیجئے  
کوئی آیا نہیں آیا تو عیادت کو یہ اشک  
نمکدہ کہئے جو دنیا کو تو زیبا ہے فلک  
خوش ہوں گرفتار کرے ماتھے سے اپنے قاتل  
خاک ہو جائیگا اور خاک بھی اڑ جائیگی  
دل پہل کی ترپ کیا کہوں اللہ اللہ  
دل خریدار ہے جس سودے کا سودا ہے بڑا

مین تو تیرا ہوں اگر تو مرا ہو جائے گا  
بہم جان ہے دل اسکو نہ لو جائے گا  
بخت بیدار عدو رشک سے سو جائے گا  
قبر پر ابھی آئے گا تو رو جائے گا  
قتلہ جاگے گا جو ہشیار یہ ہو جائے گا  
چین پائیگا تہ خاک جو سو جائے گا  
آبر و مفت میں اے ابر تو کھو جائے گا  
مرنا جینا ہے جو تقدیر میں ہو جائے گا  
قلزم غم میں مجھے اور ڈبو جائے گا  
اتے رویا ہے ہر اک ہاتھ بھی رو جائیگا  
نام اپنا صدفِ عشاق میں ہو جائے گا  
مٹ بنی جائے گا ترے کوہ میں ہو جائے گا  
خود تو جانیگا مگر جان کو بھی کھو جائے گا  
گر نہ سودا ہوا سودائی تو ہو جائے گا

چشم خونبار کو ہے اپنے تمنا عاشق  
پانویندھی کے کوئی خون میں ہو جائیگا

زائد از طرح

کون ہے وہ کہ تری بزم میں جو جائے گا  
دل کو آب و دمِ خنجر میں ڈبو جائے گا

رشک ہے مجھکو کہ مجھسا ہی وہ ہو جائیگا  
قابلِ احسان لبِ تشنہ پہ ہو جائے گا

	<p>رشتک سے مرتے ہو مر جاؤ یہ عاشق کے کہا غیر ہمراہ مرے جائے گا تو جائے گا</p>	
<p>نکال دوں اسے سینہ سے بس نہیں چلتا حد کو چال بتائیں یہ بس نہیں چلتا اجل پہ غیر پہ گردوں پہ بس نہیں چلتا کہ تجھ پہ زور مرا اسے ہوس نہیں چلتا وہ ناتوان ہوں کہ مجھ سے نفس نہیں چلتا وہ بے رواج ہے لاکھوں برس نہیں چلتا وہ پاس آئے کہ جس دم نفس نہیں چلتا وہ من چلے ہیں میان کافرس نہیں چلتا وہ عندلیب ہوں من بے تحش نہیں چلتا شہید ناز کا ہرگز فرس نہیں چلتا</p>		<p>غم فراق میں دم فادرس نہیں چلتا ہمارے کہنے پہ فریاد رس نہیں چلتا الم نے گھونٹ دیا ہے نفس نہیں چلتا بجھوم یاس میں دل کہہ رہا ہے گھبرا کر پھرک رہا ہوں کہ اُڑ جاؤں لیکے خبر کے جہان میں سکتہ و داغ جگر بجز عشاق امید دید کو ہمراہ لگی حشر جناب شیخ میں مفلس ہیں کہاں سے تھے ہوا ہوں خانہ صیاد سے بہت مایوس تھاری شوخی نہ ٹھکرائے جب تلک نہ کو</p>
	<p>بنائیں کیونکہ ہم اُسکو بھرا پناہ عاشق جب اپنے دل ہی پہ کچھ اپنا بس نہیں چلتا</p>	
<p>زامد از طرح</p>		
<p>غضب میں جان ہے دو نو پہ بس نہیں چلتا تو بولے تاز سے کہدے ترس نہیں چلتا تمام عمر جوانی کا کس نہیں چلتا ادھر سے کوئی بھی فریاد رس نہیں چلتا</p>		<p>وہ ایک کام بھی بے بھروس نہیں چلتا جو نامہ برے کہا چلے وہ بلا تے میں حسین بشتے ہیں کیوں حسن چند روزہ پر نہ نامہ پر ہی پھر اور نہ دن پھر میرے</p>

کہا جو میں نے کہ بندہ کا گھر قریب آیا  
کسی طرح نہیں کرتے قبول وہ مجھ کو  
تو منہ بنا کے کہا مجھے بس نہیں چلتا  
وہ حذر ہوں کہ کبھی پیش و پس نہیں چلتا

کیا وہ ضعف نے عاشق اسیر نیچے غم  
کہ چاک جیب و گریبان پہ بس نہیں چلتا

میکدہ بے تیرے ساقی درہم و برہم ہوا  
شور و غل اٹھا جہان سب درہم و برہم ہوا  
آج خود قابل شہید ناز و دشمن ہو گیا  
کیا صدائے ناز عاشق ہے زیب گوش گل  
شکر ہے کچھ تو ہماری آہ نے تاثیر کی  
یا دزدان میں بہا جو اشک وہ گوہر بنا  
مر گیا جب میں تو بیرحمی یہ انکی مائے  
غیر کے مرنے پہ وہ روئے لگے ہم ہنسٹے  
جرعہ جرعہ وصل میں تھا غیرت مار الحیات  
خون میرا رنگ لاپا ہے گل رخسار پر  
بادہ خوار و ن کے شکستہ دل ہو کوہ غم ہوا  
کون رو بیٹھا ہے دل کو جسکا اتنا غم ہوا  
اسلئے مقتل میں ہنگامہ جو تھا برہم ہوا  
غذ لیبان چمن کا آج نعمہ کم ہوا  
انقلاب یار دشمن پر جو تھا کچھ کم ہوا  
اور گل تر پر گرا تو قطرہ مشہم ہوا  
کہتے ہیں اچھا ہوا کچھ درد سحر تو کم ہوا  
خلق حیران ہے کہ شادی مرگ کا ماتم ہوا  
بحر میں ساقی کے اک قطرہ پایا تو نسیم ہوا  
عالم خوبی پہ اُنکے مبتلا عالم ہوا

تھا تلاش یار میں عاشق پتا ملتا کہاں  
وصل جانان ہو گیا خود ابرا محو غم ہوا

### زاید از طرح

خنجر ابرو کو شوق کشتن عالم ہوا  
میری بالین پر بھی دشمن سے ہی اخلاص ہے  
مٹھوس کیا جان دیکھا بار غم سے خم ہوا  
سورہ اخلاص انکی میر سے حق میں دم ہوا

<p>مین بیانک ہو گیا ہوں خوگر سنج دالم غیر کی نخوت سے آنکو بقدر نفرت ہوئی ساغر و پیانہ و خم کی ہے آواز شکست منہ چڑھا ہے غیر بیانک تنہ کاموتی بنگیا کتنے ہیچ و تاب کھائے گردش اخلاک نے جم گیا ہے خون دل جو سرد مہری سے تریا اک نہ اک مہمان نیاز مہتا ہے ہجر پارہ مین ہو گیا جو محرم اسرار ذات لم یزل</p>	<p>کم ہوا آزار تو اُسکا بھی مجھ کو غم ہوا خلق آتنا ہی بڑھا جتنا بکشت کم ہوا کون میخانہ مین آیا جس سے یہ اودھم ہوا دم بھر دم دشمنوں کا ناک مین گودم ہوا پر کبھی سیدھا نہ اُسکا گیسوئے پر خم ہوا لو مبارک ہو ہمارے رخم کا مرہم ہوا درد دل گر کم ہوا تو نالہ پیرسم ہوا وہ ہوائے نفس آثارہ سے نامحرم ہوا</p>
--	--

تم دل عاشق مین ہو شہرت تمھاری کیون ہو  
اے بٹو یہ آئینہ اب رشک جام جم ہو

<p>نہ ہوا چھتا دل بیسار میرا بڑھے گا ہمنشین آزار میرا تمھاری جان ہے دل ہے تمھارا جگر کو چیر لیتا ہوں یہ کہہ کر نراکت انکی کہتی ہے سیر بام دلایا یا جب آنکو تو بولے تمھارے نقش پا کے گرد ہے چاند جھپٹیں گے یہ تاکید کیسی</p>	<p>الہی ساتھ دے آزار میرا دلِ نادان رما گر یا ر میرا نہ وہ ہرگز نہ یہ زہار میرا کہ نالہ جائے گا بیکار میرا اٹھا سکتا ہے گوئی بار میرا کہ ہے اقرار بھی انکار میرا کہ ہے دیکھا ہوا دیدار میرا کہ محشر مین نہ ہوا ظہار میرا</p>
---	--

حد و کیا ہو مقابل میرے عاشق

نہیں وہ جھیل سکتا وار میرا

### زاید از طرح

قضا پر منحصر ہے کار میرا  
مرا غمخوار ہے آزار میرا  
جس گرتک جائے گا سو غار میرا  
منے گا کون یہ طومار میرا  
بڑھا ہے سایہ دیوار میرا  
عدو بھی ہو گیا غمخوار میرا  
کہ دیکھو ٹوٹا ہے مار میرا  
ابھی کیجو بیڑا پار میرا  
جسٹے اُسکو حال زار میرا

دو اسے بڑھ گیا آزار میرا  
نہ دل میرا نہ وہ دلدار میرا  
اڑا کر چٹکیوں میں کہتے ہیں وہ  
کہانی میرے غم کی بڑھ گئی ہے  
شب ہجران کی اندر سے درازی  
خدا کی شان اُن سے کی سفارش  
وہ ماتھا پائی میں بولے شب بول  
پڑا ہوں کب سے گرداب الم میں  
کوئی ہمدرد لبائے تو عاشق

وہ مجھے کہتے ہیں عاشق شب بول

کہ تم اس منہ سے لو گے پار میرا

شعر خوانی کا مزاج تار تار  
بے دانی کا مزاج تار تار  
نیجہانی کا مزاج تار تار  
گل فشانی کا مزاج تار تار  
ناگہانی کا مزاج تار تار  
دُز فشانہ کا مزاج تار تار

قدر دانی کا مزاج تار تار  
بات کے کرتے ہی عقدہ کھل گیا  
تن سے قاتل نے کیا کیوں سر الگ  
کیوں خوشی کی لگائی منہ پہ فہر  
جان لی کیوں رفتہ رفتہ دیکھے دکھ  
غیر کو وہ گالیان دینے لگے



<p>             بیہوشی کا مزاج تار              آناکانی کا مزاج تار              خوش بیاہنی کا مزاج تار              زندگانی کا مزاج تار              پاسبانی کا مزاج تار              سرگرائی کا مزاج تار              ن ترانی کا مزاج تار              بے نشانی کا مزاج تار              نوحہ خوانی کا مزاج تار           </p>	<p>             آگیا ہمان سدا میں رشکِ غیر              نامندان ہو گیا ہے اب وہ بُت              بات کرتے اُنکو غصہ آگیا              اُن پہ مرکِ دل نے کھو یا لطف کو              مائے وہ دراور رقیبِ سنگدل              سر اڑا کر کیوں سبک ہو گیا              بامِ پروہ جہاں بختے ہیں غم کو              میری تربت تو بنانی ہی نہ تھی              حلقہٴ عشاقی جب ہمراہ نہیں           </p>
--	--

صہنیں پہلی سی وہ عاشق کہان  
 نکتہ دانی کا مزاج تار

<p>             کہ عارض سے ہٹے دامن کسی کا              کبھی دیکھا تھا یا ن مدفن کسی کا              نہ ہو ایسا کوئی دشمن کسی کا              کہ صحرابِ گلیا مسکن کسی کا              وہ ہے اُٹھتا ہوا جو بن کسی کا              جھٹکتا اتھ سے دامن کسی کا              سنا ایسا بھی ہے شیون کسی کا              جو یاد آیا رخِ روشن کسی کا           </p>	<p>             بھرم رکھ چلی چتون کسی کا              مٹا کر آپ ہی لو پوچھتے ہیں              دلِ نادان ہے جیسا دوست اپنا              یہ سب خانہ خرابی عشق کی ہے              قیامت دل پڑ کر بیٹھ جائے              اڑا دیتا ہے کیا کیا خاکِ میری              قیامت پر قیامت ہو رہی ہے              انگہ کی سامنے بکلی سی کوندی           </p>
--	--

کھینکے نشان بھی مٹ گئے ہیں	کھینکے نشان بھی مٹ گئے ہیں
غرض رکھے نہ ہر حرفِ حق کسی سے	غرض رکھے نہ ہر حرفِ حق کسی سے
ہوا بیسنا ہمارا دیدہ زخم	ہوا بیسنا ہمارا دیدہ زخم
برہمن بن گئے کیوں حضرتِ دل	برہمن بن گئے کیوں حضرتِ دل

مہکتی آئی ہے کیوں آہِ عاشق  
اجاز آئی ہے کیا گلشن کسی کا

### زائد از طرح

ہوا ہے غمزہ تیرا فگن کسی کا	کلیج چھید دے چلن کسی کا
شبِ وصلت کی آف روئے تاجِ پائی	گریبان ہے نہ ہے دامن کسی کا
نہین اچھی یہ شوخی ہر گھڑی کی	نہ کھو نا رعب اسے چتون کسی کا
رہائیِ دام کا کُل سے نہ ہو گی	کہان جاتا ہے اب جو بن کسی کا
مرے لاشہ سے کہتے ہیں کہ اٹھو	مزا دیتا ہے یہ بچپن کسی کا
ہمارے سختیان جو دیکھ پائیں	کلیج ہو گیا آہن کسی کا

نہ میرا ہے نہ وہ غیروں کا عاشق  
ہوا بھی ہے بت پر فن کسی کا

فلک نے دیکھ لیا زور میرے نالوں کا	تباہ حال ہوا دامن کے رہنے والوں کا
بنایا خاک سے غارِ پرسی جمالوں نے	بڑھا ہے مرتبہ وہ تیرے پائالوں کا
گمان غلط ہے ستارے ہیں بیشمار کہان	فلک پہ عکس ہے یہ میرے دیکے چھالوں کا
ہزاروں گالیان دیتے ہیں وہ سہرِ محفل	جوابِ غرب بلا وصل کے سوالوں کا

<p>کہ خال ہے دل سوزندہ اُنکے کالون کا کہ رو برو ہے مرقع پری جس کالون کا خدا کی شان کہ گورون میں گھر ہے کالون کا نہ پوچھو حال تم اپنے شکستہ حالون کا</p>	<p>فراق ہو جنہیں ہو ہکو وصل ہے ہر دم ہجوم شوق سے وہ جوش ہے خیالون میں ہنہین ہین عارض پر نور پر تری زلفین بین چاک چاک گریبان و دل فگار بہت</p>
<p>ہمین ہے جلوہ باقی کی آرزو عاشق نصیب غیر ہو غمزہ پری جہالون کا</p>	
<p>زاید از طرح</p>	
<p>تو آؤ کھو لیدین جوڑا تمھارے بالون کا یہ حال ہے ترے کوچہ کے رہنے والون کا کئی برس سے میں ہل باندھتا ہوں بالون کا پڑا ہے عکس یہ گوش صنم کے بالون کا کرو نہ ذکر مرے آگے دیکھے بھالون کا مرا نصیب ترے لبے لبے بالون کا کوئی رتی ہے کہ بکھا ہے پھولون کا</p>	<p>اگر نظارہ ہے منظور خستہ حالون کا نہ گور ہے نہ کفن ہاں شکستہ حالون کا تری نگلی مرے رونے سے ہو گئی ندی کسان نکھا گرد مہر ہمنشین مالہ نہ فیس میں مرے وحشت نہ کوہن میں شوق تو نہ نہ گوند کہ شاگرد ہونے والا ہے مزار حضرت خواجہ پہ جھومتا آیا</p>
<p>خزان کے دن گئے آئی بہار سے عاشق دماغ عرش یہ ہے سارے نوں بالون کا</p>	
<p>غزل ہائے غیر طرح دیوان رولف الف</p>	
<p>کہ فخر شاہون کو ہے سپہ سر جھکانے کا نوید دل کو کہ ہے وقت جان جانے کا</p>	<p>وہ مرتبہ ہے پیمبر کے آستانے کا میں منتظر ہوں شب غم قضا کے آنے کا</p>

<p>             چھٹے گا وقت فنا واسطہ زمانے کا              ہوا ہے شوقِ آنجناب پھر حنا لگانے کا              نتیجہ کیا ہے مری داستانِ سنسنے کا              پتا ملے گا نہ بلبُل کے آشیانے کا              ہوا ہوں جب سے میں خوگر تسم اٹھانے کا              ہے انفعوال سے صد چاک سیدہ ثنائے کا              عدو میں جو مسئلہ کب ہے تسم اٹھانے کا              اسیرِ رام ہے محتاجِ ایک دانے کا              نیا طریق نکالا ہے یہ جسلانے کا              کہ حسرتوں نے دیا کامِ شامیانے کا           </p>	<p>             ہوئی ہے گردشِ وِ ران سے خاکِ نیک بہاد              ہمارے خون بہانے کا خون بہا یہ ملا              آنجناب ہے قصہ اغیار سے غرض ہر دم              ادھر ہے تاکِ مین صیادِ ادھر کہیں سے قی              وہ بھول جاتے ہیں تو یاد خود دلاتا ہوں              مجال کیا تری گیسو ہے یہ کبھی اُلجھے              نہ وہ جگر ہے نہ دل ہے نہ وہ طبیعت ہے              ہمارے دلوں ہے زلفون میں یادِ خالِ صنم              نہ تم کہیں نہ دعا دین لگانے اک ٹھوکر              یہ کچھ ہے گورِ غریبان پر بیکسی کا ہجوم           </p>
--	--

ابھی جو ان ہو عاشقِ مرون مرون نکرو  
 قضا کو یہ بھی کوئی وقت ہے بٹانے کا

### دیگر غیر طرح

<p>             سچ چاہے ظلم تو ایسا کی تہہ بیر کیا              بل گئی ہے زلف کے دیوانے کی بخیہ کیا              نالہ سوزان ہمارا پھر کرے تاثیر کیا              وہ بنائیں گے ہماری خاک کی اکسیر کیا              کیا کہوں قاصدِ زبانی اور کروں تحریر کیا              آنکھ میں اُنکے بھرا ہے سرمہ نسخہ کیا           </p>	<p>             قتل کرنے میں مرے قاتل کو ہے تاخیر کیا              ایک عالم میں ہے نعلِ شورِ قیامت پہ کیا              سردہری سے تمھاری خاک میں گلِ گریبا              سوزِ بھران نے جلایا غم نے کشتہ کر دیا              قصہ طولانی ہے جان لب پر ہے کہدنیای              اک نظر دیکھا جدھر گویا مسخر کیا           </p>
--	--

ایک سے بچے ایک بڑھکارت دل کچلے	ناز کیا انداز کیا تصویر کیا تقریر کیا
دل کو شوق زخم اور سہجہ زخم مشتاق تک	چارہ گر سے پھر شفا کی ہوسکے تیر کیا
ہم نہ ہونگے مانی و بہار دھکے فانی کیسی	بیکہ گویا فی نہیں تصویر میں تصویر کیا
دور سا فرج چل رہا ہے محفل اعدائین آج	و بھین دھکلاتی ہے اب یہ گرو شق تیر کیا

ایک نرت سے تھا خود آوارہ و بدام نہ  
نعش عاشق کے لئے پھر حاجت شہیر کیا

### غیر طرح دیوان

جذب دل آہستہ آہستہ اثر کر جائے گا	نیرنگان رفتہ رفتہ دل میں گھر جائے گا
چارہ ریشخون کیا چارہ گر کر جائے گا	بینہ زخم جگر تارِ نظر کر جائے گا
مانہ گردون شکن جس دم اثر کر جائے گا	جرج آہون سے ہمارے الحذر کر جائے گا
آگیا بہان سرا میں جو سفر کر جائے گا	مثل سایہ ڈھلتے پھرتے ہی بسر کر جائے گا
ماہی بے آب کی مانند تر پے گئی سدا	خون ہمارا تیغ قاتل پر اثر کر جائے گا
سو قدم تک جائیگا خون شہیدانِ سحر سا	جب سوئے گویا غریبان وہ گزر کر جائے گا
بچھے کہتا ہے کہ چلتے چلتے بھولا دے گا	کیا خبر تھی چال ہم پر نامہ بر کر جائے گا
یا وگیسو بے شب بھجران میں وہ طلیح	قصہ عمر روان کو مختصر کر جائے گا
جب ہو تقدیر سیدھی خضر کی پشتِ عث	اور بھی گم گشتہ ہکو را ہبر کر جائے گا
دستِ وحشت کو میر سے دامنِ الفت ہو گیا	نازلہ ایک اک جہاں سے بھینہ گر کر جائے گا
دل جگر دونوں میں حاضر لو مبارک ہو ہمیں	آج انکے سر سے کچھ صدقہ اثر کر جائے گا
ساقی کو شر کا گردِ دست کو مہے فیض پر	ابر رحمت تشنہ لب کے لب کو تر کر جائے گا

<p>میری قسمت کا یہ لکھا کیا خبر تھی تیس بھی  اُنکے جوہر سے ہزاروں ہر پائین گئے نبرد  کیا خبر تھی اسے دل نادان کہ شہرہ عشق کا  غیر سب کہنے ہی کے عاشق ہر قاتل بچھنا  دل جگر و نوں طرف سو فار بن کر چائینگے  بیکسی سے کہہ رہی یاسِ محسرت مائے آئے</p>	<p>عشق کی جاگہ میرے نام پر کر جائے گا  میرا داغِ دل اثرِ شمشیر پر کر جائے گا  ہم کو یوں آوارہ گرد و در بدر کر جائے گا  نامِ مقتل میں ہی تفتہ جگر کر جائے گا  تیر قاتل جبکہ پہلو سے گذر کر جائے گا  تیرے کو چہ بین جو آئے گا وہ سر کر جائے گا</p>
---	--

میں زمانے میں ہوں عاشقِ ہلِ ملک سخن  
غیر آئے گر مقابل تو پچھڑ کر جائے گا

### غیر طرح دیوان

<p>گلِ رخسار کی نرہت نے چمن لوٹ لیا  دہنِ یار نے غنچہ کا دہن لوٹ لیا  میری فریاد نے شبِ جرجِ کھن لوٹ لیا  بھٹک کو یوں قبر میں اسے فز و کفن لوٹ لیا  رشتک سے آنکے حوروں نے کفن لوٹ لیا  تیری رفتار نے گرد و ن کا چلن لوٹ لیا  زخمِ دل کہتے ہیں اسے تیر نگن لوٹ لیا  چشمِ پیرِ خون نے سریِ لعلِ یمن لوٹ لیا  اسے جھومِ غمِ اندوہ و چمن لوٹ لیا  تو نے آئینہ کو دکھلا دیا کہ پھین لوٹ لیا</p>	<p>گیسوئے یار نے نہبِ مشکِ فتن لوٹ لیا  لبِ خاموش نے اندازِ سخن لوٹ لیا  گر گئے جتنے ستارے تھے شہرِ اے بگر  محسرتِ عیالِ یس نے دھانکا تھاتن لوٹ لیا  ماخِہ کیوں میرے گریبان کو لگا پاتھنے  وی جوانی نے تری اسکو مددِ پیرِ عیال  مائے افسوس نکدانِ راغیر کے ماتھ  رنگِ عارض نے ترے لوٹ لیا لالے کو  بیکسی یاس سے کہنی ہے شبِ فرقہ میں  کبھی حیرت میں رہیگا تو کبھی سکتہ میں</p>
--	--

سرو۔ قد سے ترے شرمندہ۔ تیرے گل  
دل ہزاروں کے جو دستی ہے بکلیا آتی ہے  
تیرے جو بن نے صنم رنگ چمن لوٹ لیا  
گرہ زلف نے کیا سانپ کا من لوٹ لیا

سچ تو یہ ہے کہ تیرے مین جہان کے شاعر  
بزم عاشق بن گئے لطف سخن لوٹ لیا

اُسے نیور چڑھا کے دیکھ لیا  
کوئی گاہک نہیں خدا فی من  
میرے گھر تھے نہ غیر کے گھر تھے  
تیرے جلوہ کے مین نشان ہر سو  
غیر سے ربط اُنکا کم نہ ہوا  
زہر حق مین مرے ہوا کسیر  
یہ تماشا کوئی تماشا ہے  
ہجر مین موت بھی نہیں کبخت  
رُخ روشن نے دل مین کام کیا  
شیخ جی کی دھری رہی شبخی  
میرا حال نزار چھوٹا تھا  
بڑگئی کیسی بزم مین مثل چلن  
رقص بس ہے موج دو دفغان  
اور بید رہو گیا بید رہو  
غیر بید رہو بے وفا مین دوست

تج کو آزما کے دیکھ لیا  
دل کا سودا سنا کے دیکھ لیا  
شب اُنھیں آزما کے دیکھ لیا  
ہر طرف ہمنے جا کے دیکھ لیا  
لاکھ قسین دلا کے دیکھ لیا  
تنے ماتھون پلا کے دیکھ لیا  
آنکھ اُٹھا صف لٹا کے دیکھ لیا  
سخت کو آزما کے دیکھ لیا  
جلوہ چاہا جلا کے دیکھ لیا  
ایک چلو پلا کے دیکھ لیا  
اب تو خود تنے آئے دیکھ لیا  
پاس اُن کو بٹھا کے دیکھ لیا  
دل چلے کو بٹھیا کے دیکھ لیا  
درد دل بھی جتا کے دیکھ لیا  
آزما آزما کے دیکھ لیا

اپنا ثانی وہ آپ ہی بنے امتحان اور بھی رما ظالم وہ نہ آئے تو کیوں یہ آئی تھی وقت بد کا کوئی شریک نہیں گر پڑی برق سی اُدھر کہ جدھر جلوہ وہ جو کبھی نہ دیکھا تھا	آیتہ بھی دکھا کے دیکھ لیا جسٹنا ہا سنا کے دیکھ لیا شبِ قضا کو بلا کے دیکھ لیا موت کو بھی بلا کے دیکھ لیا اُسے چتون اُٹھا کے دیکھ لیا نقشبِ ہستی مٹا کے دیکھ لیا
--	--

آپ بھی دردمند ہو بی گئے  
دلِ عاشق دُکھا کے دیکھ لیا

دل ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو گیا بڑھ گیا یہ آرزو کا سلسلہ اب ہمارا آپ کا ہے تذکرہ وصل میں چھبڑا تو بولے ناز سے قتل کر ڈالا نگاہ ناز سے میرے مرنے کی خبر سن کر کہا کون یوسف آگیا بازار میں ہمنے پلکوں سے چھپایا یا ر کو	دوسرا معشوق میرا ہو گیا نخلِ غم نخلِ تمنّا ہو گیا ذکرِ محسنوں اور یسلا ہو گیا خیر ہے صاحبِ تمہیں کیا ہو گیا دشمنِ جانی سچّا ہو گیا مر گیا بیمار چھا ہو گیا سب خریداروں کو سودا ہو گیا آنکھ جھپکی بند پر دا ہو گیا
--	--

وہ مرے دشمن ہوئے دشمن کے دوست

عاشق اس دنیا میں کیا کیا ہو گیا

ردیف ہائے موحّدہ بہو جب طرح دیوان



<p>صبح محشر ہے اگر ہو سحر جام شراب          رشک کہتا ہے کہ تو رُدنِ کمر جام شراب          کیا ہوا شیخ کے گھر میں گذر جام شراب          وہ بھی غم پی گیا اسے دادِ گرام شراب          کوئی لیتا نہیں اٹھ کر خبر جام شراب          بال پڑ جائے گا تھمیں جگر جام شراب          ہو گیا اسکو بھی شاید اثر جام شراب          خشک کیونکر ہو چہرہ چشمِ تر جام شراب</p>	<p>بجور کی شب میں ہے ساقی سفر جام شراب          لب لبب ہو کے جو لیتا ہے کسکے بوسے          لڑکھڑاتا ہوا آتا ہے جو گرتا بڑتا          دل تھا ایک قطرہ خون سے کے عوض پیئے کو          نرگس مست سے اسکی ہن وہ بھو دیکش          ہو گا اگر عکس فگن موئے میان ساقی          ہکی ہکی سی جو کرتا ہے یہ باتیں زام          شیخ کا دامن تر چوس ہی لیتا ہے اسے</p>
<p>ہاتھ سے ساقی کو تر کے پین سے عاشق          کہ خمار آکے نہو دردِ سر جام شراب</p>	
<p>زائد از طرح</p>	
<p>انگو میری تھی نہ مجھکو خبر جام شراب          چشم میگوں کو نہ ہو تا نظر جام شراب          ہوتا ہے جان کے ہمرہ سفر جام شراب          چشم میگوں نے نہ پایا شجر جام شراب          کیا نکل آئے ہیں کچھ بال و پر جام شراب</p>	<p>وصل کی رات ہوایہ اثر جام شراب          تھوڑی سی وار کے سر پہ چھڑک دین          میکشون کی نہیں تھمتی ہے جو ہکی دم مرگ          تاک میں رہتی ہے مدت سے مگر اسے زام          خلد سے آیا جو اڑ کر یہ تری محفل میں</p>
<p>چشمِ مخمور نے ساقی کے کیا شام سے          ہوگی ک طرح سے عاشقِ سحر جام شراب</p>	
<p>کب شام کا فراق صنم میں نشان ہے اب          جب شام ہی نہیں تو سحر کچھ کہاں ہے اب</p>	

راز نہان ہے اور جہان کی زبان ہے اب  
 ہر نوحہ خوان ہے اور ہمارا بیان ہے اب  
 سرگرم نالہ ہونے کی طاقت کہاں ہے اب  
 جان کو پکے تلاش سر لا مکان ہے اب  
 دیتا ہے بانگ مرغ کہ وقت اذان ہے اب  
 مشتاق تیغ ناز کو ستر تک گران ہے اب  
 اور مجھ سے پوچھتے ہیں وہ مضطر کہاں ہے اب  
 یہاں کی زمین زمین نہیں آسمان ہے اب  
 قسمت سے جو عدو تھا وہی پاساں ہے اب  
 ارمان کے دل میں رہنے کی وسعت کہاں ہے اب  
 جان مرگ ناگہان کے لئے ارخان ہے اب  
 رنگ چمن پریدہ باد خندان ہے اب  
 یہ امتحان کے بعد نیا استخان ہے اب  
 وہ ناز وہ کرشمہ وہ جو بن کہاں ہے اب  
 خم زلف خم خم کا خیم آسمان ہے اب

کیا خوب راز دار نے کین راز داران  
 بھولا جہان نوحہ فرما دوقیس کو  
 یہ ناتوا نیوں کی ہیں زور آزمائیاں  
 پہلو میں دل نہیں تو پھر اسکا نشان کہاں  
 سکر عدو کا نالہ یہ کہہ کر چلے گئے  
 تاخیر قتل میں ہوا تو ستر چھوڑتا پھرے  
 دل آپ ہی تو لے کے ملا ہے خاک میں  
 وہ تیرے آستان کے سبب مرتبہ بڑھا  
 سوچے تھے پاساں ہی کو اپنا بنائیں گے  
 ہوں تنگی زمانہ سے دل تنگ اس قدر  
 آزار عشق تھا سو وہ آزار جان ہوا  
 اسے سرو نو بہار ترے تیغ کے سامنے  
 قاتل ہے بعد قتل تر پنے کا منتظیر  
 اگلا سا رنگ روپ نہیں ربط غیر سے  
 دم بازیان کسی کی دم تیغ ہو گسین

سوتا نہیں ہے رات کو تا خواب میں نہ آئے  
 عاشق سے اس قدر وہ صنم بد گمان ہے اب

زائد از طرح

کل تم جو لیکے آئے تھے وہ دل کہاں ہے اب  
 باقی ستم اٹھانے کو اک تن میں جان ہے اب

شہنائے تارِ بجزمین کتنی تلاش کی	گم گشتہ آسمان سے سحر کا نشان ہے اب
اقرارِ وصل ایک سے انکار ایک سے	کیا اور اس زبان کے سوا بھی زبانِ بکاب
اے عشق تازہ کارِ ذرا جھیلِ سختیاں	جو بنِ شباب پر ہے وہ بتِ نوجوانِ بکاب

عاشق دعا تمھاری ہوئی مستجاب کیا

نامہربان جو تم پہ تھا وہ مہربان ہے اب

### ردیف تائے فوقانی

چاہنے والے ملین گئے تھیں انسان بہت	مجھسا پاؤ گئے نہ جب آئین گئے ارا بہت
دیکھ کر یار کو کھوے گئے ایسے کہ نہ تھے	ہم کو دعوے تھا کہ ہم رکھتے ہیں اوسان بہت
وعدہ قتلِ عدد پر بھی ہمیں قتل کیا	عذر اُس پر یہ کہ ہے طمع میں نسیان بہت
خلشِ جنشِ مرگان کو دلاتا ہے یاد	دل میں چھنے کو تیرے تیر کا پیکان بہت
مائلِ زلف ہے کوئی کوئی عاشقِ منج پر	شیخِ جی رند بنے گبرِ سلمان بہت
غیر کے سامنے بسمل کو ترپنے نہ دیا	تیرے خنجر کا ہے تھوڑا سا بھی حسان بہت
وہ تو مجھ پر ہی اٹھاتے رہے بہتان کتنے	خویش نصیبی سے ہوا غیرِ بشتیان بہت
غم و اندوہ و المِ حسرت و ارامِ حرمان	تیرے کوچہ سے لگا لائے ہیں مہمان بہت
سخت جانی نے مری جیکڑوں خنجر توڑے	قتل کرنے کو سمجھتے تھے وہ آسان بہت
سب ادا میں تری فتنہ محشرِ ظالم	کیا کہوں کوشی و گلش ہے تری آن بہت
چونک پڑتے ہیں تصور سے کیسے ہر دم	پاس میر سے ہیں مگر غیر کا ہے دہیان بہت
جھوٹی قسموں کی عوض غیر سے لینے ہم بھی	سستا بخنے لگا بازار میں ایمان بہت
جز کفن اور نہ احباب کرین کچھ تکلیف	اس سفر کے لئے کیا چاہئے سامان بہت

بے عمل کے لئے سودِ عظیم کے دفترِ حقوڑے | بے عمل کے لئے ایک آیتِ قرآن بہت

دل پریشان ہے پریشانی کا باعث عاشق  
بالِ نفون کے کہین دیکھے پریشان بہت

### زائد از طرح

عرضِ مطلب یہ یہ فرمایا نہ کھا کان بہت | منہ لگایا بھی نہیں کرتا ہے چہر ان بہت  
نا توانی سے صری ہو نہ ہر اسان بہت | ستمِ دجور اٹھانے کو ابھی جان بہت  
قصید جانے کا ہے تو جانیئے اسے حضرت ولی | گرم پہلو مرا کرنے کو ہین ارمان بہت  
منزلِ اولِ الفت میں نہ ٹھکنا اسے دل | ایسے ایسے ابھی طے کرنے ہین میدان بہت

کوچہ یار میں کل دیکھے ہین عاشقِ بنے  
کافرِ عشقِ بہت اور مسلمان بہت

### ردیفِ دالِ مہملہ

دم تو کیا ہے تو نے ہمارا نسیم بند | پر زلفِ عنبرین کی نہ کیجو شیم بند  
ہو بتکدہ تو ہونے دو اسکو ندیم بند | دروازہ بہشت نہ رکھے کریم بند  
عاشق نہ بھولنا قد و زلفِ دوہن کی یاد | ہو جیتے جی نہ دردِ المِ میسم بند  
آزادگانِ کوچہ دلدار کے لئے | دیکھا نہیں ہے بابِ بہشتِ نعیم بند  
اصل لبِ حسین کی اور آبرو بڑھی | جب کر چکے فرات کا پانی لُسیم بند  
ایما ہے آدھی رات کے آئینا نامہ بر | ہے نیم باز نامہ کسی کا تو نیم بند  
یہ کسکے نیم جلوہ سے حیرت عیان ہوئی | غش کھا کے ہو گئی جو زبانِ کلیم بند  
مخشر میں عاصیوں کے ہوں نعرے بلند جب | بلِ منِ قمریہ کی ہر صدا یا کریم بند

<p>رہتی ہیں نیم و امیری آنکھیں تو نیم بند بنضین گئیں ہیں چھوٹ بندھے کیا حکیم بند اگر تھے ہیں ہم حصار میں فوج غلیم بند</p>	<p>اللہ سے شوق دید کہ گنج لحد میں بھی وہ نشتر نگہ نہیں خون جسکا بند ہو رکھتے ہیں دل میں لشکر ارمان و آرزو</p>
<p>عاشق کو بوسے ملتے تھے سرکار حسن سے کیجے وظیفہ اب نہ ہمارا قدیم بند</p>	
<p>زائد از طرح</p>	
<p>کیا کر سکے گا کوئی شریک و پیہم بند رہتے ہیں کوئی تیری گلی کے مقیم بند اس آرزو سے اُنکے ہوئے سب ندیم بند ایسا لگا یو میری عقل سلیم بند</p>	<p>ہوتا نہیں کلام سے ہرگز کیلیم بند ماند رنگ و بو ہیں ترے دم کے ساتھ ہوا امتحان ہمارا ہسم زیر تیغ ناز طوفان غیر آنے نہائے شب وصال</p>
<p>عاشق کو معصیت کا نہیں خوف و غظوب ہوتا نہیں غفور کا فیض عجم بند</p>	
<p>رویف را بے مہل</p>	
<p>مگر ہم کہتے ہیں بزم و بچ سے آئے آفرین بگر قد ہو سی کو جنکے آسمان آیا زمین بنکر حجاب غم میں رہتی ہے فغان پر وہ نشین بگر تھارے ظلم پہنے کے لئے آئے ہیں بنکر مگر میرے لئے بیٹھے ہیں گھر میں ناز میں بگر یہ وہ لقمہ ہے رجا بنا ہے بس لہ و میں بنکر</p>	<p>بگڑتے ہی وہ آتے ہیں کبھی آتے نہیں بگر فلک پر مہر و مہ شکل نشان بائے حضرت بگر نہیں آسان ہدم عشق ان پر وہ نشینوں کا وفائے غیر کا امتحان بھولے سے لیے بگر اٹھائیں غیر کا بار محبت یوں سبک ہو کر زبان سے شعر کیا نکلتے کہ دل میں درد و فرق بگر</p>

ہوئی ہے گردشِ دورانِ سچے حالتِ زمانے کی قدم و شمع کے گرین جانتایاں تک نہ پہنچیں گے ترسے پیکان کو اسے قاتلِ عاینِ دیتے رہتے ہزار ہماری آستین ہر وقت وقفِ دیدہ تر ہے رسائی میرے طالع کی نہو کیوں رشک کے قابل برا بر زادوں زندوں کو دنیا بچاؤں لیتی ہے خطِ تقدیر کا مطلب کھلا ہے غمِ قبا زون پر	کہیں بگڑے سنو رتے ہیں بگڑتے ہیں کہیں بگر تو رہتا کو چہ دلدار کی بیشک زمین بگر ہمارے دلمین بیٹھا ہے نگاہِ شرمگین بگر اگر بیانِ ماتھ پر رہتا ہے ہر دم آستین بگر کہ پہنچا بازوئے جانان پوچھن کا نگین بگر کسی جاہل دین بگر کہیں شکلِ حسین بگر کہیں نقشِ زمین بگر کہیں چینِ چین بگر
--	--

زمانہ بھی یکایک کب بگڑتا ہے بنے کے بعد  
مری جان جلد عاشق سے بگڑتے ہو تھین بگر

### زائد از طرح

کیا برباد پہلو کو بھی دل نے ہمنشین بگر نگھ پر باڑ چڑھ جاتی ہے گویا سرگین بگر سنایا تھا جسے مدتِ مین بنے جان دیدے کے دل مضطرب نکلنے کو ہے پھر دو دُغمان ہو کر برائی مین بُرائی ہے بھلائی مین بھلائی ہے ہوئی دل بستگی ہدمِ پیاہنگ خاکسار سے	اُجاڑا اور نہ یوں کس نے مکان کو خود مین بگر کیسکی زلف دس جاتی ہے مار آستین بگر وہی خجر کبف بیٹھا ہے کیسا خشکین بگر کلیجا منہ کو پھر آتا ہے آہ آستین بگر کوئی کیا خاک لیجائے گا یہاں سگتہ چین بگر گئے ہم جس جگہ بس رہ گئے وہاں کی زمین بگر
--	--

کوئی عاشق ہے پوچھے کس لئے دھونی مائی ہے  
اجی حضرت سلامت کسکے بیٹھے جانشین بگر

دل پھر آباد ہوا خانہ دیران ہو کر	ہو چکا دورِ حد و گردشِ دوران ہو کر
----------------------------------	------------------------------------

نکل رخسار پہ جانِ دون ابھی قربان ہو کر  
 کیوں پھرے تیرے مجھ سے پریشان ہو کر  
 شیخ جی بگڑے ہو کیوں صاحبِ بیان ہو کر  
 مجھ کو کیا غم ہے اگر گنجِ لحد ہے تاریک  
 عاشقوں کے دل مضطر کا نہ پوچھو عالم  
 بیکی بایں سے کیا کیا نہ کرے گی فریاد  
 قطعِ سوار ہوا تو بھی نہ گھٹنے پایا  
 بوسہ زلف کی ہے لعل لبِ خال کی ہے  
 قربِ غیرت ہے کہ وہ مجھ سے خفا ہو بیٹھے  
 دونوں رخسارِ دن پر رہتی ہیں جو دو لہریں  
 ہنستے ہیں مجھ سے میرے زخمِ جگر بھی کیا کچھ  
 تم تو مہرِ در و تمھارا ہے ہمیں جانِ بجز  
 اُسے چٹکی سے جو چھوڑا تو وعدہ پر پہنچا  
 آہ و افغان کی اڑی خاکِ نکل کر دل سے  
 غیر کی دستِ درازی نے کیا اُسکو نجل  
 ہے تنہا ہی میری کہ رسولِ اکرم  
 بر چھپان مارو جگر میں کہ رہے لطفِ خلش  
 میں نہ کہنا تھا کہ ہو جائیں گے لاکھوں ٹکڑے  
 کوچہ یار میں پرستش ہی نہیں حضرتِ دل

خار کی طرح جو کھٹکا کر دشرگان ہو کر  
 دل نہ ہو میرے جگر میں رہے مہمان ہو کر  
 بُت پرستی کا شمار اور سلمان ہو کر  
 زخمِ چکے کا چراغ تیرا دامن ہو کر  
 شانہ زلفون سے نکلتا ہے پریشان ہو کر  
 تم بھلجاؤ گے جب گورِ غریبان ہو کر  
 دامنِ دشتِ رامیر اگر گیان ہو کر  
 ٹکڑے ٹکڑے ہوئی حسرت بھی پریشان ہو کر  
 صحبتِ غیر کے طعنہ سے پشیمان ہو کر  
 پہرہ دینے لگے کالے تیرے دربان ہو کر  
 خندہ زن ہوتا ہے جب چاکِ گریبان ہو کر  
 ایسے پھر درد کا کیا ہوئے گا دربان ہو کر  
 دلِ بسمل بھی تیرے تیر کا پیکان ہو کر  
 رہے آسودہ غم و درد ہی پنہان ہو کر  
 اب وہ ہوتا ہے گلوگیرِ گریبان ہو کر  
 ہو گزرو ہاں بھی تیرا سایہ دامن ہو کر  
 تھم گئی ہائے یہ کیوں جنبشِ شرگان ہو کر  
 گیا کیا دامنِ گل میرا اگر گیان ہو کر  
 ٹھوکر میں کھا کے ابھی آیا ہے ارمان ہو کر

لعل ہے دامنِ شوق کہ ہر جاتا ہے

<p>شاق اجاب کے دل پر بھی ہوئی غم و راز جوش گریہ نے ہمیں کچھ تو سنی بخشی پی یا آب بقا تو نے کہ کتنی ہی نہیں سحر آمیز مضامین مرے سُکر بولے من گئے رقت و زاری کے مضامین سُکر</p>	<p>کہ ٹھہرتا نہیں اتنا کوئی ہمان ہو کر مٹ گئے دل کے بہت داغ نمایاں ہو کر آئی طلبات سے کیا اسے شب بھر ان ہو کر لیگیا لوٹ کے دل کو غزلخوان ہو کر دُعا اپنا بھل آیا غزلخوان ہو کر</p>
<p>زلف کافر ہے خد جانے کرے کیا عاشق کفر پھیلایا ہے عارض نے مسلمان ہو کر</p>	
<p>زاید از طرح</p>	
<p>مرا چاہا تو کہا دیدنے گریاں ہو کر اُنکے پھرتے ہی بھر اسارا زمانہ مجھے اُنے ایسے کہ نہ آئے جو وہ آتے ہی گئے چارہ گر کے لئے سکتہ کی کروں کا تدبیر زخمِ دل کھلتے ہیں اور زخمِ جگر بہتے ہیں تیرے پنجہ سے مرے دل کا بڑھا ہے پلٹ</p>	<p>کام دشوار ہوا جاتا ہے آسان ہو کر ہائے سایہ بھی چلا اب تو گریزاں ہو کر رہ گیا ہائے شب وصل کا سامان ہو کر صورتِ زخمِ وہ رہ جائے گا جبر ان ہو کر لذتیں پاتے ہیں دونوں نکل نشان ہو کر عید کو خوب گلے ملتے ہیں شادان ہو کر</p>
<p>بیت ابرو جو کیا کرتے ہو عاشق موزون مصرعہ زلف کو بڑھا آئے دبستان ہو کر</p>	
<p>پچھتاؤں خود وہ تیرے پیکان کو چھوڑ کر دامن کا ساتھ چولی سے اچھا ہے اے خون دل کو ہے شوقِ زخم نہ جائے گایہ نہیں</p>	<p>جسطرح کوئی دور کے ہمان کو چھوڑ کر جائے گا پھر کہاں یہ گریبان کو چھوڑ کر تیر نظر کو خنجرِ شرکان کو چھوڑ کر</p>



کرنا ہے تیرہ بار سے زلفون کو گرسبک ہے خوشگوار ایسی تیرے پیر میں کی بو لڑت نک کی بھولے نہ کیوں زخمی نگھ تریا کیلے نزع میں ہر تم چلے گئے روزن کے خاک میں گرے آہ خندہ گر پھنس جائیگا اندھیرے اجالیم کی سبز اب غیر کے مزاج سے جکر رہے ہیں خود وختار ہے نہ ایک بھی باقی گناہ کا	صدے میں دیکھ لو شب بھران کو چھوڑ کر ہم سو نگھتے میں سنبھل و سجان کو چھوڑ کر وہ ستم چھڑک رہے ہیں نکدان چھوڑ کر بیمار زار زار و پریشان کو چھوڑ کر جانی کہاں ہے تو دل دربان کو چھوڑ کر تنہا نہ جائیو تو کبھی جان کو چھوڑ کر چیراں ہوئے ہیں مجھ سے وہ چیراں کو چھوڑ کر ابر کرم نہ جا مرے عصیان کو چھوڑ کر
---	--

عاشق اندھیری گو میں آیا نہ کوئی کام  
والبس سب آئے کلب علی خان کو چھوڑ کر

### زاید از طرح

اے دل نہ جانو تیرے پیکان کو چھوڑ کر تم گر نہ جاؤ شام غریبان کو چھوڑ کر ہم چاہتے ہیں چاہنے والا اگر ملے دلین چھپی رہی ترے تیر مزہ کی نوک جز تیرے کون ہے دل یراں کا آشنا اک وار بھی عدو سے تو جھیل گیا نہیں	گھر سے بھی کوئی جاتا ہے جہان کو چھوڑ کر کیوں جائے پھر سحر سے ارمان کو چھوڑ کر جھانکین نہ چاہ چاہ نہ سخدان کو چھوڑ کر سونہ نہ جائے بچہ دامان کو چھوڑ کر اے بیکسی نہ جا غم جبران کو چھوڑ کر بھاگا ہے لوک دم ابھی میدان کو چھوڑ کر
--	--

عشق بتان کو چھوڑ کے عشق خدا کرو  
ایمان بخائے عاشق یرداں کو چھوڑ کر

دل کیونکہ ہوا دس لفظ گرہ گیر سے باہر اللہ سے شوخی تیری اللہ سے کرشمہ	عاشق نہیں ہوتا خط تقدیر سے باہر تصویر جلی پیکر تصویر سے باہر
---	---

طے ہوتی نہیں منزل مقصود کسی طور  
تصویر سے بھی تیرے اٹھایا نہ اٹھے گا  
آغوش میں تم آؤ تو پہلو سے یہ نکلے  
کیا شان ہے اللہ تری شان کے قربان  
فریاد ہوزاری ہو بکا ہو کہ فغان ہو  
اس ضبط کو دیکھو کہ کیا جان سے ولیکن  
دل چیر کے پھیدکا مگر ارمان وہی ہے  
اک وار لگا اور بھی قاتل ترے قربان  
قاتل سے کوئی پوچھے کہ سبیل کی مین آنکھیں  
قاتل یہ مرے سینہ سوزان کا اثر ہے  
زلفون میں ہے دل کیجے ذرا شانہ بھلکا  
تاثر دم فوج یہ کی شوق نے میرے

ہے وسعت رہ طاقت رہ گھر سے باہر  
رہتا ہے ترانا زہر تصویر سے باہر  
ارمان کو نکالو کسی تدبیر سے باہر  
تقریر سے بیرون ہے تو تحریر سے باہر  
ہے کوئی صدا نا لب گیر سے باہر  
فریاد نہ نکلے دل دلگیر سے باہر  
کبخت نہ نکلا کسی تدبیر سے باہر  
آتی ہے صدایہ دل نچیر سے باہر  
یا نکلے ہن جو ہر تری شمشیر سے باہر  
نکلے ہن جو شعلے دہن تیرے باہر  
کیون کرتے ہو دیوانے کو زنجیر سے باہر  
بشمیر کا دم آج ہے شمشیر سے باہر

عاشق کبھی ارمان نہ نکلیں گے تمھارے  
ہے ہر شعار بت بے پیر سے باہر

### زاید از طرح

شب آئے وہ لینے ہمیں توقیر سے باہر  
ہر جزو میں وہ خالق کل جلوہ نما ہے  
اس عشق نے تسبیح کو زتار بنا یا  
جوابات میں کرتا ہوں وہ پوری نہیں جوتی

جب غیر نکالے گئے تحقیر سے باہر  
ذرات نہیں مہر کی تنویر سے باہر  
وانے ہوئے سب تار گلو گیر سے باہر  
تدبیر سے زاید ہے تو تقدیر سے باہر

تم آگے مری جان لپٹ جاؤ گلے سے  
سرت ہو دل عاشق دلگیر سے باہر

<p>تن میں بھان جان نہیں بکلیں بھر آئیں کیونکر          لئے کس ناز سے کہتے ہیں مجھے ہر دم          چاہیں وہ خیر کو پھر ضبط کہا نکلا سے دل          وہ عبادت کو جستا تے ہیں تو یہ کہتے ہیں          خون چھانے میں لگے ملتے ہیں خیر سے تکر          بات جو ہے وہ کبھی چال سے خالی ہی نہیں          نظر اس شوخ کی پر تہی ہی خجھا دیتی ہے          صدقے ہو جاؤں میں اس ضبط ناما خیر کے          بوچھنا پہا ہے حضرت الیاس سے آج          اپنے ہی سر کی لئے پھر تہ میں جب کیر قل          چشم انجم میں چھوٹے ہیں شب بھر تیر</p>	<p>بند آنکھیں میں لڑیں اُن سے نگاہیں کیونکر          اپنی صورت کو تو دیکھو تھیں چاہیں کیونکر          دھنگ بھنے کا نہیں کوئی نہ سناؤں کیونکر          ناتوانی میں نکلتی ہیں یہ آہیں کیونکر          ہوں جو مشتاق شہادت وہ نہ چاہیں کیونکر          ٹیڑھی سندھی اُنھیں آئی ہیں یہ راہیں کیونکر          برقی دیکھیں تو ملاقی ہے نگاہیں کیونکر          وصل کی رات وہ بے بس ہیں کراہیں کیونکر          منزل عشق کی طے ہوتی ہیں راہیں کیونکر          چھوڑ دین پھر سہرا عدا پہ گلا ہیں کیونکر          چرخ کے پار نہو لگی موی آہیں کیونکر</p>
--	--

عاشق اپنا ہی ہدم ہے یہی ہے مساز  
 دل ہمیں چاہے تو پھر اسکو نہ چاہیں کیونکر

### نایدا از طرح

<p>نہیں تاثیر فغان میں تو وہ چاہیں کیونکر          فوج کر کے وہ اسیران قفس کو بولے</p>	<p>رشتا غیار ہو شامل تو نہا ہیں کیونکر          آج ٹھنڈے ہیں یہ مردار کراہیں کیونکر</p>
--	---

مشورہ دل سے ہے عاشق اسے چاہیں نہیں  
 رشک دشمن سے نہا میں نہ نہا ہیں کیونکر

غزلہا سے غیر طرح دیوان ردیفاء

<p>نہیں تاثیر فغان میں تو وہ آئین کیونکر          مانے ہم حال دل زار سنائیں کیونکر          ماتھ سن ہوتے ہیں ماتھ او کو لگائیں کیونکر          غم ہجر آن سے کہو جان بچھپائیں کیونکر          تالہ و آہ و فغان ضبط سے باہر ہیں مگر          اسکے کوچہ میں کوئی جا کے پھر ہے صبح          اپنی صورت سے غم و دردیمان ہے صبا          خاک وشت سے مری ایسی اڑائی ہو کہ اب</p>	<p>پاس الفت نہیں پھر پاس بلائیں کیونکر          ذکر اعدائیں وہ کان لگائیں کیونکر          پاؤں اٹھتے ہی نہیں باز اوٹھائیں کیونکر          وہ عدو کے ہونے پھر راہ پر لائیں کیونکر          ناتوانی سے لبون تک نہیں لائیں کیونکر          آب ہی کہئے کہ وہ ان جائیں تو آئیں کیونکر          یہ مجسم تو نہیں تم کو دکھائیں کیونکر          خاک ملتی ہی نہیں خاک اڑائیں کیونکر</p>
--	--

داغ دل مہر سے تابندہ فروں ہے عاشق  
 شمع مفضل تو نہیں یہ وہ بھجھپائیں کیونکر

### ایضا غیر طرح دیوان

<p>سہ بھو تر ہے سنگ در گھزار پر          ہے بعد مرگ بھی مری تربت بہار پر          مایوسی نوہر گر نہو کیون جان زار پر          بسمل کے دل سے آتی ہے آواز مرہا          دو ہی قدم چلے تھے کہ بس ہو گیا وصال          تاثیر بعد مرگ یہ دل کی کشش نے کی          پابند عشق کو نہیں آزادیاں پسند          یا ہے خاکساری سے اسے بہت عروج</p>	<p>چلتا نہیں ہے زور دل بیکرا پر          لالاکے پھول اُسے چڑھائے مزار پر          روتی ہے بیکسی بھی دل غمگسار پر          زخم آفرین جو کہتے ہیں قاتل کے وار پر          اس ضعف نے لگائے ہمارے ہزار پر          جھگڑا ہر یوشون کا ہے سیر مزار پر          رنج سیر یا ہوا دور زنجیر یا پر          رشک آئے کیوں نہ چرخ کو میرے غبار پر</p>
--	--

شفاق دید زنده نہو جائے پھر کہیں  
دامانِ دشت چاک ہے دشتِ ہاچے سے  
وعدوں نے آپکے کبھی دیکھا وفاقا  
نیچا دکھائے طائر مرغ خیال کو  
لایا ہے رنگِ خون یہ تیرے شہید کا  
آتے نہیں وہ اس لئے میرے سحر پر  
کھائے مینِ خارِ آبلہ پاکی نے خار پر  
ہوا اعتبار ہو گیا اسی اعتبار پر  
لمجائیں میری آہ کو گریستار پر  
موجہاں بھی لوٹ لوٹ مینِ خنجر کی دھار پر

عاشق یہ بے وفا ہے نہیں ہکا اعتبار  
اصلاً نہ بھولے کوئی دمِ ستعار پر

میں بہت نادان جوانز ش کر تے مینِ تدبیر  
اسقدر تو ہے بھروسہ نالہ شہگیر  
آزمائے غیر پر بھی بعد میرے قتل کے  
وصل ہے میرے گلوں کے فصلِ برجبھر  
عارضِ جانانگی تابش ہے خجل ہو کر فلک  
اے مہوس جائے زربجائے محلِ بیبا  
ماتوان مین اور عدم ہے دور ہے کیا کو  
کرتے مین پروانے اُنہر بھی فدا جانِ عزیز  
تیرے شکی سے جدھر چھوڑ دو پہونچا ہے مین  
دیکھ کر اسکو سنبھالوں تو سنبھلتا ہی نہیں  
اسقدر لذتِ نمک کی انگو ہے اے چارہ  
کون غالب کر سکا تدبیر کو تقید پر  
جا کے اک محشرِ بیا کر دیکھا جرخِ پیر پر  
بارِ دونی چڑھ گئی قابلِ تری شمشیر  
شوقِ دل تڑپے نہ کون قابلِ تری تاثیر  
دیکھ زردی آگئی ہے مہر کی تنویر پر  
ڈال دے اک قطرہ خونِ گرم اک سیر پر  
راہ طے ہوتی ہے ہمدِ طاقتِ رہگیر پر  
شمع کے شعلے نظر پڑتے ہیں جو گلا گیر پر  
شست رہتی ہے بندھی لگی تھاک تیر پر  
مائے بجاتی ہے کچھ ایسی دل دلیگیر پر  
زخمِ دل سنستے مین مہم کی ترے تاثیر پر

یہ مہم ہو کے دھوکے دے رہا ہے راندن  
کون عاشقِ مہم بھروسہ رکھے جرخِ پیر پر

وہ ہوئے چین بر جبینِ تقصیر پر  
یا کچھ ہے خطِ خطِ تقید پر

<p>ر شک آیانالہ شبگیر پر          عکس اتارے منہ ہے کیا بہزاد کا          دیکھ کر دہسالا چشم بتان          منفعل کچھ نہ اسے آہ سحر          رنگ لایا ہے شہید نازیہ          یا جگہ پہلو میں دو یا جان لو          ایک چٹکی نے ہماری خاک کی          جرخ کے چکر سے گھبراتے ہیں کب          کلتے ہیں اللہ اکبر شوق میں</p>	<p>چرخ چکراتا پھر اتا شیر پر          بت ہوا مافی تری تصویر پر          جا پڑا دل اپنا سو سو تیر پر          ہے قضا پھر خندہ زن تاثیر پر          مین کہاں جو ہر تری شمشیر پر          کوئی تو احسان دل دلگیر پر          کیوں مہوئس جان دے اکسیر پر          مین جو صابر گردش تقدیر پر          سر ہزار دن اک تری بکسیر پر</p>
---	---

آپکا عاشق ہے خود پابند عشق  
 منحصر کیا طوق اور زنجیر پر

<p>دل ہوا چسپان دمان تیر پر          غمزہ خود عاشق تری تقریر پر          لوٹتی جاتی ہیں آگے تیر کے          جان شیریں اپنی کھوئی کو کھن          لیکن دو باتیں جس سے دل بچاںسا میں          غیر جیتا ہے تو ساری مٹ گئی          ہائے یجرمی بھی ٹھہری ہے خطا          دل جس گردون مر سے چپان ہو          کیا قیامت کو بھلا دو گے جواب          زخم ہائے دل مبارک لذت میں</p>	<p>آفرین کرتے ہیں وہ پنچ پر          ناز خود مفتون تری تصویر پر          حسرتیں بڑھ بڑھ کرے دو دو تیر پر          بس چلا کچھ بھی نہ جوئے شیر پر          کیا بچھا یا جال ہے تقریر پر          تھی جو نازش آہ کی تاثیر پر          قتل کرتے ہیں اسی تقصیر پر          پر لگائے مین تمہارے تیر پر          ظلم لا کھون اک دل دلگیر پر          سم لگایا اسنے نوک تیر پر</p>
---	---

دم میں اب گرتے ہیں ساتون آسمان	وہ گئی ہے آہ چرخ پیر پر
غیر کو تم وہ ٹھہرین چاہے غضب	رسم کیجے عاشق دلگیر پر
نازان کو حسن کی جاگیر پر وہ بین نازان برشیں شمشیر پر آستین کے ساتھ دم بھی چڑھ گیا اسکو چھری نہ سمجھا ہو وہ بت عکس خط ہے یہ گلوئے صید کا دل تو کیا ہے تیر بھی چلا اٹھے پیر کا وعدہ بت بے پیر کا تیری چشم سر نہ سالنے کیا کہوں آنکھی گردن میں ہے میرے بانو میں سیکڑوں ہوئے ہیں بسمل خود بخود خط عارض پر نگاہیں جا جمیں	ہم کو نازش ہے دل دیگر پر سہرے حاضر جاہ کی تقصیر پر جان دی پہننے تری بکیر پر تیز کرتا ہے چھری پنچیر پر خط نہیں ہے آبکی شمشیر پر جب لگائے تیر کو وہ تیر پر ہمنشین رکھا گیا کس پیر پر خاک ڈالی سر نہ تسخیر پر سلسلہ موقوف ہے زنجیر پر صید مرتے ہیں صدائے تیر پر حاشیہ لکھا گیا تفسیر پر
عاشق افسردہ دل ہے منفعل	نامہ اعمال کی تحریر پر
ہو جو عاشق حور کی تصویر پر مغترف ہوتا رہوں تقصیر پر غیر کی کتنی ہوئی کیونکر لکھوں	کیا بھروسہ ایسے ویسے پیر پر دین نئی تعذیر وہ تعذیر پر آنکھیاں کتنی ہوں جب تھریر پر

لخت دل رہتے ہیں مہرگان پر سدا مانگ کر بوسہ اشارہ وصل کا زلف پسلی دل کو دل پلٹا اُسے عل نکلین گے دمان تیرے تیرہ قسمت ہوں بڑی جب یا زون تیرے ہون رکھا ہے اس کو تیرے	کہتے ہیں تقصیر کی تقصیر پر یہ نئی زنجیر ہے زنجیر پر قطرہ خون ہے ہمارا تیرے زنگ اُسی دم اگیا زنجیر پر
--	---

اے تو شہرت تمہارے صن کی  
منہر عاشق کی ہے تشہیر پر

دل نہیں عاشق فقط شمشیر پر سخت ہوتے ہیں وہ تیرے پر حسرتیں آتی ہیں ٹھکرائے ہوئے سانسے ہیں ماتھے کب وہ خون میں یہ جگر اشد اکبر دیکھنا غیر کا بھونکا نہ اسنے گھر کبھی کھل گیا ہے دیکھ زنگ عشق حسن دل سے خود کہہ دیکھا یہ طلب کی بات خون سے میرے ہوئی رونق تری اس قدر شوق شہادت بڑھ گیا	بلکہ زنجیر پر تیرے پر ناز کی قبضہ نہ کر شمشیر پر لوٹتی ہے بیکسی تاثیر پر سان رکھتے ہیں گر شمشیر پر منہر جھکا دیتے ہیں ہم تجھ پر جل گیا دل آہ کی تاثیر پر میری صورت پر تری تصویر پر فیصلہ رکھو زبان تیرے پر دیکھ غارہ پھر گیا تصویر پر رکھتے ہیں ہم خود گلا شمشیر پر
---	--

وصل کے مضمون میں عاشق ایسے نسخ

ناز کرتا ہے قلم تحسیر پر

روایہ

کرتے ہیں کقدر تری رحمت پہ ناز ہم	خوف عذاب حشر سے ہیں بے نیاز ہم
----------------------------------	--------------------------------



<p>کرتے نہیں فسانہ غم کو دراز ہم کیا بنگے بن محفل دشمن کے ساز ہم امید وار فضل میں اسے کار ساز ہم وصل خدا میں پڑھتے ہیں ایسی نماز ہم کوثر کی مے لے تو کر میں کیوں نہ ناز ہم سب دیکھے بھالے بیٹھے میں عشق مجاز ہم اندیشہ کچھ نہ کیجئے ہیں پاک باز ہم اوپے نہیں زبان پہ لائیں جو راز ہم کس دھوم سے دلاتے ہیں تیری نیاز ہم</p>	<p>کاغذ رمانہ کوئی بھی سادہ جہان میں بے پردہ چھپتے ہو جو غیر وک سامنے زادہ کو ناز اپنی عبادت پہ ہو مگر ستر بیان جب کا تو ان سے اٹھا پردہ درونی آب حیات تیرا مبارک تجھی کو خضر راج کہتے ہیں کہ اسکی حقیقت ہی کچھ نہیں آپا میں رات بھر رہیں مہمان ہمارے گھر ✓ میں پردہ دار پردہ نشین کھلی بھی جائے اسے غیر آزمانا ہے تو مر کے آزما ✓</p>
--	--

عاشق ہے باثر وہ مرا سجدہ نیاز  
دیکھیں جو بت کہیں کہ پڑھیں گے خار ہم

### زادہ از طرح

<p>محراب میں بھٹوؤں کی ٹھینکے نماز ہم دیکھے ہوئے بہت میں نشیب و فراز ہم ہم پاکباز تھے کہ رہے پاکباز ہم اسے دل میں اب چھپاؤنگے تجھ سے بھی راز ہم</p>	<p>زادہ کی طرح کرتے نہیں کرواز ہم اسے دل نہ آئی نگے کبھی غیر وکی چالیں لو بد شعاریوں سے ہونے غیر دشوار افسانہ کر دے بخود ہی شوق میں کہیں</p>
---	--

سودہ کہیں تو ایک سنا دیتے ہیں کبھی  
مدت میں عاشق انہ ہوئے ہیں مجاز ہم

### غیر طرح دیوان

<p>خلق شایق ہے تری صحر سے تا شام تمام کام جو اسکے میں لکھے ہیں مرے نام تمام</p>	<p>تا باش من سے دشمن میں دروہام تمام بچھڑے ڈالنے میں غیر کے الزام تمام</p>
---	--

کچھ تو دو مجھ کو نہ دو بھول کے انعام تمام  
 جلوہ دکھلا دے انھیں تاکہ نہ ہو کام تمام  
 گردش چشم سے ہے گردشِ آیام تمام  
 ہمدرد دیکھتے کیا ہو کہ ہوا کام تمام  
 رگِ زری سے ہے تری شور قیامت پیدا  
 کبھی شوخی کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی ناز  
 ساتھ جاتا ہے چلا شوقِ تکلم میرا  
 ایک دلارام یہ آیا ہے دل اپنا جب سے  
 بزمِ مین آج نہ آیا گا وہ محفلِ آرا  
 سینہ تو نیم نگاہی سے ہوا ہے زخمی  
 جنسِ دل دیکے تقاضا جو کیا اُن سے کبھی  
 غیرِ دست نہیں بزمِ مین تیری آیا  
 جس کے مین شیفٹہ زلفِ صنم مین و غظ  
 دانہ خال سیہ ہے نہ زلفِ شبِ بگون  
 ہائے اُس بزمِ مین اک دور نہ مجھ تک آیا  
 شہرہ حسن تمہارا ہے جہان مین ہر سو  
 آسمان اپنا ہے پھر غیر ہے بالکل اپنا

ایک دو مجھ کو بھی گر غیر کو دشنام تمام  
 ہے تاشائی تری خلق تیرا ہم تمام  
 زلف و عارض سے تجھل ہے سر و شانہ تمام  
 ظاہر آغاز مین ہے عشق کا انجام تمام  
 کامِ قنوں کا ترے ساتھ ہی ہو گا کام تمام  
 انکواک کھیل ہے اور خلق کا ہے کام تمام  
 نامہ بر کہ نہ سکے گا مرے پیغام تمام  
 دل گیا اتھ سے دل سے مرے آرام تمام  
 شمع محفل جو ہوئی گھل کے سرِ شام تمام  
 غنچہ دل تری فرکان سے ہے گلِ فام تمام  
 کہتے مین دم مین چکا دین کے ترے ام تمام  
 جو کیوں شیتے مین بھر ٹوٹے مین کچھ تمام  
 مجھے پڑھے ہی رہے مفتیِ اہلام تمام  
 مرغِ دل چننے کے نہ کیونکر ہوتے دامن تمام  
 کیا ترے دور مین مین بہر عدد و جام تمام  
 ٹکڑا کیا کام کہ ہوتا ہے یہ گنہام تمام  
 وہ بُت اپنا ہو تو ہو جا مین گے یہ رام تمام

خط لکھا ہے خط تو ام مین بامیدِصال  
 آج عاشق نے یہ کی صنعتِ پہلام

### رولیف نوں

میر سے ہوش جتے تھے آئے گئے ہیں  
 وہ بہتان مجھ پر لگائے گئے ہیں

<p>گد را پناہوتا ہے کیونکر آتھی          کلیجا بھی دیکھا کہ دل کو جگر کو          تری تیغ رستہ ہے ملک عدم کا          غم بچ کیوں کھائے جاتا ہے یارِ با          عیادت کو آئے تو لائے عدو کو          ڈر آتا ہے کیوں ہکو محشر سے وعظ          عدو جانبِ چرخ کیوں دیکھتے ہیں</p>	<p>جب اُس بزم میں مہربان گئے ہیں          ترے تیرے ہم بلائے گئے ہیں          اسی راہ سے لوگ آئے گئے ہیں          ہزاروں ہی غم بیان تو کھائی گئے ہیں          یہ زخموں پہ مرہم لگائے گئے ہیں          بہت ایسے فقرے سنائے گئے ہیں          کہیں دن کو نار بے دکھائے گئے ہیں</p>
--	--

اٹھایا گیا آج ذلت سے عاشق  
 عدو بزم میں بے بلائے گئے ہیں

### زائد از طرح

<p>قیامت کے جادو جگائے گئے ہیں          کہیں ایسے روٹھے منائے گئے ہیں          بھائے گئے ہیں اٹھائے گئے ہیں          کئی آج مہمان بلائے گئے ہیں          کہ ماتھوں میں دامن اٹھائے گئے ہیں          یہ بہتان ناحق اٹھائے گئے ہیں          وہ مقتل میں میندھی لگائے گئے ہیں          تو پھر کس لیے ہم بلائے گئے ہیں</p>	<p>رقیبوں کے گھر وہ بلائے گئے ہیں          گئے جو خفا ہو کے ملک عدم میں          عدو اور ہم شب کو محفل میں انکی          ذرا صبر کر دل غم و سنج و حسرتان          مری خاک سے بھی یہ نفرت، انگو          مرے خواب میں حور آئی ہے کس شب          بہے گا ہزاروں کا پھر خون ناحق          عدو سے جو سرگوشیاں ہو رہی ہیں</p>
--	---

محبّت میں اور وکو عبرت ہو عاشق  
 اسی واسطے ہم منائے گئے ہیں

<p>ہم تو اللہ کے بندے ہیں خدا کہتے ہیں</p>	<p>بندہ بُت ہیں جو کیا جانے وہ کیا کہتے ہیں</p>
--	---

اسے اجل آنکی بھی من جا کر وہ کیا کہتے ہیں  
 بات اور فکری ہے پر آپ اسے کیا کہتے ہیں  
 مر کے دیکھیں گے کہ کیا سنتے ہیں کیا کہتے ہیں  
 کیا ستم ہے وہ ہمیں پھر بھی برا کہتے ہیں  
 آپ کیا جانتے ہیں کس کو مرنا کہتے ہیں  
 ڈھونڈتی پھرتی ہے عاشق کو قضا کہتے ہیں  
 حور کہتے ہیں پری کہتے ہیں کیا کہتے ہیں  
 غم ابرو کو وہ محراب دعا کہتے ہیں  
 سہو کہتے ہیں اسے اسکو خطا کہتے ہیں  
 کان میں نعل کے خادل کا کہا کہتے ہیں  
 اذکا کہنا کر و عاشق وہ بجا کہتے ہیں  
 لب خاموش مرے دل کا کہا کہتے ہیں  
 وہ جفا کو بھی غضب ہے کہ وفا کہتے ہیں  
 وہ برا کہتے ہیں جو سب سے جدا کہتے ہیں  
 میرے نالوں کو عدد و ہوش را کہتے ہیں  
 گوشت کو بھی کبھی ناخن سے جدا کہتے ہیں

دیکھ کر ان کو چل ٹھہرا کہتے ہیں  
 دل حق میں کو مرے قبلہ غا کہتے ہیں  
 وہ ٹپنے کو ہمارے جوا کہتے ہیں  
 جو کو ناز جفاؤں کو بھلا کہتے ہیں  
 غیر نے دی ہے یہ تعلیم زبان کو رو کو  
 ناتوانی کا برا ہو نہیں مرنے دیتی  
 بھسے کہتے ہیں بتاؤ تو ہمیں اہل جہان  
 مستقد ہیں جو ترے کعبہ رخ کے اے بت  
 خواہ میں بھول کے بوسوں کا نہیں ہے کچھ حرم  
 رشک اسپر ہے کہ گلشن میں صبا کے چہرے  
 وہ پیر کہتے ہیں کہ مر جاؤ تو جھگڑا جائے  
 گد گدی پہلو میں ہونے لگی چٹکے چٹکے  
 ہم ستم کو بھی ستم ہے کہ کرم جانتے ہیں  
 ہکو تقیہ سخن چاہیے پھولوں کی ضرور  
 عقل چکر میں ہے گردوں کی شب بھر نہیں  
 دل مرا آپکے پرکان سے الگ ہو کیونکر

ہیں جو اچھے انھیں اچھا ہی کہو ہے عاشق  
 وہ بُرے ہیں جو حسدوں کو برا کہتے ہیں

### زاید از طرح

ورد اپنا ہے یہی صل علی کہتے ہیں  
 سر جھکانا مرے قدموں پہ فرما کہتے ہیں

مُسل پاک کو محبوب خدا کہتے ہیں  
 طرز کشتن کین قربان ہوں کہ وہ قتل میں

<p>تیری یکتائی کی قابل ہے ہر اکسے یارِ با          آستان کی ترے جارب و بکشی جب کو ملی          آئین جب چارمین بکھیرین کرین ہم سوال          چاہنے والوں کی ہوتی ہیں مرادیں حاصل          باندھ کر زلف میں دل کو وہ یہ فراق دین          جو کہ مرجائے اجل سے اُسے مرنا کہیے          تشنہ کامانِ مُجَبَّت کو نہوگی سیرِ          سن کے آواز مرے نالوں کی کوچھے جو کوئی          خنجر عشق سے زخمی ہو ہوئے بنِ بعل          کا سہ سر جو لے پھرتے ہیں ہم بہ سوال          نامہ بر سے بھی ہے یہ رشک کہ ہم اس گل کا          کیوں بُرا مانوں کہے مجکو بُرا اگر کوئی</p>	<p>ہم جو کہتے ہیں وہ سب ارض و سما کہتے ہیں          اہل عالم اُسے قسمت کار سا کہتے ہیں          ہم خدا کہتے ہیں اور صل علی کہتے ہیں          کوچہ یار کو سب قبلہ نما کہتے ہیں          کہ اسے جرمِ مُجَبَّت کی سزا کہتے ہیں          جو مرے آپ پہ کہئے اُسے کیا کہتے ہیں          آپ خنجر کو ترے آبِ بقا کہتے ہیں          تو وہ کہتے ہیں کہ درویش خدا کہتے ہیں          تیری خاکِ درِ دولت کو دوا کہتے ہیں          رہنے والے ترے کوچہ کے گدا کہتے ہیں          نہ نشان دیتے ہیں کوئی نہ بنا کہتے ہیں          میرے اعمال ہی خود مجکو بُرا کہتے ہیں</p>
---	--

ہم تو بن عاشقِ خُشنِ خُرجانان عاشق

حورِ فردوس بھی آئے تو بلا کہتے ہیں

<p>گر قذیا شکل قیامت سے کم نہیں          دو گالیانِ بلا سے مگر بات تو کرو          لاکھوں حسین صورتِ غلمان ہیں جا بجا          تھانا ز عقل پر تیری آنکھوں پہ مر گیا          میٹھی چھری سے کم نہیں مہربانِ یار کی          آرامِ عشق میں ہو تو تکلیف ہے مجھے          میں ہو گیا تمام مگر یہ ہے پئے نا تمام</p>	<p>برقنا ز خشر سے کسی صورت سے کم نہیں          یہ بھی تمھاری عالی عنایت سے کم نہیں          کوچہ تھہرا لکشنِ جنت سے کم نہیں          لو میری ہوشیاری بھی وحشت سے کم نہیں          ہمیں جو لطف ہے وہ عداوت سے کم نہیں          راحت ہو ہجر میں تو مصیبت سے کم نہیں          روز فراق اپنا قیامت سے کم نہیں</p>
---	---

<p>ہو حق جو شیخ جی نے لکھا ہر کیا تو کیا چھلون کے گل یہ کھائی مین وقت میں یار انکا دہن ہے غنچہ نہر بندہ سے سوا ریخ و ملال سے ہے مرا گھر بھرا ہوا</p>	<p>زار می ہماری انکی عبادت سے کم نہیں یعنی شمار داغ بھی حسرت سے کم نہیں انکالب خموش شکایت سے کم نہیں دیکھا تو کوئی شے مری قسمت سے کم نہیں</p>
--	---

عاشق کے راز سے مین فرشتے بھی بچہ  
جو راز ہے وہ طرز حقیقت سے کم نہیں

### زاید از طرح

<p>فرقت میں وہ مرا ہے جو وصالت سے کم نہیں شام فراق ساتھ ہے مرنیکے بعد بھی ہے تجھ میں شان حسن تو مجھ میں شان عشق اجابہ ور ہے مری خواب گاہ میں اسے تیغ یا رین کہ مر اپٹ بھر گیا اندیشہ فراق کا مارا ہوا ہون میں یہ نوک چونکے وز کی آفت مچائے گی</p>	<p>آزار بھر بھی مجھے لذت سے کم نہیں تاریکی گور کی شب فرقت سے کم نہیں میری بھی شکل کچھ تری صورت سے کم نہیں میری جگہ بھی کچھ مری تربت سے کم نہیں تھوڑے بھی زخم دل مجھ نعمت سے کم نہیں وصلت کی رات بھی شب فرقت سے کم نہیں یہ چھپر چھاڑا کی عادت سے کم نہیں</p>
---	---

عاشق ہے نام اہل جہاں جانتے ہیں سب

گناہیان مری تری شہرت سے کم نہیں

<p>تھیں نے مجھ پر بھی رحم لازم کہ آکے کرباؤ چار ہاں عدو سے گروشیان میں ہم بیان تری میں ملو ہم وہ باتوں باتوں میں پیار کرنا وہ بوسہ نیاز باں ملانا نکل برن جانا صدا لگانا شکل سا لگدگی صورت بھٹکے کے سکور سے برابر ذیل نمٹنے کیا ہے دیکھو</p>	<p>بڑا ستم ہے بڑا غصہ ہے عدو کی سن ہزار باں نہیں تاکو یہ کر دی کر دی کیونکہ ہون گوارا ہاں خدا دکھائے کہ ہے پھر ہون مہجلی ہی ایک با تین بہار کہنے میں جب نہیں ہے تو دل کو کرتی ہیں آریاں رہنگی تا عمر مدعی کو تمھاری یہ یاد کار با تین</p>
--	---

<p>تھے بلاؤں گلے لگاؤں عدو کو کیا کیا نہ میں جلاؤں ہزارین سے ایک ادا ہو جو وعدہ تنے کبھی کیا ہو وہ میرا فسانہ بنے ہوئے نہیں ہے سننے کی تاب نہ کو ایسے ہیں شان کبرانی کیسے کو زیبا نہیں خدائی سیان تو باتیں بگھارتے ہو بگارتے ہو سنوارتے وہ دلربا ہیں تری ادائیں جو یاد آئیں تو جی سے جاؤں سمجھ میں آئیں گی غیر کے کب کہاں سے لایا گاؤں</p>	<p>خیال دلیں بکار باہون یہ سب ہیں بے اختیار یہ جھوٹی جھوٹی کرین گی نکو سبھوں میں اعتبار خدا نہ دشمن کو بھی سنائے یہ جیسی ہیں سو گوارا تین خدا سے ڈراے بت پریش نہ ایسی بھگوان بھارت یہ دیکھنا ہے کہ سطح کی کرو گے وزیرا باتیں وہی تو عاشق کو کر رہی ہیں صنم تری بغیرا باتیں سمجھ میں میری ہی جبت آئیں تمھاری یہ بیدار باتیں</p>
--	--

نہ ربطوں نہ کج ادائی نہ قتل عاشق نہ بیوٹی  
جہان میں پاؤ گے پھر نہ خود سا جو مان لو گے یہ چار باتیں

### زاد از طرح

<p>وہ پیاری پیاری جو کچھ تین وقت بوس کن باتیں تمھیں کو حرم بکار تاہوں شب بدائی گزارا ہوں وہ چپ ہوئی ایک بات کہ جو پوچھا کہتے ہیں گنتی ہے</p>	<p>وہ بیٹھی بیٹھی دکھا رہی ہیں کیسے کو اب انتظار باتیں ترپ باہون ہلاکت باہون تم کے کراہاؤ چار باتیں کہاں کی کو اس سے لگاؤں ہزار باتیں ہزار باتیں</p>
--	--

### دیکر

<p>سافر لوٹنے والے اسی منزل میں ہتے ہیں منزلے اللہ اکبر کیا غلش کے دل میں ہتے ہیں بسر کرنے میں شکل سے قیلا پستیں ہیں تو اگر چاہیں تو ہم جھوٹا بنا کر جھوڑ دین تم کو کوئی گھائل سسکتا ہے کوئی بسل ٹریتا ہے تتاؤں کی خصلت توار مانوں کی آمد ہے تزکرت انکو پورا دار کرنے ہی نہیں دیتی</p>	<p>نہ آؤنگے بانو خاں حسرت دل میں رہتے ہیں یہ خار عشق دل کیا بلکہ آب و گل میں رہتے ہیں جگر اور دل ہمارے ایک ہی منہ ہیں ہتے ہیں بہت پہلو تمھارے شکوہ باطل میں ہتے ہیں تماشے روز ایسے کو چہ قاتل میں ہتے ہیں مسافر سیکڑوں مہمان ہر لئے مل میں ہتے ہیں کہ بسل مہونے پر بھی کچھ تو دم بسل میں ہتے ہیں</p>
--	--

<p>لجی ہے خاکساروں نے بدن پر گرد پا اُنگلی ہم سے عاشق جبابوں سے فنا کے ٹھٹھکے کھینچے خدا کے واسطے اُنکو نکر با مال نا کامی بھلا تا ب تجلی کون لاتا اونکے جلوے کی جلا کرتے ہیں شمع رُخ کی کوئین دور سیٹھے نہ چھوٹے کی کبھی یہ دختر رزمہ لگی جس کے مکان یار کا مجھے تہ پوچھو تو بتلا دوں الہی کیسی شکل ہے عدم کی راہ آسان کر جو دشواری کو آسان جانکر جھیلین ہیں اچھے جو قابل میں کبھی وہ غور نہ بینی پر نہیں ٹائل اگر تیرے بار عشق پر جانے تو پانی ہو</p>	<p>بہارین لوٹتے ہیں ست ہیں خوش گل میں رہتے ہیں بدل کر موج کا بالاب ساحل میں رہتے ہیں یہ وہ ایران ہیں جو دھوٹوں کے دلیں پہتے ہیں بہت اچھا ہوا وہ پردہ محل میں رہتے ہیں پتنگے کی طرح ہم یار کی محفل میں رہتے ہیں جناب محتجب کیوں سعی بے حاصل ہیں ہوتے ہیں مری آنکھوں میں رہتے ہیں وہ میسر دلیں پہتے ہیں کہ اکثر راہِ در تھک تھک کے اس منزل میں ہوتے ہیں جو آسانی کے طالب ہیں ہی شکل میں ہوتے ہیں و ساوس ایسے ویسے کہ لکال میں رہتے ہیں ہمارا ہی یکلہا ہے کہ اس شکل میں ہوتے ہیں</p>
---	---

رقیبوں کی طرح ہم پیٹ کے بلو نہیں عاشق  
حقیقت کے ہیں جتنے راز پنہان دلیں ہوتے ہیں

<p>ہر روز دیکھنے پہ بھی پہچانتے نہیں میرے حد کو اپنا عدد جانتے نہیں دیکھا جو ہم کو داوِ محشر کے سامنے یہ بھی مقامِ شکر ہے ذکر و فاپ وہ اول تو زخمِ دل پہ چھڑکتے ہیں وہ نمک کیونکر کیسے مصحفِ رُخ پر نثار ہوں</p>	<p>انجان ایسے ہیں کہ ہمیں جانتے نہیں پچھتائیں گے ابھی تو کہا مانتے نہیں ہنکر کہا کہ ہم اسے پہچانتے نہیں غیروں کے ساتھ ساتھ مجھے ملتے نہیں اور اُسہ یہ ستم ہے کبھی چھانتے ہیں قرآن کی طرح وہ مجھے گردانتے نہیں</p>
--	---



دشمن کو چھوڑتے ہیں نہ کرتے ہیں مجھ کو قتل میری بھلی شہین تو کہیں وہ بھلا بھلا یہاں تک برہنہ پانی کا ہے خوف ہمشین اسے مرگ بجز دیکھ تن آسان نہیں ہیں تم میں کیا کہ دشمنوں سے کتے ہیں نوک جھونک	کوئی سے بات بھی وہ میری مانتے نہیں اور غیر کی بری پر برا مانتے نہیں ہم باؤ بھی کفن میں کبھی تانتے نہیں یہاں ایسی دیسی بات کبھی ٹھانتے نہیں گردانوں کو بھی اپنے وہ گردانتے نہیں
--	--

عاشق اسی لئے ہے کہ گل کھائے آپجے  
تم داغ دوہم اسکا برا مانتے نہیں

وصل کی شب میں عتاب اچھے نہیں چشم مخمور صنم کے سامنے کہ نہ بیٹھیں کچھ زبان تیغ سے عاشق و دیوانہ کہ کر مجھ سے وہ دم میں آنکھیں پھیر لیتا ہے وہ بت وصل میں دشمن کی مقتل میں مجھے میری آہوں سے یہ کہتا ہے فلک لے چلا پھر بزم بانا میں - یہ ڈھنگ کر کے خالی خم کے خم کہتا ہے شیخ عاشق اب تو بہ کر و وہ دن گئے	ساری باتوں میں حجاب اچھے نہیں ساقیا جام شراب اچھے نہیں خو برویوں سے جواب اچھے نہیں پوچھتے ہیں کیوں خطاب اچھے نہیں ہائے ایسے انقلاب اچھے نہیں قاتل ایسے انتخاب اچھے نہیں دیکھ ایسے بیچ و تاب اچھے نہیں اسے دل حسانہ خراب اچھے نہیں یہ جو پیتے ہیں شراب اچھے نہیں دیکھو کارنا صواب اچھے نہیں
---	---

اپنے عاشق کی بھی اک نمان لو  
روز کے جھگڑے حجاب اچھے نہیں

### زاید از طرح

<p>طعنہ ہائے بے حساب اچھے نہیں عشق زلف و رخ ہو جنکی صبح و شام حور و غلمان ان بتوں کے سامنے کیون بگڑتے ہو گناہ عشق پر بجھکوا سپر بھی بہت کچھ رشک ہے رشک آیا اسکا جلوہ دیکھ کر مان صدائے دردِ دل ہے درناک جا کے ساحل تک چلی آتی ہے پھر کہتے ہیں نعلتِ دل بریان کو وہ</p>	<p>مان نہیں اچھے جناب اچھے نہیں ایسے ایامِ شباب اچھے نہیں مجھ سے گر پوچھو جناب اچھے نہیں بے خطاؤں پر عتاب اچھے نہیں غیر پرانے عتاب اچھے نہیں تیرے تیور آفتاب اچھے نہیں تیرے نالے اے رباب اچھے نہیں یہ چلن اے موج آب اچھے نہیں بے نمک کے ہن کباب اچھے نہیں</p>
--	---

چشم کی گردش سے چکراتے ہو کیون

تم ہو عاشق بیچ و تاب اچھے نہیں

<p>چشمِ قنار کو تری کیونکہ فسونگر نکہون بت ہی بت ہیں کہ یوں بیٹھے ہیں گم صم تو بتو ہے مرے بخت کی تحریرِ محبت نامہ چین کہ دم نہ تو خود لے نہ مجھے لینے دے جب تک ضد نہ کروں کام نکلتا ہی نہیں شوق بے چینی و بیابانی کا مجموعہ ہے جو مائے سے مٹے وہ نہیں لکھا میرا</p>	<p>طرفۃ العین میں جی جاؤں تو کیونکر نکہون کیا سمجھ پر مری پتھر پڑے پتھر نکہون خطِ پیشانی کو کیون عشق کا دفتر نکہون دل بے چین میں کیونکر تجھے مضطر نکہون مانتے ہی نہیں جرات مکر نہ کہوں سچ کہو گر تمہیں آنا نہیں باور نہ کہوں کیون شیت کہوں تحریرِ مقدر نہ کہوں</p>
---	--

میرے کچھ کہنے سے کامیو نہ تھا ہوتا ہو	تم بھانچھوڑ دو میں تم کو سترنگ نکھوں
کیون تجھ روصل کی باتیں کوئی پوچھے تو ہسی	قتل ہو جاؤں ولیکن نکھوں پر نہ کہوں
راز الفت کو قیامت میں بھی ظاہر نہ کروں	حال پوچھے جو تیرا د اور محشر نہ کہوں

بیقراری ہے ہمارے لئے ہر دم عاشق  
برق کو میں پیش دل کے برابر نکھوں

### زاید از طرح

ریشک سیاب تجھے کیون دل مضطر نکھوں	چین لینے نہ سے تو برق سے بڑھ کر نکھوں
چشم جادو کو ترے کیونکہ فسوگر نکھوں	دل ہی شے چھین کے کچھ بھی میں کیونکہ کہوں
نام جس نامہ میں لکھے وہ صنم غم و ن کا	کیون یہ سبختی کا اپنے اُسے دفتر نہ کہوں
ہوں وہ قطرہ کہ سمندر کو بھی قطرہ جانوں	ہوں وہ دریا کہ سمندر کو سمندر نہ کہوں
آپ ہوں پاس تو صحر کو بھی میں گھر سمجھوں	آپ ہوں دور تو پھر گھر کو بھی میں گھر نکھوں
دور دامن کو ترے چرخ سے کیون دوں نسبت	اپنی ہی گردش تقدیر کا چکر نکھوں
خود یہ حیران ہے جو دیکھیں گا وہ حیران ہوگا	کیونکہ آئینہ رو آئینہ کو شش زہر نکھوں
زہر آمیز نکھوں عقرب زہرور کا نیش	گر مژہ کو میں ترے خنجر و نشتر نکھوں
وعدہ کرتے ہیں بدل جاتے ہیں میں سونبار	پھر انھیں چھوٹوں کا فرمایئے افسر نکھوں
چشم غم و بار سے نامہ جو ہوا ہے افشان	نامہ برکتا ہے کیون فون کا محضر نکھوں
ایسی دم دم میں پلٹی ہیں نگاہیں تیری	گردش چرخ سے پھر کیون انھیں بڑھ کر نکھوں
تیرنی رہتی ہے دریا ئے نہر شک غم میں	مردم چشم کو کیون مردشا و رنگہوں
کان پر ماتھ وہ دھریتے ہیں کیا بات کروں	اسکے یہ معنی کہ خلوت سے میں ہر نکھوں

لیکے بوسے لب شیریں گے مریے پائے ہیں تیرے ہونٹوں میں کیوں قند کر نہ کہوں

کیا قیامت ہے کہ غم غن کر و عاشق کا  
بھر جفا کار و دغا باز و سنگمر نہ کہوں

پھنسے میں دل تری الفت کے لاکھ پھندوں میں  
ہے غم شب کو ہمیں نیند سے نہیں نصرت  
شب بے صال بہت مختصر ہے جانے دو  
کیا ہے قتل جو مجھ کو تو ہے صلائے عام  
تمھاری کا کل پیچان بچے ڈالے ہیں  
خدا کی شان جنھیں کل ملک پسند تھے ہم  
شب فراق یہ کہتا ہے در داٹھا اٹھ کر  
مرا غبار جو ادنجا ہوا تو اسنے کہا

گھر سے ہیں لف کے بالوں قبا کے بندون میں  
بہانہ دن کو کہہ رہتے ہیں گھر کے دھندون میں  
کرو نہ ناز کی باتیں نیاز مندوں میں  
نوید یار نے بھیجی ہے سب پرندوں میں  
غریب دل ہے گرفتار سو کمندوں میں  
وہ آج بیٹھے ہیں بن ٹھن کے خود پسندون میں  
بتاؤ کون ہے جزمیرے درمندون میں  
کہ آج آپ ہیں یا میں ہوں سر بلندون میں

پہنچ ہی جاتے ہیں بن ٹھن کے حضرت عاشق  
جہان سنا کوئی شادی ہے بھائی بندون میں

### زاید از طرح

شمار کل تو وعدہ کو کیا تھا گندون میں  
ستلکے آپکا جو بن پھنسا ہے پھندون میں  
یہ دروغ عشق ہے وہ بد بلا خدا کی پناہ

بنائے بیٹھے ہیں پر آج دردمندون میں  
یہ کون قید سبب مجرم کے چار بندون میں  
اٹھا تھا پہلو سے بیٹھا ہے چار بندون میں

کہو تو شیخ جی عاشق کو راہ پر لائے  
اثر نہ وعظ میں ہے آپکے نہ پسندون میں

دم میں آؤں گا نہ ہرگز نہ کبھی باتوں میں  
 خوار ہو جاؤ گے غیرو کی ملاقاتوں میں  
 ہے دم نزع ذرا ماتھ لگا دے تو جیے  
 میں وہ ہوں زندہ دھوکے سے اگر آنکلا  
 گھٹ کے درجائیں شب بھر میں سارے عشاق  
 کیا تراکت ہے کہ بولا نہیں جاتا ہرگز  
 دیکھ کر مجھ کو رقیبوں سے لطیفہ یہ کہا  
 زخم دل آپ کی فرقت میں لہو روتے ہیں  
 نہ حکایت نہ شکایت تری صلوات ہو کام  
 تیرا انکار ہے اقرار اور اقرار انکار  
 آپ بھولا کئے کھیل کئے ہم عمر و ن سے  
 پیار کرنے کو کہا اُن سے تو بولے ہتے ہے  
 درد و رنج و قلق و حسرت و فکر و غم و ہجر  
 ادب عشق بھی جاتا نہیں دشنام کے ساتھ  
 جو کہا میں کروں تم اسکو سنا بھی تو کرو  
 نامہ لیکر مر اقا صد سے امنہ ہوں نے پھاڑا  
 ہم عجب حال میں رہتے ہیں عجب فکر و ن میں  
 کوئی رسوا ہے حسنین کی ملاقاتوں سے

ہے ضرر جان کا غیروں کی ملاقاتوں میں  
 پیچھے بچتاؤ گے اب آئے تو ہوا توں میں  
 تیرے بیمار کو بیٹھے میں لئے ماتھوں میں  
 گاڑھی چھین جلے گی زاہد سے خرابا توں میں  
 میری قسمت کی سیاہی جو بے راتوں میں  
 وصل کی رات وہ تھک جاتے ہیں باتوں میں  
 خیر سے یہ بھی میں اوستا دیر سے باتوں میں  
 چاندنی پھیلی نظر آتی ہے جن راتوں میں  
 یہ بھی ہے بات کوئی صاحب میں باتوں میں  
 انٹی ایک بات نکلتی ہے تری باتوں میں  
 ہلکو باتوں میں جھلا یا کئے برساتوں میں  
 دور ہو رکھا ہے کیا ایسی بھلا باتوں میں  
 بتلا آجے عشاق ہیں ان ساتوں میں  
 کہ مرانا م وہ لیتے نہیں صلواتوں میں  
 بال کی کھال نکالا کرو باتوں میں  
 بولے یہ بھی کوئی سوغات ہے سوغاتوں میں  
 وہ نئی چال میں رہتے ہیں نئی گھاتوں میں  
 کوئی بدنام ہے غیروں کی مداراتوں میں

صح صد عید تار شبِ صلت عاشق

رات یہ پانی ہے مدت کی مناجاتوں میں

### زائد از طرح

زہر کے گھونٹ پیئے پہننے تری باتوں میں	موت ہی آئی ہمیں تیری ملاقاتوں میں
اپنا صدقہ ہمیں دیتے ہو تو دل صاف کر	نیت نیک بھی مشروط ہے خیراتوں میں
من چلے وہ ہیں کہ دل مفت حسینوں کو دیا	قرض اپنا کبھی لکھنا نہ اپنی کھاتوں میں
غیر کو سر پہ چڑھاؤ گے تو احسان ہو گا	آپکے رشتوں میں ہے آپکے ہونا توں میں

### دیگر

غضب ہے غیر سے ذکر وصال کرتے ہیں	وہ تیغ رشک سے ہمو حلال کرتے ہیں
عدو کا دم بھی مرے ساتھ کیوں نہیں لیتے	تمہاری تیغ دو دم سے سوال کرتے ہیں
تراہی جلوہ ہے جن جاخیاں دوڑایا	جدہر جہان میں ہم دیکھ بھال کرتے ہیں
ہوئے تھے خال سی آرزو میں مدت سے	خوشا نصیب کہ وہ پائمال کرتے ہیں
تیرے شہید و نہیں افشانیوں کا رنگ ہے	ترپ کے چرخ وزین خون لال کرتے ہیں
جگر کو تھام ہی لیتے ہیں سنے والے سب	بیان جو ہم شب فرقت کا حال کرتے ہیں
مجھے یقین ہے تعبیرہ ندین گے کبھی	جو خواب کو بھی تو تم خیال کرتے ہیں
قدم قدم ہیں فتنے تو کام کام پہ حشر	وہ چال چلتے ہیں گویا کہ چال کرتے ہیں
گرے تھے محفل جانان میں شب کو عشق کھا کر	رقیب سمجھے کہ ہم انتقال کرتے ہیں
خوشی میں سالگرہ کی وہ دیتے ہیں صدقہ	مرے نصیب کہ جگو حلال کرتے ہیں
جواں تیتے ہیں خنجر سے ہو کے چین بہ چین	کبھی جو وصل کا اُنسے سوال کرتے ہیں

فریفتہ بُتِ پرفن کو کربا دم میں

غضب ہے حضرت عاشق کمال کرتے ہیں

### زاید از طرح

وہ قتل کرنے میں بیشک کمال کرتے ہیں	کہ قضیہ عمر کا سبب انفصال کرتے ہیں
تھارے ناز کے توسن کی نعلبدی کو	گھٹا کے بزرگوں شکل ہلال کرتے ہیں
نہ لاسکین گئے کبھی تاب نیم جلوہ کی	جناب شیخ بحث قیل و قال کرتے ہیں
وہ پی کے ایک ہی چلو بس امتحان کالین	جو ہرے بحث حرام و حلال کرتے ہیں

کسی کا کیا ہے اجارہ وہ اپنے عاشق کو  
حلال کرتے ہیں صاحب حلال کرتے ہیں

بڑے مغرور ہیں بڑے ہوئے ہیں تنگ بیٹھے ہیں	ہماری جان لینے کو وہ کیا کچھ بن کے بیٹھے ہیں
تری بزمین بہت فتنے ترے جو بن کے بیٹھے ہیں	ترے در پر بہت بسل تری چتون کے بیٹھے ہیں
انھیں غصہ کہ میری بزم میں یہ کس لئے آیا	مجھے یہ غم کہ وہ پہلو میں کیوں دشمن کے بیٹھے ہیں
رقیبوں سے صفائی بھوگئی اس غم میں تر تاروں	یہاں منکا ڈھلا جا تا ہے وہاں وہ من کے بیٹھے ہیں
مقدار پنا اپنا ہے کسی کا کیا اجارہ ہے	عدو سے منگے بیٹھے ہیں وہ مجھ تو تن کے بیٹھے ہیں
عجب عشاق کی نظروں کے انکو کر دیا بھاری	دبے ہیں ناز میں اور پھر بنے سو من کے بیٹھے ہیں
ذرا سی بڑ گئی تھی خاک تربت انکے دہن پر	تانا ہے مٹانے کو مرے مدفن کے بیٹھے ہیں
سبا کر دے جان سگے سارے خلش تیرے	نویاٹے ل کہ اب وہ سوگ میں دشمن کے بیٹھے ہیں
بھلا جو ش جنوں کس طرح اب دعوت کریں تیری	کہ ہم کو ٹوٹے ٹوٹے پہلے ہی دہن کے بیٹھے ہیں
نکاہ ناز نے لوٹا ہے سارا قافلہ دل کا	کلیجے پر ہزار دن تیرا سہن کر کے بیٹھے ہیں
قیامت اٹھ رہی ہے خود رو دیوار سو ہدم	یہ فتنے ڈھالے کو پھر کیوں مرے سکن کے بیٹھے ہیں

<p>غلط ہے یہ کہ کھل کھیلے ہیں بے چارے کے بیٹھے          قیامت ہوگا دھتے ہیں یہ فتنہ منگے ہاتھ          عدو کی آمد ہے وہ یوں بن گئے ہیں پھر تین          بھر حقہ میں ہرکای ہو دشمن کے بیٹھے</p>	<p>جیسا کہ پردہ ہے اور آئین جتوں کی بیٹھے          بتوں کا بیٹھنا پہلو سے اٹھنا دو نواخت میں          نہ خوش ہو دل کہ کچھ تیرے لئے جو بن نہیں ہر          چین پرین شکن بیڈھب غضب برہمن کچھ ہو</p>
<p>لگاؤں ہم چھری بارہ دری میں باغ کی عاشق          حینان جہان سب شوق میں دان بیٹھے ہیں</p>	
<p>زاید از طرح</p>	
<p>پھر اسکی خوش کو دکھائے تیرے امن کے بیٹھے ہیں          تمہارا اور بھی بھولی یوں بچیں کے بیٹھے ہیں</p>	<p>قیامت ہے دگر ان سوگ میں نہیں کے بیٹھے ہیں          جفا و جور و بیداد و ستم کے تم ہی ہو گریہ ہو</p>
<p>کیا رسوا ہیں سب میں جفا ہو کہو کہتے ہو          اسی برتن پہ صاحب آپ عاشق بن گئے بیٹھے ہیں</p>	
<p>تو تم نہ چاہو تو کب چاہتے ہیں          ہمیں چاہتا ہے وہ جب چاہتے ہیں          وہ دین بوسہ بھی بے طلب چاہتے ہیں          وہ دشمن کو پھر یا عجب چاہتے ہیں          کہ عاشق سراسر تعب چاہتے ہیں          جو سامان عیش و طرب چاہتے ہیں          مگر وصل کی ایک شب چاہتے ہیں          جو وہ خوشہ مارے عجب چاہتے ہیں          عدو کو تمہارے سبب چاہتے ہیں          تمہارا ہی ٹوٹے غضب چاہتے ہیں</p>	<p>لگاؤ ہو تم میں تو سب چاہتے ہیں          نہیں بے سبب کوئی ہوتا کسی کا          بغیر انکے مانگے دیا جس طرح دل          دل دین و ایمان تک دے چکے ہم          سترت کے طالب نہ راحت تیرے خواہاں          تھکین جا رہے ہیں بغیر بیشک یہ سچ ہے          دل و جان و ایمان سبھی کچھ ہو حاضر          ابھی پیش کرتے ہیں عقد شریفا          ملا فی ہو جب اس سے نفرت کرو تم          نہ بچا گری دشمنوں پر نہ گردون</p>



کبھی چاشنی گیر تھے تیرے لب کے نظر بھی ملی منتخب یا الہی	وہی چاٹ اب میرے لب چاہتے ہیں کہ معشوق ہم منتخب چاہتے ہیں
انھیں ہم سے الفت تھی کس معز عاشق نہ جب چاہتے تھے نہ اب چاہتے ہیں	

### زائد از طرح

ہمیں دشمنی ہوگی سارے جہان سے دم دہج وہ کہتے ہیں خون نہ اچھلے	نہ کہنا کہ اُس بہت کو سب چاہتے ہیں تو کیا عشق میں بھی ادب چاہتے ہیں
ہنایت جو چاہت کی عاشق سے پوچھی	تو بولے اُسے ہم غضب چاہتے ہیں

### دیکھ

تڑپتے لوٹتے کھتے ہیں سارے سارے دن جو دیکھ لین مری راتیں کبھی تمہارے دن	نہ پوچھو کیسے گزرتے ہیں اب ہمارے دن وہ تیرہ ہوں کہ نہ پہچانے جائیں پیار کے دن
گدڑی ہے شبِ صلتِ رقیب کے گھر میں حنایِ ترے ماتھوں میں شبِ جو شمن نے	تری بلا سے کوئی کس طرح گزارے دن تو بہنے خون کے دریا بہائے سارے دن
کہان ہے شامِ شب وصل تو بتا تو سہی بگڑ گئے تھے پر اللہ نے سنوار دیے	یہ چیخ و مچ کے کب تک تجھے پیار کے دن منے وہ روٹھ کے اگر رہے وہ سارے دن
شریہ چکر ہیں روزِ سپہ میں آہوں کے تم آئے اتوں کو تو دن بھی عیش سے گزریے	دکھانا ورنہ کہان سے بھلا تارے دن تمہاری راتوں نے پیار سے سیکر سنوارے دن
جو مر گئے تو شبِ ہجر ان سے جیت گئے بھرو گئے غیر سے جب تم پھر نیگے دن میرے	رہے جو ہجر میں جیتے انھیں سہارے دن ابھی تک تو بڑے حال سے گزارے دن

وہ یاد آئے ستائیں نیکو کہ عاشق کو  
تھاری وصل کی باتیں خوش تھارے دن

### نماذ از طرح

وہ آسکر کی شبیں آپ ہی کچھ دم تک تھیں یہ روز بھر ہے تیرہ کہ ہنشین گویا یہ اُنکے وعدہ فردا کا انتظار رہا کبھی مرے شبیلہ کے ہاتھ سے نہ چھٹے قیامت آئے نہ آئے مگر یہ شامِ فراق تھارے عارضِ روشن پہ ہو گیا عاشق کبھی وہ صید کو آئین تو دیکھ لیں آنکھیں فراق میں بنیں لگتی جو آنکھ ساری رات کیسی زلف پہ قربان کین میں سورا تین جور و وصل مرے گھر میں میہان ہوا	فراق جب سے ہے کٹتے ہیں بے سہار دن کیسی زلف سیہ پر فلک لئے وار دن قیامت آئی نہ پورے ہوئے ہمارے دن مچکے لاکھ اگر ہاتھ پاؤں مارے دن سحر سے چلتے ہی چلتے تھکے ہمارے دن وصال کے لئے کرتا ہے استخارے دن گزارتے ہیں پڑے دشت میں چکارے دن ابھی ہے شب دیوچور یا ہمارے دن کیسے رخ پہ ہزاروں ہی مٹے وارے دن تو وہ بگڑ کے یہ بولے ادھر تو آئے دن
---	---

کسی کی چال ہے پھر نصیبِ عاشق کا  
وہ آئیں جائیں تو بھرتے رہیں ہمارے دن

دل کی خواہش ہو سِ دل کو نکالوں تو کہوں میری تقدیر ہے اچھی مری تدبیر اچھی وصل کی بات جہان ستر ہوا اشارے پہ قلم پوچھتے ہو جو مرا حال تو رو کر پہلے	مَدِّعَا خاص ہے میں نکو سالوں تو کہوں یار کی شکل جہین پر جو سالوں تو کہوں مانہ جینے سے اگر اپنے اٹھالوں تو کہوں آگ بھڑکی ہوئی سینے کی دبا لوں تو کہوں
---	--

کوئی آئے جو میا دت کو تو دون آسکو جواب بات کہکرا انھیں کیوں بات بھی کھوڑن اپنی کیا ہوا شیخ کو مہربان پہ کہتے ہیں یہی وصل کی بات فطرتاںک بھی ہے نازک مٹی پوچھتا کیا ہے فلک مجھ سے جڑ لوت کسے کیوں گئے چھوڑ کے کچھ اور رفاقت کرتے کام کی چیز ہے سیدھا سا مسلمان ہونا رحم آبرگ انھیں ترک جفا کا پیغام	درد دل کو کسی کوٹ میں ٹھالوں تو کہوں پہلے میں سرمہ تخیل لگا لوں تو کہوں دختر در کو ذرا منہ سے لگا لوں تو کہوں آہلی بگڑھی طبیعت کو سنبھالوں تو کہوں نغمہ پر مہم زندگار لگا لوں تو کہوں عمر زفتہ کو کسی طرح بلا لوں تو کہوں یکلہ اس بت کا فر کو پڑھا لوں تو کہوں درد آئین کوئی بات فسا لوں تو کہوں
---	---

حال خود ز قلی عاشق سیکس ہوم  
ٹھہر و ٹھہر و میں ذرا آب سے جالوں تو کہوں

### نہ اید از طرح

حال دل پوچھتے ہو ہوش میں آلوں تو کہوں سادگی دیکھتے کہتے ہیں شب وصل ہے کیا ہنشین پوچھتے ہیں وصل کی مجھ سے باتیں پوچھتے کیا ہو گذرتی ہے جو میرے دان لذت وصل بری چیز ہوا کرتی ہے انفست غیر کی لیتے ہو گواہی مجھ سے ساکنانِ عدم آباد کی پرسش مجھ سے پہلے جلوہ تو دکھا دو جو شہو حالِ دل گردش چرخ ستارے سے ابھی کیا لوں	بخت خفتہ کو ابھی اپنے جگا لوں تو کہوں عرض کی ٹھہروئے ارمان نکالوں تو کہوں عرق شرم سے میں پہلے ہالوں تو کہوں پہلے میں اپنے در انداز کو ٹالوں تو کہوں پیار کر لوں تمھیں پہلو میں بٹھا لوں تو کہوں لاؤ میں مضحف رخسار ٹھالوں تو کہوں نقش ہستی کو میں گراپنے مٹا لوں تو کہوں محو دیدار ہوں میں آپ میں آلوں تو کہوں ہاں مر سجان تجھے ڈھونڈنے پا لوں تو کہوں
--	--

گردش چرخ سے کب تاب سخن ہے عاشق

<p>نفس چند بھی آرام میں بالون تو کہوں          کھٹکتے ہن مرے دل میں ابھرتے ہیں گلشن          نظر کی تبدیلیاں میں لگا دین اُگلی چلن میں          تماشا دیکھنے کو خود غلمان آئیں مدفن میں          بجائے گل دلون کو بھر لیا ہے اپنی دھن میں          بجائے انہ رکھتے ہن شہر بہم اپنی خرم میں          کئے تھے سیکڑوں دل آئے پیسے غارت لگتے ہیں          کئی خنجر کرے تب خط پڑا تھوڑا سا گڑن میں          نہ وہ عالم ہے عالم میں نہ وہ سک ہے سک میں          مرے دل کی طرح سوا لے ہوں چشم شبنم میں          تمھاری تابش رخ نے لگا دی الگ گلشن میں</p>	<p>یہ غار رشک دشمن ٹھہرے ہائے گلشن میں          کیا اس طرح اندھا باسبان کو زور روشن میں          ہمارے داغ عصیان کا الہی باغ بجا کر          تو دیارے عاشقان اُس بیت اُگلی خورجنت کی          جلائے کیا جلیگی خود ہی برق مضطرب          ہوئے نام خدا اب تو جوان کہنا ہے کیا اب کا          ہمیں یہ سخت جانی باز رکھتی ہے شہادت سے          دوئی کھوتی ہے کیونگی نے وہ عالم دکھایا          خدایا ایک دن تو دید کے چلے مرے وہ بھی          نینیل میں جان آئی تمھارے غنچہ لب سے</p>
<p>دھوان آہوں کا اٹھنا ہے فراق یار میں عاشق          غلط ہے یہ کہ بادل جھوم کر آتے ہیں دامن میں</p>	<p>زاید از طرح</p>
<p>نہ وہ خوبی ہے خوبی میں نہ وہ جو بن بھون میں          کہ سبزہ لہنیا یا گل کھلے جنگل میں گلشن میں          بنی تار نظر حرور کی جا کر چشم روشن میں          صدائے پائے اُنکے کستے جی اُٹھے ہیں میں          مر سجاتے ہیں جیتے وہ مزا پایا ہے مرون میں          تفاوت ہی نہیں ہوتا ہمارے دل کی حرکت میں          بہت مدت سے جھگڑا ہے ہی خیر و بر میں</p>	<p>بگاڑا اپنے سب حسن اپنا عشق دشمن میں          جھڑپی ایسی لگا دی چشم تر نے اپنے ساون میں          سرت ہے۔ نہیں گزرتا باقی جیب دامن میں          گئے گور عریاں کی طرف براہ قیامت کی          کرشمی عشق کے ہن یہ کیا عالم کو دیوانہ          دعا تافیر کو ہمراہ لیکر آئی ہے ورنہ          یہ اسکو قبلہ کہتا ہے وہ تہ خانہ بتاتا ہے</p>

نکالے کب نکلتا ہے بنا ہے قیدی دایم	بست کب دوسب پھنسا ہے دل مرا کاکل کی الجھن
اُدھر عاشقِ نغان کرتا ہے اور اُس سمت ہنر	
خدا جانے کہ کیا آیا مراد و نون کو شیون میں	

برعکس اثر ہونے لگا آہِ رسا میں بے شرمی کا پردہ بھی لگایا ہے حیا میں جاتی ہوئی شرماتی ہے درگاہِ خدا میں دریائے بہاوی کی ہونٹوں کا ہوا تھا میں یہاں تلوہ کھجی آتا ہے اڑتا ہے وہ وہاں خاک وہ غیر کے پھندی میں ہے میں ام میں اُسکے جی جائیں دیں مردہ صد سالہ ہزاروں دیدار ہو محبوب کا یا جلوہ باری ہے پر شبِ بجران میں اجل ہے نہ وہ نہم ہے جھٹکنے دو غصہ میں نہ ہو جائے سے باہر خون عاشقِ جاں بار کا کیوں جوش میں کچھ میٹھے ہیں شبِ وصل تو سچلے نہیں رہتے اے غیر دکھا دوں ابھی تو ہے نہ فلک ہے آئی ہے چلی کو چہ جانان سے مقرر جان کا میکویوں زلف کے جنجال میں بھنتی دل کھلے تو کیا کھلے کہ پھندے ہیں ہزاروں	ہے ہے وہ بھرے اور بھی دشمن کی ہوا میں کھل کھیلے وہ غیر دن کے تھے ناز واد میں وصلِ بُتِ کافر کا جو پہلو ہے دعا میں ہاتھوں میں مرے دم ہے تہ طاق کھپا میں موت سے عجب بظاہر ہے دشت و کف پا میں میں اور بلا میں ہوں تو وہ اور بلا میں آجائے مسحاہ اگر ہر زم غزا میں ہے آرزو تھوڑی سی یہ درگاہِ خدا میں تاثیر دعا میں ہے اثرِ ترکیبِ دوا میں وابستہ ہیں عشاق کے دل بندِ قبا میں کیا اُس نے لگائی ہے حنا پھر کف پا میں شوخی و شہارت کے بھی ہر تو میں حیا میں کیا اتنی بھی تاثیر نہیں میری دعا میں آتی ہے جو غم کی ہلک آج ہوا میں کجخت مرے دل نے پھنسا یا ہے بلا میں ہیں سچ پہ سو سچ پڑے زلفِ دوتا میں
--	---

<p>پھنس جائے کہیں میری طرح وہ بھی ملائین گڑا ہے تو کیوں طائر دل آنکھی ہوا میں شال کسی بکیں کی ہے فریاد دعا میں بے لطف گذارو نہ شب وصل حیا میں مصروف رہے امتِ عاصی کی دعا میں یارب نہ اثر دیجو دشمن کی دعا میں</p>	<p>اتنی تو ہوتا شیر دعا میں مرے یارب دشمن بھی دم سرد ہی بھرتا ہے ہمیشہ ہل چل سی بڑی نرم عدو میں تو وہ بولے بس جانے دو کھل جاؤ کرو پیار کی باتیں یہ فرط محبت ہے کہ یوں شافعِ محشر کچھ ہوتی چلی ہے نظرِ لطف صنم پھر</p>
---	---

عاشق کی تنہا کا وہ خون کر کے یہ بولے  
یہ لال پری آئی ہے اندر کی بھائی میں

### نماذ از طرح

<p>کیا خوب پھنسنے دونوں ہن ال لک کی ادائیں زلقین ہن تری یاشبِ دیچور کی شامیں اندا ز وفا کے ہن سگر کی جفا میں کہتے ہن جو کاٹا کھی کھٹکا کفِ پامیں میرے جگر و دل بھی ہن استادِ جفا میں ہے یعنی مرے دل کا اثر قبلہ نما میں بس گھول دوں مینائے مے ہوشِ بامیں ظاہر میں ہے گو فرق بڑا شاہ و گدا میں لڑان میں معاصی سبب ہاتھ دعا میں</p>	<p>بل لاف میں ہے اور کبھی زلفِ بلا میں عارض ہن سگر ترے یا وصل کے دن ہن اس جور و ستم پر کوئی شاکی نہیں ہوتا ہم جانتے ہیں دل کسی شتاق کا ہوگا یہ خون بہائے کبھی وہ آگ لگائے جس سمت کو تو ہے یہ اُسی سمت پھر یگا چڑھ جائیں مرے داؤ پر گر حضرتِ ناصح آسود گئی دل سے ہے آزاد منش خوش اس بکیں عاجز کی تو رکھ لیجو خدا شرم</p>
---	---

عارض ہن وہ دلبر کہ بنا لیتے ہن عاشق

زلفین ہیں وہ کافر کہ پھنساتی ہیں بلابین

## غزلہائے غیر طرح دیوان دیفن

<p>واہ کیا خوب محبت کا صلا دیتے ہیں دہم دم خنجر قاتل کو دعا دیتے ہیں با وفا ہوتے ہیں جو داد و فادیتے ہیں اسکو آزار جدا اسکو جدا دیتے ہیں جگر و دل میں ترے تیر کو جا دیتے ہیں پر دے پر دے میں یہ دو چار دعا دیتے ہیں ہم کو اسوقت وہ مرے کی رضا دیتے ہیں یہ صدائیں ترے کچھ کے گرا دیتے ہیں محفل غیر میں یوں داد و فادیتے ہیں مانگنے والے کو دم ضج و سادیتے ہیں زلف چھو تا ہوں تو پھانسی کی سزا دیتے ہیں ماہ کو وہ رنج تابان سے ضیا دیتے ہیں</p>	<p>با وفاؤں کو بھی وہ رنج جفا دیتے ہیں قتل کے بعد بھی آتے ہیں شہادت کے مزے بے وفاؤں سے نہ رکھیں کبھی امید و فدا کشکشن میں وہ دل و جان کو رکھتے ہیں کیسے کیسے فرے آئے ہیں جبراحت کے ہیں ہماز و انداز و کرشمہ و ادا برقع میں بیکسی دیکھ کے بھر جاتی ہے جسوقت قضا جان کی خیر رہے حسن ترقی پہ رہے شرم کے نام سے کھل کھلتے ہیں اور بھیجے بوسہ اب دیتے ہیں بوسہ پتھر میں کب تو ہیں بوسہ لیتا ہوں تو وہ زہر ملائے ہیں کچھ شرم سے چشمہ فریاد پہ پانی پھر جائے</p>
---	---

ایسے اچھے نہیں عاشق کہ کرین انکے گلے

ہم کو تضرع دیتے ہیں بجا دیتے ہیں

## ایضادوم

<p>زلزلہ سے ابھی عالم کو ہلا دیتے ہیں کام دل کا اسی پر دے میں بنا دیتے ہیں اٹھتے اٹھتے وہ قیامت کو اٹھا دیتے ہیں</p>	<p>لو تماشا طیش دل کا دکھا دیتے ہیں پردہ دل سے ترے کان لگا دیتے ہیں بیٹھتے بیٹھتے قانون کو بٹھا دیتے ہیں</p>
--	--

داغ دل شدہ وصلت سے ملا دیتی ہیں  
 زخم پر مرہم زنگار لگا دیتے ہیں  
 دست وحشت کا ابھی زور دکھا دیتی ہیں  
 تر جھی نظروں سے وہ جب تیر لگا دیتے ہیں  
 دو نوعالم کی ابھی سیر دکھا دیتے ہیں  
 حضرت دل ہین کا کل میں پھنسا دیتی ہیں  
 ملکی اغیار سے اُلٹی ہی دعا دیتے ہیں  
 دل کو مانگا تو کہا ٹھہر ذرا دیتے ہیں  
 تیز تیز آتے ہیں کیوں باد فنا کے جھوکے  
 غیر کو رکھتے ہیں بے چین ہمارے نالے  
 آپ اٹھتے ہیں تو تنہا نہیں رکھتے مجھ کو  
 وار کرتا ہوں حد پر تو پچانے کے لئے  
 بات کرتے ہی نہیں کرتے ہیں تو ذکر عدو  
 ہدف تیر قضا ہائے بنا یا ہم کو  
 تاکہ معلوم ہو مطلب ہی نہیں کچھ سمجھیں  
 ٹیڑھی ٹیڑھی نہ کرو زباں میں ہم سے  
 کیا غضب کا ہے وہ قامت کہ دکھا کر جس کو  
 چھو سکیں کیونکہ تاؤ تو ہم اُنکا دامن  
 مرض عشق کے بیماروں کو صحت کیا ہو

شاد ہم ہوتے ہیں اور اُنکو دعا دیتے ہیں  
 نمک افشانی کی لذت کو گھٹا دیتے ہیں  
 دھجیاں جیب و گریبان کی اڑا دیتے ہیں  
 ہم اُسے دل کی عوض پہلو میں جا دیتی ہیں  
 زاہد و آؤ کہ بادہ سے چھکا دیتے ہیں  
 جان پر بیٹھے بٹھائے یہ بنا دیتے ہیں  
 چارہ گر کچھ مرے پانی میں ملا دیتی ہیں  
 نمٹنے کا بھی مزا تجھ کو پچھا دیتے ہیں  
 کیا جلاخ سحری ہوں کُجھھا دیتے ہیں  
 شب کو زنجیر دیر یا رہلا دیتے ہیں  
 دردِ دل کو میرے پہلو میں بٹھا دیتی ہیں  
 عشق کے سر کی قسم مجھ کو دلا دیتے ہیں  
 دیتے شربت ہیں مگر زہر ملا دیتے ہیں  
 یعنی آزار جو دیتے ہیں نیا دیتے ہیں  
 خط ہم اس واسطے قاصد کو گھلا دیتے ہیں  
 سیدھے سیدھے رہو ہم ٹکڑا دیتے ہیں  
 اک قیامت وہ قیامت پا اٹھا دیتے ہیں  
 جو ہو کو بھی ہوا دم میں بتا دیتے ہیں  
 چارہ گر کو بھی وہ دیوانہ بنا دیتے ہیں



مین اس امید پر مڑا ہوں کہ عادتِ انجیدن | نعلِ عشاق کو بھی ہاتھ لگا دیتے ہیں

سارے عشاق و مان پیٹے روئے ہوئے  
تبرِ عاشق کا پتہ تھکوتا دیتے ہیں

### غزل سوم ایضاً

<p>آبِ شمشیر کو جسمِ وہ پلا دیتے ہیں شعلہِ نائے تب غم آگ لگا دیتے ہیں غمِ عاشق کی حکایت کو سنا دیتے ہیں ایک نظارہ ہم اُس بت کا دکھا دیتے ہیں خاک ہوتے ہیں مگر خاک اڑا دیتے ہیں شیخ و زہاد کو رہِ راست بنا دیتے ہیں سُکراتے ہوئے وہ ہاتھ لگا دیتے ہیں غیر کی دُھن میں لڑھیان ملا دیتے ہیں شمع سان ہم تنِ لاغر کو گھلا دیتے ہیں زلف کو عارضِ دشمن سے ہٹا دیتے ہیں آنکھ پہ کا کے مرے دل کو بٹھا دیتے ہیں حالِ ہم عاشق بیکس کا بنا دیتے ہیں ہم اسیری کے مزے یاد دلادیتے ہیں محو کر دیتے ہیں نیچر وہ بنا دیتے ہیں ریشک غبار کو وہ ساتھ سٹلا دیتے ہیں</p>	<p>اتشگی شوقِ شہادت کی بٹھا دیتے ہیں دل تو کیا پتھر ہے یہ جان جلا دیتے ہیں قیس و فریاد کا افسانہ مٹا دیتے ہیں زہادوں کے بھی ابھی ہوش اڑا دیتے ہیں یعنی ہم شکے بھی دشمن کو مٹا دیتے ہیں ایسے جوان کو انسان بنا دیتے ہیں گدگد کر مرے زخموں کو ہٹا دیتے ہیں یاد آتا ہوں تو قصداً وہ بھلا دیتے ہیں چشم سے اشک کا دریا سا بہا دیتے ہیں رات کو نور کا تر کا وہ بنا دیتے ہیں وان لگاتے ہیں یہاں غیر بٹھا دیتے ہیں سنگِ دل کوئی ہو پر موم بنا دیتے ہیں حید دل کو تری زلفوں میں چھنسا دیتے ہیں ہمکو پہلا ہی سبق ایسا پڑھا دیتے ہیں جسے سکھ نیند کے سوئے کو جگا دیتے ہیں</p>
---	--

<p>شک اگر آکھو دعوتی مُجھت میں ہے غیر کو لذت وصل اور ہمن درد فراق تا کہ گمراہ نہ ہو کوئی بھی بھولا بھٹکا شست و شو کرتے ہیں جیسا شک استیلا واد ملتی ہے شہادت کی ہمن عید کن ایچ نہا بان کو وہ زلفون میں چھپا کر ہے پائے لکھا مرا قسمت مری میرے خط سے اتنی دیتا نہیں کوئی بھی تسلی ہکو پائے نازک میں لگاتے ہیں غضب کی بندھی خواب کو خواب بنا دیتے ہیں بے چینی سے ابھی بیمار مُجھت کو شفا ہوتی ہے میری فریاد یہ دشمن کے مقابل میں سُنی</p>	<p>چیر کر پہلو ابھی دل کو دکھا دیتے ہیں اُس کو کیا دیتے ہیں وہ اور ہمن کیا دیتے ہیں مشعل دل کو سرِ راہ جلا دیتے ہیں داغ عصیان مرے دامن چھٹا دیتے ہیں یعنی خنجر کے گلے سے وہ لگا دیتے ہیں روزِ روشن کو شبِ تاریک بنا دیتے ہیں حرفِ مطلب مرے صاف مٹا دیتے ہیں نہ مروتِ ام ابھی ہم اُن کو بلا دیتے ہیں زیرِ پائے شفق کو وہ دکھا دیتے ہیں گہرا اٹھا دیتے ہیں وہ گاہ بٹھا دیتے ہیں نقشِ پاکا ترے تعویذ پلا دیتے ہیں عوضِ خون بہا خون بہا دیتے ہیں</p>
--	--

اپنے ہمراہ لئے آتے ہیں وہ رشکِ عدو  
خواب میں آئے بھی عاشق کو ڈا دیتی ہیں

### غزل چہارم

<p>خاک میں خاک مری خواب ملا دیتے ہیں دمِ رفتارِ قیامت وہ اٹھا دیتے ہیں سر کو جب ہم نے تسلیم چھکا دیتے ہیں دل کھلاؤ نہیں ہم تم کو جتا دیتے ہیں</p>	<p>ہمن وہ پارس مجھے اکیس بنا دیتے ہیں جال بھونچال کھیر گام سکھا دیتے ہیں رحم دیکھو کہ وہ گردن سے اڑا دیتے ہیں نالہ ہائے شبِ غم عرش پلا دیتے ہیں</p>
---	---

<p>دراغ دل کا ابھی ہم اُنکو دکھا دیتے ہیں  نالہ لائے شبِ غم کا رصدا دیتے ہیں  جسکو وہ آبِ دم تیغ پلا دیتے ہیں  ہم صدا سور کے نالوں سے ملا دیتے ہیں  پوچھتا ہے جو کوئی حالِ تباہی میرا  کیا سمجھتے ہیں کہ میں اشکِ غمِ مرگِ عدد  نامہ شوق کا دیتے ہیں غضبِ صافِ اجاب  ہے یہ مطلب کہ تمہارے بھی اڑیں گے ٹکڑے  وعدہ وصل کے سچے ہیں تصویر تیرے  بہکے بہکے نہ پھر وزا ہد و زندون سے ملو  گر کبھی راہ پہ آنا ہے وہ بُت تو عاشق  آئینہ دیکھ کے وہ پوچھتے ہیں اپنا جواب  ہم کو دیوانہ سمجھتے ہو تو ہوشیار رہو  دیکھو وہ باغ میں آنچل کی ہوائیں ہر شام</p>	<p>سہ و خورشید کی طلعت کو گھٹا دیتے ہیں  اُنسے غافل کو مرا حال سنا دیتے ہیں  سچ تو یہ ہے اُسے جیتے کا فرادیتے ہیں  اک نیا شمر سنہر حشر اُٹھا دیتے ہیں  وہ مری خاک کو چٹکی سے اُڑا دیتے ہیں  ٹائے نظروں سے جو یوں محکوم گرا دیتے ہیں  سادہ کاغذ مرے قاصد کو اُٹھا دیتے ہیں  پُرزے پُرزے وہ مرے خط کے اُڑا دیتے ہیں  سوئے سوئے یہ مجھے آکے جگا دیتے ہیں  کہ ابھی راہ بقا تلوکوت دیتے ہیں  جلیندین سامنے پلکوں کے لگا دیتے ہیں  اُنکی تصویر کو ہم دل نین دکھا دیتے ہیں  بات جو کچھ ہے پتے کی وہ بتا دیتے ہیں  ہوش گل کے صفتِ رنگ اُڑا دیتے ہیں</p>
---	---

### قطعہ

<p>جانے والوں کی خبر بھی نہیں آنے باقی  نقشبیل سے نظر آتے ہیں جو تھوڑے تھوڑے  بیکسی ساتھ فقط جاتی ہے وقتِ آخر  ٹائے کیا چیز ہے یہ جان کہ ہسکے جاتے</p>	<p>کوس رحلت کو بہت جلد سب دیتے ہیں  جانے والوں کا یہ کچھ کچھ تو بتا دیتے ہیں  ورنہ اعضائے بدن لٹکے دغا دیتے ہیں  رفقا ہاتھوں سے مٹی میں دبا دیتے ہیں</p>
--	--

کیون نہ توحید کے قائل ہوں نکیر نہ نکیر  
ہم تجھ ایسے فلک پر ہزاروں گردوں

واغظوں کی نہ کبھی راہ پہ چلنا عاشق  
دامِ نزویر یہ رستہ میں بچھا دیتے ہیں

### ایضاً غیر طرح دیوان

آنکھ میں آنکلی مر قوت ہی نہیں  
اٹھ سکے جو غمِ فتنہ رفت ہی نہیں  
بحر میں جانے کو ہے جانِ حنین  
جس میں موجود ہو ذکرِ اغیار  
آئینہ دیکھ کے خیران کیوں ہو  
جانِ دان جانے کو اختیار ہے یاں  
بدگمانی سے وہ سمجھیں زندہ  
خونِ دل پی کے بجھائیں گے پیاس  
چال میں جس کی ہو شورِ محشر  
آپ سنکر جسے بے چین نہ ہوں  
تابِ جلوہ کی ہے چہرہ پہ نقاب  
میں بھی کچھ قتل سے ہونگا مشہور  
قتل تم حبشِ مرگان سے کرو  
بات وہ کیونکہ تمھاری مائے

اس طرف دیکھیں یہ رخت ہی نہیں  
جو تھے اشک وہ رقت ہی نہیں  
آنکھوں میں آنے کی فرصت ہی نہیں  
پھر وہ ہرگز شبِ و صلت ہی نہیں  
اب تو وہ شکل وہ صورت ہی نہیں  
نامہ بر تیری ضرورت ہی نہیں  
پر مری تبض میں شہرت ہی نہیں  
بحر میں مے کی ضرورت ہی نہیں  
ہے قیامت بھی وہ قامت ہی نہیں  
شبِ غم کی وہ حکایت ہی نہیں  
دیکھنے کی کوئی صورت ہی نہیں  
اس میں کچھ آپ کی شہرت ہی نہیں  
تیغ اٹھانے کی ضرورت ہی نہیں  
غیر کو تھے مُجھت ہی نہیں

روز اٹھاتے ہیں وہ نازِ اغیار ہو مقدر میں تھا لکھا وہ ہوا آپ آجائیں تو جی جائے مریض رنگ اغیار نے ایسا گھبرا تابلش مہر کے قابل ہو عبث قتل وہ کرتے ہیں یوں عاشق کو	کچھ انھیں پاسِ تزاکت ہی نہیں آپ سے ہم کو شکایت ہی نہیں ورنہ بچنے کی تو صورت ہی نہیں دل میں جائے غمِ فرقت ہی نہیں داغِ دل سے سرے نسبت ہی نہیں جیسے کچھ اس میں قباحت ہی نہیں
--	---

اکھو دیا عشق نے عاشق سب کچھ  
اب وہ تو قیر وہ عزت ہی نہیں

### ایضا غیر طرح دیوان

خاطر سے تیرے غیر کو جب آشنا کہوں عالم کو خاک کر کے فلک تک جلا دیا سنتا نہیں نہ بات کا دیتا ہے کچھ جواب ناصر نصیحتیں کرین اعدا بُرا کہیں غمرِ غضب کرشمہ ستم چال ہے بلا یہ مشورہ تھا دل سے نہ نیند آئی رات بھر ایسا ہو رقیب بنے نامہ بر میرا گھٹ گھٹ کے خونِ دل کا کہا شکایت کروں	تو ہی بتا کہ پھر میں تجھے اپنا کیا کہوں پھر کیونکہ اپنی آہ کو میں نارسا کہوں اُس سنگِ دل کو بت نہ کہوں میں کیا کہوں کس کس کو میں بھلا کہوں کس کو برا کہوں وہ کو لسی ادا ہے کہ جس کو قضا کہوں قاصد جو آئے ان سے پھر سر سے کیا کہوں ہے دلیں اپنا حال میں خود اُس سے جا کہوں کیا ضبطِ غم کا تجھے اجل ماجر کہوں
--	--

عاشقِ نجاتِ رنگِ حد سے نہیں ہے جب  
اپنی قضا کو غیر کا میں مدعا کہوں

## ایضاً غیر طرح دیوان

بس کو کر کے گا اے دلِ دلگیر پہلو میں  
 ثبوتِ مہر و الفت کو شہادتِ اتنی کافی ہے  
 برابر بیٹھتا ہے جو کوئی وہ مجھ سے جلتا ہے  
 بلا کر بزمِ میں ہکو یہ اچھی مہربانی کی  
 خدا وہ دن دکھائے ماتھ باندھو غیر بیٹھا ہو  
 کرین ہم باز مقبلا دل پر اُٹنا ہکو زیبا ہے  
 ترے بسمل کو اے قاتل کسی کروٹ نہیں جتا  
 کبھی تو آپ ہی دلو ہمارے وہ دکھاتے ہیں  
 زمانہ ہے تمھارا آج کل تم شاہِ خوبان ہو  
 تر تپتا لوٹا ہوں خاک پر شہائے ہجران میں  
 ہمارے دردِ دل کی جب خبر کچھ غیر کو ہوتی  
 جہانِ جتنے سینے میں ہیں سرِ دل کے طالب ہیں  
 ہوا تھا ایک دن پہلو پہ پہلو اُن سے میں جیتے  
 ترے وحشی نے انکی فصلیں یہ بد بیان نہیں  
 کسید کا بیٹھ کر پہلو میں اُف اُف کرتے یہ کہنا

ہزار دن خار غم سینہ میں لاکھوں تیر پہلو میں  
 بجائے دل ہے رکھتا تیر کو نجیر پہلو میں  
 ہوئی ہے آتشِ ہجران سے یہ تاثیر پہلو میں  
 بٹھانے کی عوض ٹٹنے بٹھایا تیر پہلو میں  
 ہمارے پاس بیٹھا ہو بت بے پیر پہلو میں  
 عطا کی ہے ہمیں یہ عشق نے جاگیر پہلو میں  
 ادھر ہے تیر پہلو میں ادھر ہے تیر پہلو میں  
 کبھی خود بیٹھ کر رہے ہیں کچھ تدبیر پہلو میں  
 جسے چاہو بٹھا کر دوائے توقیر پہلو میں  
 کہان سے آگئی ہے گردشِ تقدیر پہلو میں  
 بجائے دل دیا ہوا آہی تیر پہلو میں  
 آہی تو نیک یاد سی ہے مجھے اکسیر پہلو میں  
 ہوا کرتی ہے میری انکی ہر تقریر پہلو میں  
 ادھر زنجیر پہلو میں ادھر زنجیر پہلو میں  
 چھپا رکھی ہے تنے آہِ آتش گیر پہلو میں

عجب انداز سے آتا ہے وہ سفاک اے عاشق

ادھر ہے ماتھ میں خنجر ادھر شمشیر پہلو میں

ردیف و اوسط طرح دیوان

<p>سگریم چارہ سازی غم چارہ جو نہو وہ دل ہے خاک جبین تری آرزو نہو جائی ہے ہسے لگے تو کیوں کوئی یار میں کٹ جائے خود گلا جو شہادت شوق سے اسے غیر دو ہی بات پہ ہوتا ہے فیصلہ بر لا ہوا ہے رنگ جو کچھ روئے یار کا میخانہ کے رئیس ہیں نازک دماغ ہیں یو نگینوں نے نام دوئی کا مٹا دیا زندوں کو شیخ بیٹھ کے گھر میں بُرا نہ کہہ وہ مُنہ سے کب لگائیں کہ نازک مزاج ہیں گر سوزنِ مرثہ نہ مددگار ہو تری ہے ہے وصال ہے کہ یہ دونا فراق ہے خلد و جان سے ہو یوگی تسکین دل کو کیا زخم جگ سے کیوں نہ رہوں بقرار میں</p>	<p>آئندہ دلیست بنی نہیں حیران تو نہو وہ گل ہے خار جس میں بخت کی بو نہو اتنی بھی بقرار بس اے آرزو نہو خجر کے آب و تاب کی یون آبرو نہو تو ہو تو میں نہ ہوں جو بیان میں ہوں تو نہو کرنے کو ترک رسم کی کچھ گفتگو نہو ساقی وہ سے پلا کہ ذرا حسین بو نہو پھر کیونکہ دل ہمارا - ہمارا عدو نہو غیبت وہ بات ہے جو کبھی رو برو نہو جب تک حجاب قطرہ گل کا سببو نہو دامن کا چاک، سنجہ گردن ہو رفو نہو کہتے ہیں آئین گھر میں ترے جبکہ تو نہو جسکو بجز وصال کوئی آرزو نہو وہ زلف ناپسند ہے جو مشکبو نہو</p>
---	---

عاشق وہ تشنہ کام شہادت ہو نصیب

خنجر کی آب سے بھی کبھی تر گلو نہو

<p>خوشبوئے رُخ سے بیش گل تر کی بو نہو مشتاق کو وصال کی کیوں جستجو نہو آئینہ تیرے رُخ سے کبھی دودو نہو مغرور اے نیم بس آبِ اُتشی تو نہو نکلے یہ آرزو تو کوئی آرزو نہ ہو گر ہو کبھی تو مُنہ کو تکیے گفتگو نہو</p>	<p>خوشبوئے رُخ سے بیش گل تر کی بو نہو مشتاق کو وصال کی کیوں جستجو نہو آئینہ تیرے رُخ سے کبھی دودو نہو مغرور اے نیم بس آبِ اُتشی تو نہو نکلے یہ آرزو تو کوئی آرزو نہ ہو گر ہو کبھی تو مُنہ کو تکیے گفتگو نہو</p>
---	---

<p>وہ چشم کیا کہ اشک کا دریا نہ ہو روان وحشت لگنے اپنی خاک اُڑائی کہاں کہاں اسے ضعف المدد کہ ہوں قاتل سے منفصل محبوب دو جہان کی محبت میں ہے سلوک ہم تو کباب ہوں تجھے ہے خبر نہیں دم بھر بھی تجھے قطع تعلق نہویں گنا شب جسے زرم غیر میں ہل چلی مجائی بھی ذکر صنم ہی کرتے ہو ہر وقت شیخ جی اے چارہ گر تک بھی چھڑک سم بھی میسر مشق ستم تو کر کہ گراں سر نہین میں ہم پھرتی ہے اس طرح سے بھگتی جو جا بجا شک ہے کہ جہین زہر ملا یا ہے غیر نے</p>	<p>وہ دل ہے کیا کہ جو ترے غم سے لہو نہ ہو شہر ہمارے عشق کا کیوں چار نہ ہو خنجر کیوں ہو تشنہ جوتن میں لہو نہ ہو یہ عشق ہو تو کوئی کسی کا عہد نہ ہو مکمل ہے دل جلے ترے کو چہر میں لہو نہ ہو تصویر تیری دلیں سے گواہ تو نہ ہو کوئی نظر بچا کے گئے آرزو نہ ہو عاشق ہو تو ایسی کبھی گفت گو نہ ہو تا اند مال زخم کی پھر جستجو نہ ہو تقدیر تیغ کی ہے جوتن میں لہو نہ ہو یار ب خراب و خستہ کوئی آرزو نہ ہو مجھ کو جو دے رہے ہیں کہیں نہ ہو</p>
--	--

آنکھ بھی شوق وصل ہے عاشق جو محکوم ہے

مکمل نہیں تھیں ہوا خشن آرزو نہ ہو

زاید از طرح

<p>ساقی ہو مے ہو باغ ہوا و خور نہ ہو دریائے مے سے پیاس ہماری فرو نہ ہو جز مرگ اور کوئی جسے آرزو نہ ہو آئینہ آئینہ کے مقابل کبھو نہ ہو کیون خاک اُڑاتی پھرتی ہے گوشہ میں تاب رخ نگار سے آئینہ خاک ہے</p>	<p>بے جان ہوتن تو جان کی کیوں آرزو نہ ہو منہ سے لگا دے غم ہی جو ساقی نہ ہو کب سے تلاش ہے دل مضطرب نہ ہو حیرت نہیں جو چاند ترے روبرو نہ ہو آوارہ گرد اتنی بھی اسے آرزو نہ ہو کیا منہ ہے منہ دکھائے کبھی روبرو نہ ہو</p>
---	--



قاتل کی طبع پاک کے قربان کہ یوں ہے  
عاشق کے خون بغیر سہارا و ضو نہ ہو

لطف آنا ہی نہیں کر ستم ایجاد نہ ہو  
حیدر بے پر بھی نفس سے کوئی آزاد نہ ہو  
جنش لب ہی پر کرتے ہیں تصدیق جان کو  
جس مکان میں نہ کین ہو نہیں نیت اس کی  
گر حیدر جہان ناز اٹھائیں بھی تو کیا  
کیا فرما ہے کہ وہی یاد ہے سب بھول  
تجھ کو اسے دل ہے عیش شکوہ فراموش کا  
اسکی آبادی سے ہے اپنا مکان میرا نہ  
داد ملنے کی ہو امید بھلا پھر کیوں کر  
نظر میں اس شوخ کے رہتا ہے جو ماتم شب  
کھو نہیں ہاتھ سے مجھ کو کہ پشیمان ہو گا  
عشق شیریں ہی سر حریف کے بکھارا ہو گا  
نامہ بر کہتا ہے کیا خاک کہوں اسکا جہا  
اس میں رہتے ہیں چھپ چھپ کے ہمیشہ سے  
دست و حشمت کے تبار گریبان کے جدا  
سخت جانی سے مری ٹوٹیں گے خنجر اکون  
تو نے عاشق کے بھرے خانہ دلو کو لوٹا  
امتحان نالہ شب آج ہی تھوڑا سا ٹہرا

داد خواہی کے لئے خواہش پیدا نہ ہو  
تاب اڑنے کی نہ ہو طاقت فریاد نہ ہو  
ہم اشارہ کو سمجھتے ہیں کچھ ارشاد نہ ہو  
تو نہ جس دلیں ہو پھر کہو نہ کہ وہ بر باد نہ ہو  
بے ترے شاد ہمارا دل نا شاد نہ ہو  
وہ جسے اس لئے بھولیں کہ کبھی یاد نہ ہو  
ہچکیان کس لئے پھر آئیں اگر یاد نہ ہو  
یا خدا خانہ دشمن کبھی آباد نہ ہو  
میری فریاد میں جب شکوہ پیدا نہ ہو  
تربت عاشق مضطر نہ بنیاد نہ ہو  
تیری حسرت بھی کہیں حسرت شاد نہ ہو  
تلخ کامی سے گران تیشہ فرما د نہ ہو  
جس سے کچھ بات نہ ہو جس سے کچھ ارشاد نہ ہو  
دیکھنا آہ کہ گھر غیر کا بر باد نہ ہو  
غیر مکن ہے جنون بر سر امداد نہ ہو  
اے سنگریہ ترا خنجر فولاد نہ ہو  
اے خرابی تری بستی کبھی آباد نہ ہو  
یا نفس ہی نہ ہو یا خانہ حیات نہ ہو

ایک شادی سے غمی چھانی ہے سب پر عاشق

غیر ناشاد ہو تو کوئی بھی ناشاد نہ ہو

### زاید از طرح

نہ سنے جب کوئی فریاد وہ فریاد نہ ہو  
دل وہ دل ہی نہیں جس دلیں تری یاد نہ ہو  
میرے نالوں کی صدا اشکو وہ سنکر بولے  
خوگر جو رہن ہم آب بتا دین گئے تھیں  
رونے ہنسنے کی جو آتی ہے فقس سے آواز  
کہد و اعظ سے کہ اچھا ہے بھٹکتے پھرنا  
میری فریاد و فغان وشت سے آئی تو کہا  
اور وہ بیدار ہی کیا جسکی کہیں اد نہ ہو  
گھر وہ گھر ہی نہیں جس گھر میں تو آباد نہ ہو  
کسی بکیں کی بھٹکتی ہوئی فساد نہ ہو  
تو سکھلا دین اگر طرز جفا یا نہ ہو  
صید کے چند سے میں اٹا کوئی صیاد نہ ہو  
صید دل پھنس کے کسی لف سے آزاد نہ ہو  
دیکھنا یہ کوئی بخون نہ فریاد نہ ہو

نازا اٹھانے جو چلے آئے ہو معشوقان کے  
صف عشاق میں عاشق تھیں استاؤ ہو

بھٹکا پھر تباہوں رہ رہت بتا دو مجھ کو  
غم حیران کی مصیبت نہیں جھیلی جاتی  
قتل کے بعد دیا تے ہو مجھے احسانین  
تا اب دست رہوں محور ہوں شاد رہوں  
مجھ سے کہتے ہیں خبردار پرے ہی رہنا  
چین ابرو گرہ زلف میں تو دیکھ لیا  
دل تری یاد میں رہتا ہے ہمیشہ سدا  
اپنی چاہت پر بحث جان سری لیتے ہو  
گر نگلے سے ہے لگانا تو لگا لو ورنہ  
بزم اغیار میں کیا گذری جو ایسے ہو ادا اس  
رہبر و کوچہ دلدار دکھا دو مجھ کو  
مخلصی اس سے ملے ایسی دعا دو مجھ کو  
بار اٹھنا نہیں ناچار اٹھا دو مجھ کو  
عین زلف ذرا اپنی سٹکھا دو مجھ کو  
ہاتھ ٹوٹیں جو کبھی ہاتھ لگا دو مجھ کو  
دل گم گشتہ کا کچھ اور بتا دو مجھ کو  
سخت خفتہ تو نہیں ہوں کہ جگا دو مجھ کو  
ہاں کسی اور کو چاہوں تو سننا دو مجھ کو  
قتل کر ڈالو ٹھکانے تو لگا دو مجھ کو  
ہو اگر بات بتانے کی بتا دو مجھ کو

آپ سے آپکے عاشق کو جو پوچھے کوئی غیر کو غیر وہ سمجھے مجھے اپنا جانے نقش اُمید مرا رشکِ جہان ہو جائے کیا قیامت ہے کہ فنون پر یہ فرایش ہے	ہو تلمانی شبِ غم کی جو بتا دو مجھ کو ہو سو ایسی کوئی راہ بتا دو مجھ کو کیا نقشِ قدم اپنا جو بتا دو مجھ کو روشنِ ظلم و ستم اور سکھا دو مجھ کو
--	---

محو ہوں نام منِ معشوق کے وہ ہوں عاشق  
نقش اُمید نہیں ہوں کہ مٹا دو مجھ کو

### زاہد از طرح

اپنے پہلو میں خدا کے لئے جادو مجھ کو قبر میں ماتھ سے تم اپنے سلا دو مجھ کو خط سناؤ نہیں - مضمون بتا دو مجھ کو ماتھا پائی نہیں آتی - تو سکھا دو مجھ کو نا تو اتنی سے غش آتا ہے سنبھالو تو ذرا اور کچھ پئے کہا تو وہ یہ ہنس کر بولے رُکے ماتھوں میں ہوں وصل کے راز دم ترے بھرم کہتا ہے محلِ جان کا جان جائے مگر احسان نہیں لینے کا کشتہ ناز تمہارا ہوں مسلمان سہی کیا کہا جائے کہیں سیکڑوں معدون پر جو	کسی کروٹ کسی پہلو تو سلا دو مجھ کو آؤ عقبی کے عذابوں سے چھٹا دو مجھ کو ہو سو وصل کا اقرار سنا دو مجھ کو داؤ ہست پھیری کے بھولا ہوں بتا دو مجھ کو اپنے شبنم کے دوپٹے کی ہوا دو مجھ کو لاؤ جی لاؤ جی جامِ بلا دو مجھ کو کاش زنجیرِ دریا رہتا دو مجھ کو رختِ ہستی کا تقاضا ہے کہ لا دو مجھ کو اپنے منہ سے نہ کہوں گا کہ دو دو مجھ کو کافر عشق جو سمجھو تو جلا دو مجھ کو کب کیا کوں سنا وعدہ ہے بتا دو مجھ کو
--	---

سہ بکف وہ بھی ہے گرتی بکف ہے قاتل  
بے جگر کوئی تو عاشقِ سا بتا دو مجھ کو

یہ نظر کو تالہ نہ کیوں ناگوار ہو  
وہ دل کے بار ہو تو یہ پتھر کے بار ہو

<p>             ایتد ہے کہ عرش پہ اپنا مزار ہو              اب یہ کہو کہ کسکا ہمیں اعتبار ہو              بوس کنار کا بھی ہمیں اختیار ہو              نامعتبر ہے خود اسے کیا اعتبار ہو              مجھسا جہان میں نہ کوئی بقرار ہو              صبر آئے جو نصیب میں ہوا بکار ہو              اسے دل ستانے والو ذرا ہوشیار ہو              عاشق جہان میں تم بھی بڑے یادگار ہو              پوچھا کبھی نہ تنے کہ کیوں بقرار ہو              کچھ کام آؤ تم مرے بچپن کے یار ہو              جسکو نہیں ہے شرم وہ کیا شرمسار ہو              موسے سفید کہتے ہیں چل ہوشیار ہو           </p>	<p>             شوق نبی میں جان اگر بے قرار ہو              دل اور نامہ بر کی ہین یا میں جدا جدا              تنہا جو شب کو آؤ تو یہ بھی رہے خیال              میں کسی سے کب کہیں باتیں وصال کی              عالم میں تمسا کوئی نہ ہو باقی جفا              دم دم کے مرگ و رست جہان آگئی بہنگ              نامے مرے فراق میں کہتے ہوئے چلے              مشہور عاشقان سلف کا ہے گرجہ نام              ہم مرتے مرتے بھی ہسی حیرت کو لیچلی              اسے ہمد موبٹا و محبت کا دکھ ذرا              وہ غیر سے بھی مل کے ملاتے ہیں مجھے آنکھ              غفلت کی شب گئی تری غافل سحر ہوئی           </p>
--	--

خلوت ہو شب ہو یار ہو عاشق نہوں جاں  
 پھر پوچھیں شیخ جی سے کہ پر مینر کار ہو

### نہ اید از طرح

<p>             دل اور شوق وصل میں پھر بقرار ہو              سوزان جہان سے بڑھ کے دل غدار ہو              کس پر نب آؤ ہم کرین کس پر سنگھار ہو              یار کسی کا کوئی نہ ایتد وار ہو              مرجع ہر اک حسین کا ہمارا مزار ہو              اللہ نے دیا ہے تو پھر کیوں اُدھار ہو           </p>	<p>             پیش نظر ہمارے جو تصویر یار ہو              کیا آئے مہر و ماہ کی تابش خیال میں              اب وہ شباب ہے نہ وہ دل ہے نہ وہ صنم              گذری تمام عمری انتظار میں              کر دے الہی شہر خوشان کا بادشاہ              دل لے لیا تو بوسہ لب دیجئے مجھے           </p>
--	---

جیتو توحیت جاؤ جو مارو تو مار ہو محشر کے دن جو میری نہاری بکار ہو	الفت کی باز یوں سے بچاؤ جناب دل مین جا کے دیکھ لوں گا مگر تم نہ بولنا
	اسے دل گئے وہ دن کر یہ کہتے تھے سب حسین عاشق سے ہم ملین تو بڑا افتخار ہو
اب اور کیا کہوں نہیں جو کچھ ہو خیر ہو آتش وہ بھڑکے رشک کی فی النافخہ ہو کعبہ ہو تکدہ ہو کلیں ہو دیر ہو قابو میں جب نہ ماتمہ قبضہ میں پیر ہو پر عاقبت ہماری خدا یا بخیر ہو شاید اجل کو ہم سے صداوت ہو بیر ہو	جب دوست غیر کے ہو تو پھر اپنے غیر ہو ترپون میں اس طرح سے کہ مقتل میں پیر ہو تیری ہو جب تلاش تو سب جا پھر تلے ہم کیا بیکی کا وقت ہے بار بدم دواع دکھ سکھ بیان کا کیا ہے یہ دو دو گناں آئی ہے وصل میں نہیں آئی یہ بھر میں
	عاشق تصویر گل رخسار میں دو جان تا بڑھ کے پھول والوں سے بھول لو نہیں میر ہو
زاید از طرح	
ہر یوں کہ ہم ہوں وہ ہوں نہ وعظ نہ غیر ہو ہوا پنا اپنا اور جو ہو غیر غیر ہو اک ساتھ جیسے لاکھ تفنگوں کا فیر ہو نامہ رسانوں کے لئے کوئی طیر ہو	وہ ہکو منتوں سمنا میں تو سیر ہو کہنے کی بات اور ہے پر وقت امتحان اس شد و مد سے آہ بھری مینی بھرتن ہم مرغ دل کو اپنے کبوتر بنائیں گے
دیکھ	
لوٹے دو مجھے ٹھنڈا تو ذرا ہونے دو حقیقت مہر سے تم صاف ذرا ہونے دو تم نہ ہونے دو جدار سنج سے یا ہونے دو	جان کو تن سے مر سجان جدا ہونے دو غیر پہ رنگا سے دل نہ جدا ہونے دو رابط غیروں سے نہ رکھو مجھے اپنا کر لو

عرض کی جب کہ وفا وعدہ و صلت کج فوج کے بعد مرا خون بہا و صاحب اسے نیکوین سوالوں میں یہ جلدی کشی اب تو صد شکوہ کہتے ہیں جنوں پر سیر مجاہد سنا کہتے ہو کیوں بہر خدا جہم کرو دیکھو پھر وصل کا انکار کرو گے کیونکر خاکساری پہ مری ہوینگے اعدا مٹی	بوسے جلدی نہ کرو روزِ جزا ہونے دو عید قربان ہے کوئی وعدہ وفا ہونے دو ٹھہر کر کتنا ہوں ذرا ہوش سجا ہونے دو گروہ سودا می ہوا ہے تو سوا ہونے دو تبع کا حق مری گردن سے ادا ہونے دو عرش کے پار ذرا میری دعا ہونے دو خاک پر نقش و نقش کف پا ہونے دو
--	---

بلے یہ طرزِ تغافل - مرے نالے سُکر  
کوئی بولا کہ یہ عاشق ہے کہا ہونے دو

### زاید از طرح

غیر کو چرخ کو تم شاد ذرا ہونے دو کچھ تو ارمان نکالو کہ جھلکتا نہ پھرے ہر ستم مجھ کو گوارا مجھے ہر رنج خوشی اُس کا لٹکا بہت آسان تھا ار مشکل بے مصفیان چمن ہم کو نہ سمجھو بے پر عمر بھر تھنے پڑھا یا گلہ اپنا بتو	مجھے مرنے دو کسی کا تو بھلا ہونے دو دل بیکس کے لئے پہلو میں جا ہونے دو اپنے قدموں سے گر تم نہ جدا ہونے دو تم نہ رو ٹھو مری قسمت کو خفا ہونے دو کیسے پُر پُر ز سے نکلتے ہیں رہا ہونے دو آخری وقت ہے اب یاد خدا ہونے دو
---	--

شعلہ روشن پہ جلتے ہیں توں کے عاشق  
ہمدرد شمع پہ پروانے فدا ہونے دو

کہتے ہیں پھر نہیں آئین کے قسم ایک دو نور کو کتنی ہی دوری ہو وہ نزدیک ہے در در سچ و غم فرقت گلہ جو رو جفا	طرزِ گفتار میں لاکھوں میں تم ایک ندو شبِ حلاج تھا حضرت کا قدم ایک ندو جہان کیونکر کہے بے حد میں الم ایک ندو
--	---

کب کہا میں نہ دو یا مجھے کم دو صحت انکے شرکان کے تصور سے کیا ہے بیتاب شکوہ جنت میں دلاؤ میں گے ہم اسکا بدلا غم دیے بھی مجھے گردون شکر گس کے تیرے دل بگردونو ہو سے تیر نگہ پر قربان	دلین جتنے ہوں ستم اتون ستم ایک سیکڑوں تیر ہن سینہ میں بہم ایک دو قرض سپر بھی شب وصل صتم ایک دو اُس پڑا کہ کئی لاکھ ہن غم ایک دو بھر بھی کہتے ہن بہت دین ستم ایک دو
--	--

یہاں ہے ہر داغ مرے سینہ کا گلشن عاشق  
اور شداد کا تھا باغ ارم ایک ندو

### زاید از طرح

ساری خلقت کا ہر بے شمع حکم ایک ندو عشوہ طالب ہے جڈا ناز جڈا طالب ہے جان میں یوں ہی نہیں دوزخ کا ذرا غم نگر و	وقت تحریر مقدّر تھا قلم ایک ندو لاؤن کس جاسے مرے پاس دم ایک دم یو نہیں نذر کرونگا مجھے دم ایک ندو
--	---

دل بُری جائے پھنسا فاش تھر بڑھو عاشق  
نجات کا کل سچاں میں ہن خم ایک ندو

چو میں قدم فرشتے وہ انسان تمھیں تو ہو عاشق ہے حبیب روح وہ انسان تمھیں تو ہو قدم کا میں ایک سے ہے ایک یہاں ہوا کہتے نہ تھے کہ ہمسائے پاؤں گے با وفا کہتے ہیں ہمید مرتے ہو مرتے نہیں مگر اسے آرزو حسرت و امان نہ جائیو کا فریون گر تمھارے سوا دوسرے عشق	آنکھوں سے جو عزیز ہے جان تمھیں تو ہو سب جسکے جان نثار ہیں وہ جان تمھیں تو ہو ناوان کسے سمجھتے ہونا دان تمھیں تو ہو اب خاک میں ملا کے پشیمان تمھیں تو ہو ہاں حسن و لفریب کے خواہاں تمھیں تو ہو دل کو میں جو عزیز وہ مہمان تمھیں تو ہو دلین چارے کون ہے مان ان تمھیں تو ہو
---	--

دعویٰ پارسائی بھی ہے اور تیون کی یاد

عاشقِ نرالی سب سے مسلمان تھیں تو ہو

زاید از طرح

اسے غمِ شبِ فراق میں مہمان تھیں تو ہو  
غارت ہو اسے دل غم و اربابِ سنبھالنا  
اٹھکھیلیاں کبھی ہیں کبھی ناز و شوخیان  
بولے جو مئے اُن سے کہا آدمی بنو  
جس ل میں تو ہو اُس میں کیسا نہیں گزر  
جو کچھ ہوں عاشقِ نغمِ مریجان میں ہی ہو

میر سے رفیق دہم دم ہم جان تھیں تو ہو  
اس اُجڑی بستی کے بھی نگہبان تھیں تو ہو  
اے سروِ ناز سر و خرامان تھیں تو ہو  
ہاں سارے جانور میں اک انسان تھیں تو ہو  
تم خود مکین ہو اُس کے نگہبان تھیں تو ہو  
جو کچھ ہو دلبرِ ن میں مری جان تھیں تو ہو

ہن بانیِ جفا تھیں عاشقِ نغم نے کہا

اک باوقادائی میں اُن اُن تھیں تو ہو

باہم ملی ہے قاتل و مائل کی آرزو  
قدموں پہ لو مئے لگی بسمل کی آرزو  
اے شمع و انھیں بھی ہے کچھ لو لگی ہوئی  
غربت کا رنجِ قلبِ مسافر سے پوچھئے  
وہ سخت جان ہوں ایک بھی گردِ غنِ خطِ ن  
اُس آرزو کو آپ پہ گرد و بنِ شامین  
شکرِ صدائے قیس بہت بیکار ہے  
جی چاہتا ہے جان بھی اُس پر خدا کو دن  
خشکی میں رہنے والوں کو دریا سو فیض کیا  
پاماں ہو کے قدموں میں لایا گارِ نغم  
دیتے ہیں اُس گلی میں صد اہم یہ رات

ہن اُسکا دُعا دہ مرے دل کی آرزو  
یارِ یہ آرزو بنے قاتل کی آرزو  
پر داسنے کرتے ہیں تری محفل کی آرزو  
واماندگانِ دشت سے منزل کی آرزو  
خجری و ہارِ برہی و تاتل کی آرزو  
گردھونڈ لاؤ میرے مقابل کی آرزو  
بسمل ہوئی ہے صاحبِ محل کی آرزو  
جو دل سے پوچھتا ہے مرے دل کی آرزو  
موجِ ننگا لٹی نہیں ساحل کی آرزو  
کلے گی زیرِ تیغ ہی بسمل کی آرزو  
جو ہو سخی نکال دے سائل کی آرزو



ہم حسن لازم ال کے عاشق میں نہ ایدو کب ہے بتان حور شامل کی آرزو

عاشق جو ایک چاند کا لگاڑا بغل میں ہے  
آنکھوں کو اب نہیں مدہ کامل کی آرزو

### زاید از طرح

ارمان دن کا ہے نہ شب تار کی ہوں  
پتھر پین عدو پر کہ اُس بستان گیا  
ان اچھی شکل و لون کو توفیق نیک دے  
آیا نہ وہ - ہزار زمانے بدل گئے  
عارض کی آرزو نہ ترسے تل کی آرزو  
رکھتا ہے بے نصیب بحث سل کی آرزو  
یارب نہو خراب کسی دل کی آرزو  
نکلی کبھی نہ دل میں رہی دل کی آرزو

### غزلہائے غیر طرح دیوان ردیف و

تم نہ تصویر کی حسرت دیکھو  
ناصحا اسکی بھی صورت دیکھو  
زلف سے باد صبا ابھی ہے  
چین خود لے نہ ہمیں لینے دے  
دم وصلت طلبی کہتے ہیں  
بنتی ہے زیر فلک اور زمین  
پائے قاتل پہ پڑی لوٹتی ہے  
جان کھوتے ہیں مرے جاتے ہیں  
ہمنے جانا کہ کیا یا دہمین  
کیون چھڑکتے نہیں زخون نیک  
اجل آنے کا یقین ہے تو بھی  
دل گمراہ یہ کہتا ہے مجھے  
میری حسرت بھری صورت دیکھو  
نہ کرو ہم کو نصیحت دیکھو  
آگئی اسکی بھی شامت دیکھو  
دل کو ہے ہم سے عداوت دیکھو  
تم ذرا اپنی تو صورت دیکھو  
خاک اُڑاتی ہے یہ وحشت دیکھو  
حسرتوں کو بھی ہے حسرت دیکھو  
کیا بری ہوتی ہے چاہت دیکھو  
ہچکی آئی دم رخصت دیکھو  
دو نہ اتنی بھی اذیت دیکھو  
سہل انکاری غفلت دیکھو  
بشکدہ چھوڑ کے جنت دیکھو

ہمتو قائل ہیں تمہارے عاشق  
کس بلا کی ہے طبیعت دیکھو

اُنکے چہرہ کی سجاوٹ دیکھو  
ہائے کس ناز سے کہتے ہیں مجھے  
دیکھو مشتاق مرے جاتے ہیں  
منہ پھو اور بہک جاؤں گا  
ہے یہ الزام جبین سائی پر  
خواب میں مینے یا تھا بوسہ  
مجھ کو مرنے دو نہیں آجاؤ  
خون اغیار ہے بادہ تو نہیں  
وقت ضایع نہ کرو باتوں میں  
ہاتھ سے کھوؤ گے مجھ کو صاحب  
نیچان ہو کے ٹرپتا ہوں میں  
دیکھیں پر یان تو تصدق ہو جائیں  
مازیا نہ ہے بلا غمزدہ کاؤ  
جان جاتی ہے کہ رہتی ہے مرے  
دل دیا کام کیا ہے میں نے  
مجھ کو مرنے ہوئے دیکھا تو کہا  
کھائے جاتے ہیں نکدان کو ترے  
دل ہٹا جاتا ہے ان باتوں سے  
مجھ سے کہتے ہیں پرے ہٹ جانا

کیا غضب کی ہے بناوٹ دیکھو  
نہ کرو مجھے لگاوٹ دیکھو  
کیون اٹھاتے نہیں گھونگھٹ دیکھو  
نہ پلاؤ مجھے تلچھٹ دیکھو  
توڑتے ہو میری چوکھٹ دیکھو  
وہ پڑی چہرہ پہ سلوٹ دیکھو  
تم سلا دو کسی کروٹ دیکھو  
ابھی پی جاؤں گا غٹ غٹ دیکھو  
صبح ہو جائے گی جھٹ پٹ دیکھو  
ہے بُری روز کی جھنجھٹ دیکھو  
اُنکے خنجر کی رُکاوٹ دیکھو  
اُنکے ذہج دیکھو سجاوٹ دیکھو  
تو سن ناز ہے سرپٹ دیکھو  
پاس سے میرے ذرا ہٹ دیکھو  
بھصا پاؤ گے نہ جیوٹ دیکھو  
اب کسی اور کی چوکھٹ دیکھو  
میں مرے زخم بھی شہ نہ پھٹ دیکھو  
اُنکو ہر بات میں ہے ہٹ دیکھو  
گر کسی پاؤ نو کی آہٹ دیکھو

ہائے اس کھٹکے نے مارا شب وصل کہتے ہیں کسکی ہے آہٹ دیکھو

ہوں وہ عاشق کہ مرے مرقد پر  
روز بروز کا ہے جگمگ دیکھو

### دیگر غیر طرح دیوان

مازمین فتنے ہیں فتنوں میں شرارت دیکھو  
بیت کو ہم دیکھ کے پتھر ہوئے حیرت دیکھو  
آخری وقت میں بھی ساتھ نہ بکھرت رہا  
سہمگین آنکھوں سے دل لطف میں بھٹک دیکھو  
وحشت دل نے مری خاک اڑائی ایسی  
مر گئے خاک ہوئے رگدیز یا زمین ہم  
ذبح کے بعد ٹرپے نہیں دیتا ہرگز  
حور میں شوخی ہے ایسی نہ ملاحظہ کی  
گل رخسار کو چھوئے جو نسیم سخری  
مرتے تھے قتل یہ چنجر پہ بھی جانیں گے

چال میں آفتین آفت میں قیامت دیکھو  
بیت کرے باتیں یہ اللہ کی قدرت دیکھو  
دل نے کیا جان سبکی ہے یہ رفاقت دیکھو  
اگر نہ دیکھی ہو تو آؤ شب فرقت دیکھو  
جا چڑھی جرج برین پر مری تربت دیکھو  
کرو یا مال نکالو کوئی حسرت دیکھو  
رحم قاتل کا ذرا دیکھو مروت دیکھو  
اسکی صورت سے کہاں مٹی ہی صورت دیکھو  
رنگ مر جھائے نزاکت سے نزاکت دیکھو  
ہو گئی اور محبت میں محبت دیکھو

کسی کروٹ کسی پہلو تو سلا دو اسکو  
عاشق خستہ کی تم آن کے حالت دیکھو

کیون دم باز پسین تم مری صورت دیکھو  
لوٹتی رہتی ہے قدموں پہ سدا قاتل کے  
وصل میں یہ کبھی آئی نہ وہ ہجر نہیں کبھی  
مجھ کو آنکھوں سے گراتے ہو سبک کرتے ہو  
پانوں میں لوٹنے دیتا نہیں متاقل ہمکو  
غیر کی شکل سے ہو جان کی نفرت دیکھو  
جان کے ساتھ بھی جاتی نہیں حسرت دیکھو  
یاس و امید میں ہے کسی رقابت دیکھو  
غیر کو سر پہ چڑھاتے ہو نزاکت دیکھو  
حسرتوں کی بھی نکلتی نہیں حسرت دیکھو

تشنہ وصل ہوں مر جاؤں گا مر جاؤں گا دام کیا بلکہ اڑا سناست زمین کو لیسکر کیون بس سکنے دو یہ احسان کرو بس	موت گرجا ہو مری دیکھے یہ شربت دیکھو نا توانی مین ہے یہ حید کی ہمت دیکھو ایک باہنی ماتھ مین ہو جائے گا رخصت دیکھو
---	--

آئینہ دیکھ کے تم اور مگر رہو سگے  
اپنے عاشق کی دل صاف مین دیکھو

### ایضاً

شب غم مین نہ دل زار کی حالت دیکھو تم سہ ہمارے تو گئی جان بھی نصیب غم کی نہیں ملتا یہ گلے عید بجز خنجر کے مختصر سننے فسانہ تو شب وصل کا ہے سیر گردیکھو تو بسمل کو تر بنے دو ذرا شوق دیدار مین قاتل کی تھی نہ محبت ساتھ لیجائیں گے امت کو بھی جنت مین مشک خون بن کے چھپا ہو کے خجل نامہ مین خط ہرزخم نے پائی ہے ہلائی صورت	سنگدل ہو کر آجائیںگی رقت دیکھو آنکھیں دار گہنیں دیدار کی حسرت دیکھو دل بسمل کا ذرا شوق شہادت دیکھو طول ہوتی ہے شب غم کی حکایت دیکھو چھڑ کو زخون پہ نمل لطف راحت دیکھو حاک پائیںگی کہاں کیون مری تربت دیکھو حشر مین شافع محشر کی شفاعت دیکھو عہد مین زلف صنم کی سہ بہ نکہت دیکھو کشتہ ابرو سے خمار کی حالت دیکھو
--	---

دین و دنیا کی خبر رہتی نہیں کچھ عاشق  
ہائے کجخت بُری ہوتی ہے جاہت دیکھو

### غزل چارم ایضاً

گالیان آنکھی ہو مین ہما و غنیمت دیکھو غیر کی کرتے ہین وہ مجھے شکایت دیکھو خون چٹایا ہے کلچ سے لگا کر اسکو	نکد الحمد کہ ہوتی چلی رغبت دیکھو پھر ہوئی میری طرف چشم غایت دیکھو ہمنے کی خنجر قاتل کی یہ دعوت دیکھو
---	--

لوٹ لین گئے تری جوین کی ہمارے زمین سہ کو شمشیر کے خط سہ کو زخم خنجر ٹھوکرین کھاتا ہوں مگر سنبھالو لکھو مصطفیٰؐ پر ترے دل نہیں مل ہے میرا کہتے ہیں چارہ گروں سے کہ یہ بچارہ ہے دیکھو حاتم سے سوا ہوگی تمہاری شہرت	ہاں لٹاؤ نہیں تم حسن کی دولت دیکھو یہ ملا حسن کی سہ کار سے خلوت دیکھو رہز و وساتھ بھالو مری غربت دیکھو رات دن کرتا ہے حافظ یہ تلاوت دیکھو ایسے بیمار کو کب ہوتی ہے صحت دیکھو کرو اقرار وفا لطف سخاوت دیکھو
---	---

انکے انکار یہ کرتا ہے جو عاشق ہزار  
کہتے ہیں غیر سے وہ اسکی جہالت دیکھو

### ردیف یا ہشتانی دیوان

کہاں تک نہوتی بسر ہو گئی ہوئی جس طرح سے بسر ہو گئی دعا کے سحر با اثر ہو گئی لو من جاؤ تقصیر گر ہو گئی نظر غیر سے پھر کے مجھ پر ہوئی اشاروں اشاروں میں دل لے گئی لے درہم داغ کھائے کو جب شب ہجر یوں کاٹ دیتے ہیں ہم نظر ہو گئی غنہ کی زلف کو بلا میں تری زلف کی جا بھنسے دلا جھوٹا گیسو کہ بھنس جائے گا عدم سے بھی کچھ ہے پرے کیا کوں	شب ہجر آخر سر ہو گئی گئے شب ہوئی کہہ سر ہو گئی محبت کی تیری نظر ہو گئی کہ محبت میں بس دو پہر ہو گئی قضا بھی ادھر سے ادھر ہو گئی نظر انکی کیا مفت بر ہو گئی تو تھوڑی بہت میں بسر ہو گئی تصور میں رخ کے سحر ہو گئی بلا سے ہماری اگر ہو گئی ہماری نظر کو نظر ہو گئی خطا اگر یہ بار دگر ہو گئی مری تاب انکی کمر ہو گئی
---	---

کہ تیرہ ہماری سحر ہو گئی	کہین چہرہ پر چھا گئی اسکی زلف
قیامت کہین نامہ بر ہو گئی	وہ آئے کا افسار کر گئے ہیں گر
ہماری خبر بے خبر ہو گئی	جو پوچھے کوئی کیا بتائیں اسے

صفائی نے عاشق کیا انکو صاف  
صفائی نہ ہوتی مگر ہو گئی

### نہ انداز طرح

دوا باعثِ دردِ سہ ہو گئی	دعا ہجر کی بے اثر ہو گئی
قیامت بس اے فتنہ گر ہو گئی	اٹھاتا ہے کیوں مجکو ٹھکر کے قبر
تھکاری تھین کو نظر ہو گئی	کہا تھا کہ آئینہ دیکھو نہ تم
مری آہ گر بے اثر ہو گئی	فغانِ رسا کچھ دکھاتو ہی زور
غضب چاندنی پرودہ در ہو گئی	نہ آئے وہ شبِ خوفِ اغیار سے
یقین جانے دوپہر ہو گئی	اٹھی اُنکے چہرہ سے شب کو نقاب
یہی سدا رہ سفر ہو گئی	ٹھہرنا بڑا ہم کو امید سے
مصیبت مری جان پر ہو گئی	شب وصل روٹھے غضب ہو گیا
ہمین یاسِ وقتِ سفر ہو گئی	لگی بیکسی رونے ارمان سے
بڑھی جب جیسا پردہ در ہو گئی	گھٹی شرم گھبرا کے اٹا نقاب
اجل بھی کئی بار ٹھہر ہو گئی	ہوا محو ایسا نہ پایا نشان
زبان میری زنجیر در ہو گئی	عدو سے کہڑ کتی جھڑپ ہی رہی

برائین کی عاشق ابیدین بھی  
اندر مہر کی گردِ ادھر ہو گئی

گو نہیں دل سے ہمنشین بنتی      بے بنائے مگر نہیں بنتی

<p>دوست سے وقت واپسین بنتی آسمان کے تلے زمین بنتی اور فغان لب پہ آفسرین بنتی میری تربت بھی عنبرین بنتی آنکھ لڑتی جو شرگین بنتی جان پر بنتی ہے نہیں بنتی میری اور تیزی مہ جبین بنتی زلف ہی مار آستین بنتی آرو تھی جو آستین بنتی غیر کی بات ہی بہین بنتی</p>	<p>بات غیر دین میں کیوں بگڑتی گر خاک اڑاتے جو آپکے وحشی تم گر آتے تو شکوے ہوتے شکر عنبرین زلف گر وہ پھیلاتا ہائے نیر سے بناوین تھا بھار موت اور زلیست کی شب غم میں گر کسی سے نہ بنتی غم کیسا تھا آنکھ گر لگ گئی تھی دشمن سے چادر اشک چشم گریان سے ہم کو روز جزا ملے گی داد</p>
--	--

وہ ہے نازک لو اپنی بھی عاشق  
نا توانی ہے نازن بن بنتی

### زنا یدار طرح

<p>ہم نہ مرتے اگر کہیں بنتی ہی جلیے کیسا نہیں بنتی سحر و زلف کی نہیں بنتی اور بھی جان پہ ہمنشین بنتی تو بھی تنگی سے آستین بنتی روز اک تازہ آستین بنتی رند سے رند کی نہیں بنتی وہ کہیں غیر سے نہیں بنتی</p>	<p>ان بتوں سے کہیں نہیں بنتی سوزِ الفت سے دل نہ گھبرا تو بحث طو لایمون میں پنتی ہے گر بگڑتے نہیں وہ وصل کی شب دامن دشت بھی جو بل بساتا دشت شوق ان کا گرجہ لیتا اب خرابہ میں بھی خرابہ ہے پھر تو اپنا دماغ عرش پر ہو</p>
--	---

دو در دل سے ہے آسمان بنتا نیرو شبہائے تار سے میری نقشِ پائے تر سے فلک نے کہا خاک ڈالو بتوں پہ کعبہ چلو	میری مٹی سے ہے زمین بنتی کیا عجب چشمِ سرِ گمین بنتی کیون ہماری نہیں زمین بنتی عاشق اُن سے اگر نہیں بنتی
---	--

خوب باتیں بگھاریے عاشق  
کہ نہیں بے چٹان چنیں بنتی

نہیں آسان نہیں آسان تلاشِ دل سے ملتا ہے اگر وہ ششہ مخون تو پیاسیہ شہادت کا طیشِ موتی نہیں لیلِ دل مخون گم گز دلِ عشاق و مانِ بسل ہیں پناہِ حیرتِ برت یہ میرا دوست ہو ظاہر میں اور مخون باطن میں صدِ انجیر کی اسین سے اسین شوگر کشتیج نصیحت گر سے کہد وہ ہم اسیرِ امِ کامل میں سہارا ہے دعا کے بے اثر کا زندگی اپنی یہ مانا ہے ملتا ہے بہت غیرِ دل وہ کا تڑپتی ہیں ہزاروں حسرتیں لاکھوں تمنائیں بھٹکتا بھرنی ابدِ جل بدینہ کی طرف سیدھا	سیرِ غمِ مندری گم گشتگانِ مشکل سے ملتا ہے لبِ شمشیرِ قاتل بھی لبِ بسل سے ملتا ہے قرارِ اسکو مگر کچھ جنبشِ محفل سے ملتا ہے ہمارا عہدہ بھی ابھی محفل سے ملتا ہے خواصِ دل بھی کچھ عادتِ قاتل سے ملتا ہے ہمارا نالہ دلِ نعرہ قاتل سے ملتا ہے لکھنے میں تھیں کیا عاشقِ کامل سے ملتا ہے تو مگر سے نہیں ملتا ہے جو سال سے ملتا ہے مگر جب سے ملتا ہے کبھی تو دل سے ملتا ہے کہ جسدِ امِ ایک بسل دوسرے بسل سے ملتا ہے کہ رستہ غلہ کا بیشک انی مندری سے ملتا ہے
--	--

مے عاشق سے جو کوئی لے راہِ خدا اسکو  
وہ بھولے راہِ کیوں جو مرشدِ کامل سے ملتا ہے

زاید از طرح

جو بسل سر کھٹ ہو کر کبھی قاتل سے ملتا ہے گلے سے تیغِ لجامی ہے جگر دل سے ملتا ہے
--





<p>ابھی تھوڑی سے رات آئی ہے ساتھ جائیگی ساتھ آئی ہے تن بے جان میں جان آئی ہے میں ہوں اور فوج خدا کی ہے نجد میں خاک کیوں اڑائی ہے کہتے ہیں تیغ آزمائی ہے اپنی تقدیر آزمائی ہے واہ کیا خوب آشنائی ہے متکو آتش کی دُ مائی ہے وہی دُزا اور جھوٹائی ہے زاہدوں کی یہ پارسائی ہے بے وفائی میں با وفائی ہے جو نہ جینے دے وہ جُدا ئی ہے</p>	<p>ٹھہرا ہے جان جان خدا کے لئے سب سے بڑھکر اجل رفیق رہی وعدہ وصل سنکے اسے قاصد تو ہے اور بزمِ غیر ہے ہر دم کوئی سمجھائے جا کے مجھوں کو بیان بہت جان سے گئے اور وہ سُتر جھکایا ہے زیر تیغ صنم آشنا نا شناس میں سارے اسے تو بس جفا کی حد نہ رہی اب ٹھکانا نہیں کہیں اپنا لب پہ توبہ تو دل میں یادِ صنم غیر سے بے وفائی کر کیجے جو نہ مرنے دے وہ تری امیت</p>
--	--

درِ حضرت یہ پہونچے ہو عاشق  
راہِ جنت کی خوب پائی ہے

<p>ابھی کفر ایمان ہوا چاہتا ہے نمکان سے پیمان ہوا چاہتا ہے کہ دامن گریبان ہوا چاہتا ہے قضا سے پشیمان ہوا چاہتا ہے نیا ساز و سامان ہوا چاہتا ہے مرا شکوہ احسان ہوا چاہتا ہے</p>	<p>کوئی آج مہمان ہوا چاہتا ہے گلِ زخمِ خندان ہوا چاہتا ہے گلگو گیریہ بھی کوئی دم میں ہو گا ٹھکانا نہیں دم تر سے ہجر میں کیوں وہ بچہ ہے اٹھتی جوانی کا جو بن شکایت ہوئی شکرِ لب پہ آئی</p>
--	---

وہ افسردہ دل ہوں مگر دلیر ہوں بچکنے نہ دیگی کہیں ناتوانی کوئی یوں تسلی دے مجھ کو اتنی ترا مال ہے یا اتنی سببانا	پشیمان ارمان ہوا چاہتا ہے مرا گھر بھی زندان ہوا چاہتا ہے وہ خزانہ کا خزانہ ہوا چاہتا ہے وہ ایمان کا خزانہ ہوا چاہتا ہے
--	---

اسے کیا ہے مشکل کہ عاشق ہے کامل  
نرا وصل آسان ہوا چاہتا ہے

### نایدا از طرح

دل اس بت بہ قربان ہوا چاہتا ہے کوئی رشک سلمان ہوا چاہتا ہے تصور میں مین بیان بتانیری و بنے گایہ آؤ نہ گوشش اُنکا ذرا غیر کی شکل و صورت تو دیکھو بڑھے ماتحہ دل نہ پہلو کی کیونکر	بھرا گھر یہ ویران ہوا چاہتا ہے یہ ایمان وہ ایمان ہوا چاہتا ہے مرا گھر رستان ہوا چاہتا ہے دُرا شک غلطان ہوا چاہتا ہے یہ حیوان انسان ہوا چاہتا ہے کہ ارمان مہمان ہوا چاہتا ہے
--	--

تری جتوین کہہ رہی ہیں غلام  
کہ عاشق سے بیان ہوا چاہتا ہے

قسمت میں جیون نہ مرے وہ نصیب سیدھی جو توری ہے ہمارے نصیب بندھے نرگس بیمار کی خبر وہ خود مریض نرگس بیمار یا ہے عاشق کے پاس کچھ نہیں جو عشق چاہی محفل میں ترے بار ہوا نظارہ کے لئے	ہے دگر لاک لاکھ طرح کی رقیب سے کچھ روٹھکود آئے ہیں بیشک قیب سے کس کس کو کھا گئی ہے یہ پوچھو طبیب سے امید چارہ ہو بھی تو کیا ہو طبیب سے باز آئے ہم جناب بس ایسے ادیب سے ہم غرض نہیں ہے بعید و قریب سے
---	---

سوز درون کے شعلے سے نہان میں بیخ	ایسا نہیں مرض کا چھانا طیب سے
ہم غیر کرتے تھے دل کی خبر نہ تھی	دشمن یہ دیکھنے نکل آیا قریب سے
پشیمانی سے باغ جہان میں میں ہم ٹھہر	شکوہ نہ گل سے ہے نہ گلہ عذاب سے
پارینہ یا ربھی ہمیں بہانے نہیں	نا آشنا ہوئے ہیں کچھ ایسے نصیب سے
رونا رقیب ہے ہمیں کیوں جہان میں	ہے ہے حبیب کی نہیں نئی حبیب سے
صد شکر ہے کہ گردن قاتل میں خم پڑا	بجھان ملکا جھک کے امیر و غریب سے
چرخ چلے ہیرے نالوں کا یوں بام حرج	کسی صدمے و دردی آئی قریب سے
بیار عشق غیر ہے وہ غیرت مستحکم	اللہ ہی بچائے بس ایسے طیب سے
ریش دراز شجر کی صافی بنائیں گے	کار بھی چھنے گی آج ہماری رقیب سے
کل بنے شیخ جی کو بھی دیکھا ہے بھونٹ	ظاہر میں یہ دکھائی دے لے تھے غریب سے

ہے پاس غیر انکو تو پھر کیوں بری نہیں  
عاشق وہ بات کرنے لگے کیوں غریب سے

### زاید از طرح

کوین سے غرض عزیز و قریب سے	اللہ سے غرض ہے اور اس کے حبیب سے
وہ حال زار تھا ترے بیمار کا شیب	یعنی ہوئی نصیب کروٹ نصیب سے
تنے شب فراق کے نالے سنے نہیں	نکڑے ہو چرخ جنگی صدمے میں سے
کیوں آئین ہیر پاس بلائیں وہ کیوں مجھ	رابطہ انکو رکھنا بھی ہو شریف و نجیب سے

تا نیر اس کے نغمہ میں اپنے کلام میں  
عاشق مناسبت ہے ہمیں عندیاب سے

برق کی مانند آنا کوئی تھے سیکھ جائے	شکل سایہ و بکے جانا کوئی تھے سیکھ جائے
نیم سہل چھوڑ جانا کوئی تھے سیکھ جائے	قتل کر کے مسکرا نا کوئی تھے سیکھ جائے

<p>خواب غفلت ہی گنا کوئی تھے سیکھ جائے      ترجیحی نظروں کا ملانا کوئی تھے سیکھ جائے      اسکو مٹی میں ملانا کوئی تھے سیکھ جائے      رات کو چھپ چھپ کے جانا کوئی تھے سیکھ جائے      ہر رگ و پے میں سنا کوئی تھے سیکھ جائے      ہجر کی شب کا بڑھانا کوئی تھے سیکھ جائے      بولے رہن بن کے اتنا کوئی تھے سیکھ جائے      ہو بیان نادان کہ دانا کوئی تھے سیکھ جائے      راہ پر گھر کو لانا کوئی تھے سیکھ جائے      تم ہو بچائے زما کوئی تھے سیکھ جائے      بھاؤ غمزدہ کا بتانا کوئی تھے سیکھ جائے      یوں تڑپتے چھوڑ جانا کوئی تھے سیکھ جائے      اور روئے کو رد لانا کوئی تھے سیکھ جائے      ہنستی صورت کو رولانا کوئی تھے سیکھ جائے      راست کج رو کا بنانا کوئی تھے سیکھ جائے</p>	<p>یہ نجانی میں جو غش آجائے تو ٹھکراؤ غم      دل مقابل کر کے میرے زخم کھائے دیکھ      سفت کھو تا دل گونا کوئی مجھے سیکھ لے      بیکی و ناتوانی کوئی میری دیکھ جائے      تیری بیکھانی جو بوجھے کوئی مجھے بوجھ لے      غم گذری راہ کھتے پر نہ آئے تم سنبھلی      دل کند زلفت پہونچا جب انکی نرم میں      عاشقی کے فن میں امی عاشق بڑے آستاد      حضرت دل بت کو لاسہ پر لگالاتے ہوم      بیچ و چاری کے یہ لیلیٰ مشیرین میں تھے      یہ پھرک چتون کی یہ انداز اور یہ بانگین      ایسے حال ار بر بے رحمان سفاکیان      ابر نیسان پر بڑی برق تہنم آیکی      خواب میں بھی غیر کو ہمراہ اپنے لائی تم      گردش چشم سے جرج کو جب کرا دیا</p>
---	---

اشک سوزن میرے عاشق کھیکہ نہیں  
 آگ پانی میں لگانا کوئی تھے سیکھ جائے

### زائد از طرح

<p>اچھے بھون کو لانا کوئی تھے سیکھ جائے      اپنے یوسف کا سنا کوئی تھے سیکھ جائے      تیرہ شب کا دن بتانا کوئی تھے سیکھ جائے</p>	<p>جھوٹ سچ باتیں بنا کوئی تھے سیکھ جائے      پیادہ غیب کا جھنکا نا کوئی تھے سیکھ جائے      زلف کو رخسار سے اپنے ہٹا دتی ہو تم</p>
--	---

مچو دشمن سے بھڑانا آپ ہی کا کام ہے	شیر سے بکری لڑانا کوئی تیسے سیکھ جائے
خون پینا رنج سہنا کوئی مجھ سے سیکھ لے	دل بچھے کو یوں جھلانا کوئی تیسے سیکھ جائے
تیرے بچپن کا زمانا کوئی مجھ سے بوجھ لے	بچھلی باتوں کا بھلانا کوئی تیسے سیکھ جائے

باتیں ایمان کی کوئی سیکھے تو عاشق ہو جاتی  
فیلسوفی کا سکھانا کوئی تیسے سیکھ جائے

عالم میں ایسے عشق کا چرچا ہی اور ہے گلگشت باغ اور ہے جنت کی سیر اور صورت سوال جان کے کہتے ہیں بھلو دور عاشق کو یہ بُرا کہے زاہد کو وہ بُرا شوخی میں غمزہ غمزہ میں صدا شہزادین ہم تھک گئے پہ راہ عدم طے ہمیں کوئی وہ غم سے بے سے بھی گھر میں نہیں ملے ایسا سڈول انگوٹیا ہے ناز نے کافی تھکا رہنے نہ پایا جہان میں سزا ہوں آپ پر نہیں آتی اجل مری تھا ہرین گوشت عشق مجازی، ہمیں مگر تم کہنے پر اٹھیں ہوں ہزاروں ہلو کیا ناز و نیازِ غیر کی پروا کسے یہاں دیکھا تھا آپ نے جو - وہ خون ہو کچھ بگیا نہرانی میں کیا تھا جو عدم ہی اور تھا	ہم جس جہان میں ہیں وہ دنیا ہی اور ہے برداغ دل کا اپنے تماشای اور ہے ہم ہلکتے ہیں تیری تمنا ہی اور ہے حور و بری میں واہ یہ جھگڑا ہی اور ہے اور چشم نقشہ زاکا اشار ہی اور ہے جتنا چلے میں فاصلہ آٹنا ہی اور ہے ریگ روان کی طرح یہ دھوکا ہی اور ہے پر یوں کا خول ہے یہ سراپا ہی اور ہے ہمزاد لیکن آپکا ایسا ہی اور ہے سب جھگڑوں سے نرالا یہ جھگڑا ہی اور ہے دل کی پوچھئے کہ تمنا ہی اور ہے ٹھکرائے جو ہمیں وہ سیما ہی اور ہے ہم جسکوں میں لین گئے وہ سودا ہی اور ہے کایا بلٹ ہو یا یہ تلجا ہی اور ہے جسکے گواہ تم ہو وہ دعا ہی اور ہے
---	--

چسکی کی چاٹ شیخ کو عاشق بُری پڑی

بہکا ہوا ہے اسکا ارادہ ہی اور ہے

### زاید از طرح

سودا فی جبکہ ہم ہیں وہ سودا ہی رہے	دل بیچ کر کچھ آب کے خرید ہی اور ہے
تبیح کے امام کو جسکی خبر نہیں	زادہ کیسے لینے کا رستا ہی اور ہے
انداز و ناز اور سینوں میں بھی سہی	نام خدا پر آپکا نقشہ ہی اور ہے
دیکھے کوئی کہ شیخ کی بگڑی کدھر گئی	بزم تباہ میں آج تماشا ہی اور ہے
بھینسی ہوا ہے ابرہے بھلی ہے باغ ہے	جینک سے چشم یاز کا ایسا ہی اور ہے
بسل تولوٹے تھے پگلی طیش سے آج	خنجر تڑپ رہے ہیں تماشا ہی اور ہے

مرا ہوں ایسے بت یہ کہ عاشق یہ ہے خدا

یہ قدرت خدا کا تماشا ہی اور ہے

ہجوم پاس و حسرت وہ نہیں ہے	بری پہلی سی قسمت وہ نہیں ہے
تھاری گریہ و طبیعت وہ نہیں ہے	سناو اپنی بھی سیرت وہ نہیں ہے
شاؤ جتنا جی چاہے مٹاؤ	بگڑ جائے یہ صورت وہ نہیں ہے
تھاری کیا ہو میں پہلی سی باتیں	عداوت یا محبت وہ نہیں ہے
نہیں ہے خواہش دمان ہمیں اب	طبیعیہ طبیعت وہ نہیں ہے
پئے مے کی عوض آب بکشا کو	پھسل جائے یہ نیت وہ نہیں ہے
اتھی پھر بہار آتی چمن میں	ہیں موت سے وحشت وہ نہیں ہے
تھی محویت سے محویت دم مرگ	نشان ہو میری تربت وہ نہیں ہے
عدو کو میرا کھٹکا مجھ کو اسکا	جسے کہتے ہیں احب وہ نہیں ہے
دم مرگ اُسے بدن پر دھرا ماتھر	یہ کبک در و فرقت وہ نہیں ہے

غنیمت سمجھو اسکی یاد عاشق

جو گزرے، غم غنیمت وہ نہیں ہے

### زمانہ از طرح

<p>بیمیں اب جو شوقِ حشت وہ نہیں ہے  نہ کم ہو جب تلک لفتِ عدو سے  ہزاروں لوٹتے ہیں اُنکا جو بن  نہ ٹوٹے رشتہ اُمرِ مصیبت  بگڑتے ہو جو اک اک بات پر تم  عدو کے گھر وہ سوئے بنگے تقدیر  نکل رخسار سے کیا نکل کو نسبت  کن انکھیوں سے کبھی ہن دیکھ لیتے  گل و صہبا و تہنہ بیچ میں سب  گھٹی عمر اور بڑھی حسرتِ غضب  دل و جان چشمِ غار تگرے لوٹے</p>	<p>غمِ دل کی شکایت وہ نہیں ہے  لو تم پر سرت وہ نہیں ہے  جو گھٹ جائے یہ دولت وہ نہیں ہے  مگر ٹوٹے یہ ہمت وہ نہیں ہے  سنو جائے یہ سیرت وہ نہیں ہے  کہوں گر خوابِ غفلت وہ نہیں ہے  اگر رنگت ہو نکہت وہ نہیں ہے  زہے قسمت کہ نفرت وہ نہیں ہے  کرین کیا خاکِ عشرت وہ نہیں ہے  جو پہلے تھی قناعت وہ نہیں ہے  رہی حسرتِ غنیمت وہ نہیں ہے</p>
---	---

بدلتا ہے زمانہ رنگِ عاشق

جو تھی کل آج صورت وہ نہیں ہے

<p>خوشی کرے کوئی کیونکر قضا کے آشکی  ابھی تو عمر نہیں ہے حیا کے آنے کی  سکھائی جینے فلک کو بھی کجروی ہدم  تمام غم و گلِ منتہے منتہے لوٹ گئے  خیال کا کل جانان کی آمد آمد ہے  کیسے خون سے تلوے رنگے ہیں مقلین</p>	<p>ہے یاس جا کے دل بتلا کے آنے کی  عجیب خوب ہے تمھاری نجا کے آنے کی  وہ ٹیڑھی چال ہے اُس کجرا کے آنے کی  خوشی ہوئی یہ تیرے مُسکرا کے آنے کی  شبِ فراق ہو جیسے بلا کے آنے کی  اڑائی اپنے رنگِ خا کے آنے کی</p>
--	---



یہ کون کہنا ہے بزمِ عدوین آپ رہے	نرالی طرز ہے تیوری چڑھا کے آنے کی
بڑھے نہ شوق قدیموس کیونکہ محشر میں	کہ ہے امید رسول خدا کے آنے کی
سنگھائی ہے مجھے عطرِ بہار کی خوشبو	نسیم لائی خبر دلربا کے آنے کی
گھڑی تضاکی بھی اسے ہفتین میں ہے	ستم ہے حد نہیں اس میوفا کے آنے کی
پیام یکے گسا جو جواب یہ لایا	خبر ہے گرم دل بتلا کے آنے کی
جواؤ تم تو رہے منتظر لبوں پر چلن	وگر نہ راہ نہ دیکھے تضا گئے کی
امیدوار کیا کتنے جلد وعدہ پر	قسم بھی کھائی تو روز جزا کے آنے کی
بگڑ نہ جاے کہیں خون سے دمِ خنجر	گئے جب آپ تو ہے یاس جا کے آنے کی
نبام مستقل اچھا پھرین نہ ڈانواں ڈلی	خوشی نہ کیونکہ ہو دار فنا کے آنے کی

تھیں بھی چھپڑیں ہم بھی ہیں چھپڑے عاشق  
بکا لو چھپڑ نہ اب تم حیا کے آنے کی

### زاید از طرح

یہ آرزو ہے کہ پوچھوں تری کمر کا حال	گھڑی ملے جو دل بتلا کے آنے کی
پتیں گے بادہ نہ ہم شیخ جی مگر یہ کیا	خبر ملی ترے جسکی چڑھا کے آنے کی
لگا کے ہاتھ میں بندھی ہے آرزو نکلو	صدائے طائر رنگ خا کے آنے کی

یہ جانتے ہیں تھیں جھنگیان میں عاشق  
بری ہوئی ہے یہ عادت سدا کے آنے کی

ہمتو دفا کرین گے وہ چاہے جفا کرے	دشمن ہمارا ہوتا ہے عالم ہوا کرے
----------------------------------	---------------------------------

<p>وعدہ ہو مجھ سے اور عدو سے وفا کرے          وروزبان عاشق بخود رہے درود          مجھ کو دینے فریب کچھ اسکا نہیں ہے غم          خاصیت اپنی عمر کی اور اسکی ایک ہے          ہرگز نہ ماتمہ غیر کے آئے گی آرزو          شتاق قتل کہتا ہے قاتل سے ہر گھڑی          وصل صنم نصیب ہو یا موت ہو قریب          کین جیسی جیسی تو نے وفادار بن کے چرخ          بھرتے ہیں اس امید میں کہ دین کے شبکی بات          چیتوں لڑاکے دم میں جو دم کو نکال لے          کیوں ہم نہ کہتے تھے تھیں شمن ٹرائین گے          شامل گراستحان میں کر لے عدو کو بھی          بسل وہ جسکے حال پہ قاتل کو رحم آئے</p>	<p>جب بس نہ چل سکے تو کٹا اسکا کیا کرے          ہر دم خدا خدا کرے ایسا خدا کرے          لیکن یہ لطف ہے کہ عدو سے دعا کرے          گریہ بھی باوفا ہو تو وہ بھی وفا کرے          مان میری آرزو کی گرا التجا کرے          خنجر تھارے ہاتھ میں ہر دم ہو اکبرے          لازم ہے اپنے دل کو یہی اب دعا کرے          ایسی تو سختیاں نہ کوئی بیوفا کرے          گر کچھ اشارہ آنکھ سے وہ بت ذرا کرے          تو تم بناو ایسے کا پھر کوئی کیسا کرے          روکے سے جو نہ مانے کوئی اسکا کیا کرے          ہے عید پھر تو روز ستم وہ نیا کرے          کشتہ وہ ہے جسے لب خنجر دعا کرے</p>
--	--

عاشق وہی دلاتا ہے دینا بھی ہے وہی

مقدور اور کسکو جو دولت عطا کرے

### زاید از طرح

<p>کونے صنم میں کہتا تھا عاشق بھلا کرے          کہنے وفا کو اس سے تو الٹی جفا کرے</p>	<p>بوسہ کوئی ملے تو یہ دل سے دعا کرے          ایسے ستم شعار سے کون التجا کرے</p>
---	--

<p>لیکن نگاہ لطف بھی گاہے ہوا کرے شاہی کی کب ہوس ترے در کا لاکرے دریائی گر خدا ترے در کی عطا کرے بیل نیکو نہ فوجہ غم کی صدا کرے لیکن نہ میرے دوست کو مجھ سے جدا کرے یہ رند بادہ کش اسے رشوت دیا کرے</p>	<p>مرزا قبول روز ستم وہ نیا کرے عالی وہ بار کا ہے فخر نسل تری شرکان چشم شوق سے جا رو بکشت ہونا گلشن میں آج بھول میں فصل بہار کے تن سر سے گر جدا کرے کوئی تو غم نہیں دو پیالیوں میں ہو گا محب اس کا محتاسب</p>
---	---

عاشق فسانہ سننے کا اگر شوق ہے اُسے  
کبد و ہمارا قصہ فرقت سنا کرے

<p>روئے پر ہنسنا ہے جو کب نہ زمانہ دیدہ ہے سوتے فتنے کیوں نہ جا گین بخت ہی خوابیدہ ہے اپنی گویا کمر میرا تن کا ہیدہ ہے حق یہ ہے وہ بندہ فہیدہ و سنجیدہ ہے رب دریا وہ آیا جو خانا لیدہ ہے اختلاط غیر کیوں وہ مردنا سنجیدہ ہے فقرہ فقرہ ہر گرہ کا معنی پیچیدہ ہے مین نہ کہتا تھا کہ پہلو میں دل تفتیدہ ہے پائمالی کے لئے وہ سبزہ سان ویدہ ہے ایک عالم جیسے مفتون اک جہان گردیدہ ہے تو ہوا آزدہ تو ہر یک ہم رنجیدہ ہے</p>	<p>جو کوئی ہنستے پر روتا ہے بہت فہیدہ ہے دلین رکھتا تھا داکرناہ چونکے رشک غیر لاغری کی حد نہیں ڈھونڈا نہیں مٹا کہین حق کو حق اور ماسوا کو خلق جانے جو کوئی باتھ کی مچھلی سے ساری مچھلیاں بنیں تیار تم لو بھولوں میں پر ہے خارا کٹھکا مجھے زلف میں پھنسنے کا مطلب بل سمجھ سکتا نہیں سوز حیران سے جلے قاتل ترے تیرے کچھ کب لکھ کو ب حوادث سے ہے عاشق کو نجات کون ہے وہ تو ہی تو ہے تیری وحدت نامی جان سے بیزار دل اور دل سے جان بیزار ہے</p>
--	--

تا تو انی تیر کی ہے سوز حیران ہے غضب  
حال عاشق کچھ نہ پوچھو مئے آتش دیدہ ہے

## زاید از طرح

کاکل چیدہ جانان میں دل چیدہ ہے کوئی گل چیدہ ہے کوئی خار ستر چیدہ ہے بادہ خون جگر کے واسطے ہے جان کبا شعلہ نائے آتش ہجران سے ہو خوف کیا بے پلان چرخ اک اور بروین بیان و ہلا	جیسا ہے معشوق چیدہ ویسا ہی گل چیدہ ہے کوئی دلبر دیدہ ہے کوئی سمندر دیدہ ہے مے ہے ایسی اور گز کا پناہ دل تغیدہ ہے چشم دریا بار میں طوفان رشک دیدہ ہے ایک مصرع سے یہ کیسا دوسرا چیدہ ہے
--	---

غیر کے کہنے سے عاشق کو لایا خاک میں  
اب ستم کس پر کرے مجبور ہے رنجیدہ ہے

تم کا میاں آپ آئے نہ آئے تصور میں ہے انکا ماتھ دل پر شبِ مہ کا کیا افسار لیکن گئی ہے بنکے قاصد تا تو انی بہت ہے مختصر اعمال نامہ یہ کہتے ہیں پس چلمن وہ مجھ سے نہ انٹھین گے اُسے گرو پکھ لین گے مے وحدت سمجھ کر پی لے زاہد کسی کی زلف پیچان سے نکل کر	مرے خط کا جواب آئے نہ آئے اب اس مضطر کو تاب آئے نہ آئے وہ ہو کر بے حجاب آئے نہ آئے اجل اب ہم کا ب آئے نہ آئے مرا اس میں حساب آئے نہ آئے تجھے جلوے کی تاب آئے نہ آئے ہمیں پھر ایسا خواب آئے نہ آئے کہ پھر دورِ شراب آئے نہ آئے دل خانہ خراب آئے نہ آئے
---	---

نہ عشق صحیف رخ چھوڑ عاشق  
کہ ماتھ ایسی کتاب آئے نہ آئے

## زاید از طرح

وہ رشک ماہتاب آئے نہ آئے	مجھے مرقد میں خواب آئے نہ آئے
--------------------------	-------------------------------

یہ کہنا شرم اس پر وہ نشین سے حساب حشر میں پیش محاسب سوال وصل پیچیدہ ہے قاصد سنو کیوں واعظوں کی بادہ خوار کسی کا کیا اجارہ کہتے ہیں وہ قیامت کو مجھے سخت رکھنا	اگر وہ بے حجاب آئے نہ آئے گناہ بے حساب آئے نہ آئے انھیں شاید جواب آئے نہ آئے کہ پھر پھر کر شباب آئے نہ آئے خوشی اپنی جناب آئے نہ آئے تھیں شاید جواب آئے نہ آئے
--	---

وہ خود عاشق کو اپنے چھانٹ لینے  
کسی کو انتہا ب آئے نہ آئے

کیوں کہوں تبھکو کہوں غیر قاتل ہو ہی دل نہ ٹھہرا کیا شرم سے گو وعدہ وصل آبلہ سا نظر آتا ہے جو ساغر پہ تھیں ہے محبت کا تقاضا کہ ترانہ نہ کون ہو جہان بیل دل سوختہ ہے وہ گلشن انکے دربان سے جا کر یہ کہو نکاح دم ہم نہ کہتے تھے کہ یہ خوب کریگا بد نام کل جو کروٹا بھی نہ لیتا تھا یہ وہ کشتہ گردش چرخ نے اک دم میں دیار نکٹل شکلیں اور تو کیوں آئیں گرا بار خشت اک نہ ہو نیسے ترے لطف نہیں صحبت کا شکر ہے یا وہ میری بھی کہ شب کوٹنے تیرے تیرون سے جو بسل تھا وہی خمی ہے	یاں تو تھا حشر میں کجنت مقابل ہے وہی انکی جیون کے اشارے سے تو حاصل ہو ہی ہجر کی رات جلا تھا یہ مرادل ہے وہی مین تو دشمن کو بنا دو ٹکا کہ قاتل ہو ہی جل کے پروانے جہان خاک میں محفل ہو ہی جس سے تھا قتل کا اقرار یہ سائل ہے وہی غیر کے لب پہ ترا شکوہ باطل ہے وہی کل بری طرح بڑھتا تھا یہ بسمل ہے وہی نہ وہ ساقی ہے نہ صہبا ہے نہ محفل ہو ہی وصل کی ایک جو شکل کھو شکل ہے وہی ساغر و جام وہی ساقی و محفل ہے وہی ذکر پر میرے کہا قتل کے قابل ہے وہی ہمنے بدلائیں یہ صاحب میں دل ہے وہی
--	--

لے الحمد کہ سامانِ طرب سب ہوئے	موسم گل کی طرح شورِ عناد دل ہے وہی
دیکھ لینا کہ پہونچتے ہیں ابھی اسی زاہد	جسکو کہتے ہیں عدم سامنے مندرل ہوئی
نہ ملا خاکمین دل کو مرے برباد نہ کر	ہے مکین حسین ترانہ یہ مندرل ہے وہی
شکلیں یوں تو ترے عشق میں لکھو چھیلید	سہل سمجھے تھے جسے اب ہمیں شکل ہوئی

کو چہ گردی میں بہت قیسِ نا اے عاشق  
راہ سے جو نہ بھگتا پھرے کامل ہے وہی

### زاہد از طرح

میرے مرنیکا ہو کیا غم انجین حاصل ہوئی	وہی صہا ہے ہی غیر میں محفل ہے وہی
نظرِ قہر سے مرجاؤں چوں ٹھوکر سے	جو سیجا ہے مرے واسطے قاتل ہے وہی
دل نہ ہو گا نہ سہی پر شبِ غم میں جو تھی	اک گراں بار سی پہلو میں مرے مل ہوئی

تیرے دربان کی ہرگز نہ سنے گا عاشق  
جو ہٹائے نہ ہٹا جان لو سائل ہے وہی

یہی بہتر کہ دوسرا نہ سنے	حالِ بیکس بجز خدا نہ سنے
ما تھ کا لون پہا اسکے رہتا ہے	ذکر عاشق کبھی سنا نہ سنے
میرے نالے رسا میں گردون تک	نہ شین آپ اور نہ مانہ سنے
اُسکو دشمن کی بات بیھاتی ہے	میں کہوں کچھ تو بے دانا نہ سنے
شبِ فرقت میں کیوں قضا آئی	ہوں خجل پار کی ادا نہ سنے
راز دل پھر چھپا رہے کیونکر	کان میں جب وہ مدعا نہ سنے
کوئی آدیکھے اُسکی محفل میں	ہم بھی دیکھیں کہ ناروا نہ سنے
نامہ بر کچھ نہ کچھ کہے جانا	تیری سن لے وہ شوخ یا نہ سنے
غیرے گر چھپا لیا تو کیسا	راز وہ ہے کہ آشنا نہ سنے

<p>کوئی بڑی کا باہر نہ سنے مذعی کا وہ مدعا نہ سنے گر کہوں وہ پری لقا نہ سنے غیجہ کھلنے کی جو صدا نہ سنے کان وہ جو ترے سوا نہ سنے</p>	<p>سب بھئی کے ہن سا تھی دنیا میں مذعا ہے یہ میرا آہ و سحر ضبط غم پر نہیں ہے دل کو قرار کیا سنے مجھ سے ناتوان کی فغان ہے زبان وہ کہ نام لے تیرا</p>
<p>درد میرا وہ کیا سنے عاشق جو بھلی بات بھی بھلا نہ سنے</p>	
<p>زاید از طرح</p>	
<p>جائے کیوں دمان چو نار و انہ سنے پر یہ ممکن نہیں خشا نہ سنے ایک کار از دوسرا نہ سنے کب یہ ممکن کہ دوسرا نہ سنے</p>	<p>خلم ہے گروہ بے وفانہ سنے لاکھ پردوں میں گر کہے کوئی کانوں میں بھی یہ پردہ حائل ہے وہ بھی دل میں ہے راز بھی دل میں</p>
<p>حال دل اس سے کیا کہیں عاشق جو کہ دکھ درد کی ذرا نہ سنے</p>	
<p>جگتا ہے آفتاب بھی اس شب چراغ سے میں ولیمین یاد زلف سے ہم باغ سے دشمن کو کب ملین گئے جو ڈھونڈے چراغ سے کیا دل کے آئی ہے کسی نازک باغ سے یتیم میں کام جام کا سر کے ایاغ سے منزل پر جائے گایہ مسافر سراغ سے آگے نصیب گئے نہ گزارے فراغ سے</p>	<p>عالم میں روشنی ہے مرے دل کے داغ سے خوشبو کچھ آ رہی ہے ہمارے داغ سے جیسے مرے آڑے ہیں اس لکے داغ سے آئی نسیم صبح مہک کر جو باغ سے پیتے ہیں خون دل شب غم میں جو ہشیں موتے سپید ہیں جو نشانِ رہِ عدم اٹھ بیٹھ کر پہونچ تو گئے کوئی یار تک</p>

<p>چہالے بھی پھوٹا پھوٹا کر دینے لگے ہوں          اس طرح اُسکی زلف سے ابستہ ہی یہ دل          کچھ محل بن گئے ہیں زمین میں تو کچھ گہر          اسے باغبان تجھ پہ بھی بجلی گرے نہیں          وہ شب کو منتقل ہے یہ ہر وقت مشتعل          دیکھیں گے تم نہ آؤ گے ہم میں جہاں تو          اس وقت غیر آئے تو کیا خوب سیر ہو</p>	<p>گلنار اپنے تلو سے میں خارانِ داغ سے          جسطرح روح کو ہوتسکنِ داغ سے          قطرات سے چھلکے گرے جو ایاغ سے          بیل کا آشیانہ اجاڑا ہے باغ سے          نسبت کہاں ہے مہر کو دل کچراغ سے          بچ بچ کے چلتے ہو جو ہمارے سر راغ سے          وہ منہ نہائے بیٹھے ہیں کچھ بد داغ سے</p>
--	---

عاشق یہ رشک ماہ ہے وہ رشک مہر ہے  
 داغ جگر میں تاب بڑھی دل کے داغ سے

### زاید از طرح

<p>عقلا کو کیا مناسبت اس تیرہ زاغ سے          صیاد بد داغ سے کب آشیان بجا          دو چار پایلیوں کا روادار جو نہ ہو          محفل ہے ناؤ نوش کی افلاک پر بھی م          اسے آرمیدگان نہیں غم سے چھٹ گئے          عاشق درو خدا سے بتوں سے حذر کرو</p>	<p>نسبت ہے داغ مہر کو کب کی داغ سے          دو دن بھی عندلیب نہ بیٹھی فراغ سے          باز آئے ہمتو زاید یا بس داغ سے          انجم نہیں چمک ہے و فور ایاغ سے          پھیلائے پانویں ہو کیسے فراغ سے          یاد خدا کر و کہیں بیٹھو فراغ سے</p>
---	--

ہے چشمہ مانے اشک سے نشو و نما مگر گل  
 اور روشنی جہان میں ہے عاشق کے داغ سے

<p>ہچکیاں لے لیکے تو زمین تم تھاری سے          ہکو مریکا نہیں کچھ غم تھارے سامنے          ساتھ ہو جب غیر کیا تسکینِ دل مضطر کو ہو</p>	<p>تم نہ دیکھو مانے ترپن ہم تھارے سامنے          غم سے چھوٹیں مرشپن گر ہم تھاری سامنے          غم نہیں ہوتا مری جان تم تھارے سامنے</p>
---	--



<p>واہ کیا جو بن ہے کیا ازار ہے کیا ناز ہے ایک ہنگامہ بپا ہو نوچہ گر ہو ساتھ ساتھ ہم تمہارے تم ہمارے پھر نہیں کہیں تو کیوں شکائے میں مدد سے وہ نہیں کہیں ہم نہیں تم وہ معنی قدم ہو - تم ہو وہ نور قدم کب فرزون باریچہ اطفال سے ایجاں ہو تہقیرہ میں سب اڑا دیتے ہو تم شرم حیا ہے ہمارا دل بھی اچھی طرح پہچان لو</p>	<p>بن گیا حیرت زدہ عالم تمہارے سامنے ہم کر چنگی دل کا یون نام تمہارے سامنے مجھ کو دین تکلیف دو غم تمہارے سامنے صاف کہہ دیجیے جیسا ہم تمہارے سامنے ہے ظہور حضرت آدم تمہارے سامنے معجزات عیسیٰ مریم تمہارے سامنے کوئی محرم ہو کہ نامحرم تمہارے سامنے آئینہ رہتا ہے جو ہر دم تمہارے سامنے</p>
<p>ہے گزرتی کس طرح عاشق کل درخیزمین بن ہی کیا کہہ دیکھا اک عالم تمہارے سامنے</p>	<p>نہا یاد از طرح</p>
<p>کایاں کیسی مری لے لیکے کھانا ہے نہ غیر اوچھا تھا بگاڑی بال تنے سر جڑھا پچکیاں دیتا ہے تانگلے نہ سے پکڑنے قبضہ میں مین سیکڑوں ساغر دل عاشق نوریا سا جلوہ ایسا تاب ایسی ہے کہان</p>	<p>رشتک سے ہم کیوں نہ کھائیں تم تمہارے بے ادب رکھتا ہے کیا دم خم تمہارے سامنے کیا چڑا لیتا ہے شیشہ دم تمہارے سامنے ہے صنم کیا چیز جام جم تمہارے سامنے مہر و مہ دونوں پر ہم تمہارے کھانے</p>
<p>شہرہ عالم مری انکی صحبت ہو چکی غیر سے ملکر تمہاری زیب و زینت ہو چکی وصل کی شب ہے ہنس لو لو کھلو کھلو صنم رات کی صحبت کا لا حاصل ہے دن بن تذکرہ</p>	<p>جو کہ ہوئی تھی بڑی اچھی شہرہ چکی تھی جو پہلی آپکی صورت وہ صورت پہلی پھلے شکوے ہو چکے پھلے شکایت ہو چکی تھی دعوت یا گردلت بیروت ہو چکی</p>

<p>ہر اوپر اس کے ختم ایک لاک قیامت ہو چکی غیر کو اکثر ندامت پر ندامت ہو چکی آنکھ کھلتے ہی جو دیکھا تو قیامت ہو چکی ہو چکی جو کچھ کہ ہونی تھی مصیبت ہو چکی لطف کیا کیا ہو چکا کیا کیا عسائیت ہو چکی ہم کو اس دل کے سبب تسکین احتیاج ہو چکی ہو چکی جانے دو گروہ تاب طاقت ہو چکی چار بوسوں پر ہزاروں بار حجت ہو چکی خود فیضیت ہو گئی ناصح نصیحت ہو چکی دو ہی باتوں میں سحر حضرت سلامت ہو چکی ابنہ جگمگٹ ہو چکا ہوسم وہ صحبت ہو چکی</p>	<p>ہمتو سنتے تھی قیامت ایک ہے لیکر کیا خجر قائل کے آگے سر جھکا سکتا نہیں کچھ نہیں دیکھا جو کچھ دیکھا خیال خواب تھا رنج پر رنج اور غم پر غم ہزاروں ہو چکے حال میرا نکا پچھلا ہنفس ہو کیا بیان برق ہے سیما ہے یا شعلہ جوا کہ ہے نا توانی کا بھلا ہوزور وحشت گھٹ گیا غال غارض کا ندیجے زلف لب کا دیجیے انگو سمجھانے گئے تھے کیا سمجھ کا پھیر تھا وصل کی شب ہائے کیسی ہو گئی ہے مخمض پہلے جلسے اب کہاں ہیں اب کہاں عیش و صفا</p>
---	--

حضرت ناصح خود اپنے ہو گئے عاشق و معشوق  
میری آنکلی عمر بھر صاحب سلامت ہو چکی

### زاید ارطرح

<p>تھی کدورت کی یہی غایت مو غایت ہو چکی چشم دریا مار کور و سنے سے فرصت ہو چکی</p>	<p>بڑھتے بڑھتے غیر کی الفت بنی دیوار رنج انکے قطرات جبین کو غیر نے پوچھا تو اب</p>
---	--

### دیگر

<p>جسکے پہلو میں نہ ہو حیر وصال چھا ہے دلین چھتا ہے گرد لکھ بھی حال چھا ہے انکے سائل کا یہ انداز سوال چھا ہے بارگاہِ صمدی میں ہو سوال چھا ہے</p>	<p>شرکت غیر نہو حسین خیال چھا ہے یہ ترے تیر کے پیکان میں کمال چھا ہے حسنِ دلدار کے بازار میں مال چھا ہے کیوں بھٹکتے پھر میں سنت کس کس کی کہیں</p>
--	---

رہنما عشق حقیقی کا یہی ہے نا صح  
ہم یہ ارمان ہی ساتھ اپنے لیے جائینگے  
بعد جس سچ کے راحت ہو نہیں سہ وہ سچ  
مانگتا ہوں جو حیدنوں سے وہی ملتا ہے  
ہیں چہرہ کو جو تا کا تو جوانی نے کہا  
آج کل میں نے گنگرنگ کا ڈالا ہے خمیر  
پوچھا عاشق نے مزاج آپ کا کیسا ہے جناب  
پر نکل آنے سے لگایہ عدم کا رستہ  
قد موزون سے جو نسبت ہے تو بندھا ہوا  
اس شرارت کو تو دیکھو کہ دم نزع وہ شوخ  
مانگتا ہے کبھی تجھ سے تو تجھی کو عاشق  
خلد میں تیرے عوض ہوں کبھی طالب حور  
گو دم نزع ہوئی ہے بُری حالت میری  
ہم دربتکہ ہ سے جاتے ہیں کبھی کی طرف  
شوق تازہ کے مزے لیتے ہیں عاشق شوق  
تیری فرقت میں تصور سے مزے لیتا ہوں  
کاسہ سر ملے جاتا ہوں ترے کو چہ میں

چھوڑیں کیوں عشق مجازی کو ناں چھا  
تم نے پوچھا کہ بُرا یا بُرا حال اچھا ہے  
جسکی مٹ جائے کہ ورتا وہ ملال چھا ہے  
وہ گدا ہوں کہ میرا طرز سوال چھا ہے  
دیکھ اٹھتے ہوئے جو بن کا یہ مال چھا  
جام خورشید سے یہ جام سفال چھا ہے  
پھیر کر منہ یہ کہا ناز سے حال چھا ہے  
طاہر روح میرا بے پروا بال چھا ہے  
سر روئے بار کو کہتے ہیں نہال چھا ہے  
ہنسکے کہتا ہے کہ پہلے تو حال چھا ہے  
سارے عالم سے یہ انداز سوال چھا ہے  
اُس سے سودر میرے صنم تیرا جمال چھا ہے  
اب بھی آجائیں اگر تپ تو حال چھا ہے  
دل گمراہ سمجھ لے یہ خیال چھا ہے  
وصل سے پہلے اگر ہو تو ملال چھا ہے  
دل ہے خوش اس سے تو یہ رنج و ملال چھا ہے  
جو نہرالا ہو زمانے سے سوال چھا ہے

سو گچھ کر دل کو بٹ جاتی ہے ناگن کی طرح  
عاشق اُس لف دو تائیں یہ کمال چھا ہے

اگر اجل سے کروں میری کیا سوال چھا ہے  
ایسے بے حال سے غیر دن ہی کا حال چھا ہے

فرقت یار میں جینے سے وصال چھا ہے  
کب ترے عاشق محزون کا مال چھا ہے

مجھے کہتے ہیں کہ تم چاہتے ہو کس سے  
 آنکھ کے سامنے ہر دم رہے صورت تیری  
 نور ہے ہر دم عدوین تیر میرے دل میں  
 جسکو جی چاہے کہ لے لیجے وہ شئی اچھی ہے  
 خاکان و نوپہ اب ڈال کے دل صاف کرو  
 غیر کو دیکھے دلاسا وہ یہ فرماتے ہیں  
 رحمت عاجزی وجود و سخا و بخشش  
 راہ تکتے ہیں کہ کب و زجرا آتا ہے  
 انکی منت جو بڑھائی تو خوشی یہ بولی  
 آپکا دوں جہان میں نہیں ثانی کوئی  
 و اعظو صبر و تحمل کو بڑا کون کہے  
 عارض صاف پہ خط کو نکھون میں اچھا  
 پھر کلیے وہ بگڑتے ہیں الہی تو بہ  
 غیر مٹ جائے الہی نہ کہیں بھر وہ میں  
 تیری ثلین مبارک کے لئے فخر رسل  
 وہ یہ کہتے ہیں کہ ٹھوکر میں ہیں ایسے لاکھوں  
 مانے وہ گنج شہیدان میں بھی آئے تو کہا  
 قدیموزن پہ ترے سرو صحر صدقے  
 سخت کا سونا ہو کھوٹا ہو پر کھوٹا اسکو  
 جاؤ جی جاؤ جی بہتان نہ اٹھاؤ ہم پر

آپکی شکل ہے اچھی کہ جمال اچھا ہے  
 اور تصور سے جو ہو لطف وصال اچھا ہے  
 ان میں سجاں تر اچھے خیال اچھا ہے  
 اور نگاہوں پہ جو چڑھ جائے وہ مال اچھا ہے  
 نہ کہ ورت ہی بھلی ہے نہ ملال اچھا ہے  
 راہ حق میں جو دیا جائے وہ مال اچھا ہے  
 جو پسندیدہ حق ہے وہی مال اچھا ہے  
 غیر کا یہاں تو دمان اپنا مال اچھا ہے  
 فال ہے نیک شکون نیک ہے مال اچھا ہے  
 اچھی سیرت بھی ہے اور حسن جمال اچھا ہے  
 گو بظاہر ہے برا اسکا مال اچھا ہے  
 کون کہتا ہے کہ شیشہ میں یہ مال اچھا ہے  
 کوئی کہتا ہے ترے پیار کا حال اچھا ہے  
 سیرت اچھی ہے تمہاری نہ جمال اچھا ہے  
 گر بنے نعل خوشی سے تو ہلال اچھا ہے  
 دل ناچیز کو تم کہتے ہو مال اچھا ہے  
 سارے کشتوں میں بھی اسکا تو حال اچھا ہے  
 تیرے اٹھتے ہوئے جو بن کا نہال اچھا ہے  
 چڑھ چکا ہو جو کسوٹی پہ وہ مال اچھا ہے  
 کب کہا ہے کہ غیروں سے ملال اچھا ہے

کون چلے جاتے ہوا کہ ہاتھ لگاتے جاؤ

پھر نہ کہئے گا کہ عاشق تر حال چھا ہے

### زاید از طرح

بات اچھی ہے کہ اچھون کا وصال چھا ہے ناز و انداز و کرشمہ تر سے غارت گرد یواہر ہل تے ہوئے ہین نہ رہی عشق کی قدر ملے جس ماہ مین وہ ماہ وہی ماہ ہے نیک اسکے باعث سے اک ایتد لگی رہتی ہے مرغ دانش کے لئے خال کا دانہ بس ہے	پر وہی وصل - نہ ہو جسکو تو ال چھا ہے ستم و جور و جفا مین بھی محال چھا ہے ایسی ارزانی سے سچ پوچھو تو کال چھا ہے آئے جس سال وہ کم سن ہی سال چھا ہے گو نہ ہو ہم سے مگر کار محال چھا ہے طار دل کے لئے زلف کا جال چھا ہے
--	--

آخری عمر مین کیا میری سنے وہ عاشق

جسکے دن اچھے مین سن چھا ہر سال چھا ہے

گرد و میوہ کی سوزان ہوا چلے پانی شب فراق مین برسے ہوا چلے آئے تھے خوش دمان سے یہاں چلے وہ خود نما رقیب کو رکھتا ہے ساتھ ساتھ کو چہ مین اسکے جان بچاؤن تو کیا بچے تارے شب فراق مین ٹوٹے تو چرخ سے اے حسرت تو خیال رہے دن بیٹھ جا کے سب سے سوا ترا عمل حسن تیرے کہتی ہے زندگی یہ دم گھاس سے	ان سرکشوں پہ ضعف مین بس بٹا گیا چلے بندہ کا زور او سکی خدائی مین کیا چلے میری طرف سے دلیں کہو لیکے کیا چلے وقت خرام آنکو ذرا دیکھتا ہے چلے فتنے جدا اٹھیں تو قیامت جدا چلے مین یہ سمجھ گیا مرے تیر دے چلے کہدو کہ تھوڑی دور عدم ہے جدا چلے جاؤ اگر جگائے بھی کوئی تو کیا چلے کیوں خیریت تو ہے ابھی کیا آنکھیں چلے
---	---

عاشق ہمارا انکا ہوا ک مین فیصلہ

محشر مین میرے ساتھ وہ پیش خدا چلے

## زاید از طرح

کھرا کے میری آہوں سے کہتے ہیں نہیں  
ایسی کبھی نہ گرم ابھی ہوا

دیکر

نہیں چا دل بھی مہمان کہاں جاتا ہے  
جاکے کر ڈالیں مگر ہکو نہ بھولے گا وہ شوخ  
جو گذر جاتے ہیں ان ہاتھ پھرتے ہی نہیں  
نا توانی سے تو گر کر بھی عریان تو نکر  
کر کے بسمل مجھے اسے قائل ہے رحم کدہر  
دام کا کل میں چلا دل تو کہا حسرت نے  
مہلت دید نہ دی سر تو کیا تن سے خدا  
کیسی گلگشت یہ دھوکا ہے عدو کا سارا  
جانگزا غم وہ نہیں اسکا کہ بھولے کوئی  
رہتے ہیں اور تو دکھ درد شریک شب غم  
حسرت و بیگیمی یاس کو آجائے دو

ہے جگر ساتھ نگہبان کہاں جاتا ہے  
نامہ برنامہ کا عنوان کہاں جاتا ہے  
غم گھٹ جاتی ہے نقصان کہاں جاتا ہے  
جیب سے ملے گریبان کہاں جاتا ہے  
گویا کچھ جان نہ پہچان کہاں جاتا ہے  
نفس تن کا یہ دربان کہاں جاتا ہے  
تیری شمشیر کا احسان کہاں جاتا ہے  
نیرے کہنے کو تو سوچ مان کہاں جاتا ہے  
بھجر کا وصل میں بھی دھیان کہاں جاتا ہے  
پر خدا جانے کہ اوسان کہاں جاتا ہے  
ساتھ جانا ابھی ارمان کہاں جاتا ہے

وہ تو زبان کہاں جاتا ہے  
میرے چہرے پر  
کاشانی لے لے  
کاشانی لے لے

بولی وحشت جو چلے سوئے بیابان عاشق

اس طرح بے سروسامان کہاں جاتا ہے

اور کچھ بخاؤں جب صل خدا ہونے لگے  
وہ بت نا آشنا بھی آشنا ہونے لگے  
فرہ جب پہنچے فلک پر رشک ہر دم بنے  
چشم تیری ایسی کچھ افسون بھری حیا ہے  
ہوں وہ مشتاق شہادت و ست قائل مان جا

ہرین موسے مرے سجدہ ادا ہونے لگے  
گدگد اہٹ وصل کی دل میں فرار ہونے لگے  
قطرہ دریا میں ملے تو کیا سے کیا ہونے لگے  
اک نظر دیکھا جہد ہر لاکھوں فدا ہونے لگے  
عضو عضو اک ار میں تن سے جدا ہونے لگے

جب دعائے نیم شب بھی نارسا ہونے لگے  
 آج قتل میں بھی وعدے وفا ہونے لگے  
 جتنے بیگانے تھے سارے آشنا ہونے لگے  
 پے بہ پے افلاک سے نازل ہلا ہونے لگے  
 وہ خفا ہمسے تو ہم جان سے خفا ہونے لگے  
 کاش ہم پر مہربان وہ سہ لقا ہونے لگے  
 بعد مردن لب سے لب کیونکر جدا ہونے لگے  
 بات بن جائے مری گر بر ملا ہونے لگے  
 نامہ میرا نامہ بر جو وقت وا ہونے لگے  
 بزم میں جب اُسکے وابند قبا ہونے لگے  
 تم تو اچھے سمجھتے بیٹھے تھے خفا ہونے لگے  
 درد کم کم ہے نہ ایسا ہو سوا ہونے لگے

پھر رہے امید کیا ہکو وصال یا رکی  
 سب شایین آرزوین سب نکالیں حسن ترن  
 اک نگاہ مہرنے بدلا زمانے کا یہ رنگ  
 نام بھی اس ہجر کا وہ بد بلا ہے لون اگر  
 ایک دم میں ہو گیا قصہ ہمارا سب تمام  
 ہنشینوں کو جو کچھ دیکر رسائی پہنے کی  
 یاد میں اب تک ہمیں وصل صنم کی لذتیں  
 چپکے چپکے غیر اور انہیں ہے اُن بن کی خبر  
 صورت اپنی ایسی کچھ کر لہو جس پر رحم تے  
 شیخ کا ٹوٹا موضوع - زاہد کی توبہ ہنشین  
 کچھ اشارہ کچھ کنایہ کچھ تکلم کیسا کیسا  
 کیون کہا جانے کو گر تم جاؤ گے مر جاؤ گے

ہے غضب عاشق جو وہ آئینہ رو ہو خود نما  
 آئینہ کا آئینہ سے سامنا ہونے لگے

### زاید از طرح

یا الہی اب دعا میری رسا ہونے لگے  
 راز جتنے تھے وہ خود ہی بر ملا ہونے لگے

پھر رہی ہے بھٹکی بھٹکی کیسی زیر آسمان  
 ہو گئے کچھ بیخود ایسے بیخود شوق بن

دیکھ

طفل شگ آنکھ سے دھلتے ہیں مجھنے کے لئے  
 ساتھ دل کے ہے جگر آگ میں جلنے کے لئے  
 رنگ بدلے ہیں بہت شکل بدلنے کیلئے

استخوان شمع نط میں میرے جلنے کے لئے  
 تھ ہجران سے ہے سینہ میرا پھٹنے کیلئے  
 نفس تن سر مر حیاں نے نکلنے کیلئے

عشق وہ شے ہے کہ سر پہ لگا کر اترا تائی نہیں  
 ستر ظلم ہو کے جوڑ پا تو اسے کھیل کہا  
 انکی رفتار قیامت ہے چھپیں گے کیونکر  
 خاک پر لوٹ گئی بیکسی و رسوائی  
 مائے آتش میں سمند تو بہا رہیں لوٹے  
 کیا تماشا ہے سوا پاؤں نکالے اسنے  
 شب صلیت شمشیر جگر نہیں ہے ہدم  
 سخت جانی سے کرے دانت پھر اُمنہ نکا  
 متقین کر کے بہت پاؤں پہ لوٹا بسکن  
 قدموزون کے ترے سایہ سر طوایہ نہال  
 کیوں جھکتے پھرین سیدھے نہ مدینہ کو چلین  
 جید دل جو جس میں بس ہے اُردا کو بھی  
 نامہ بروقت پہ لایا جسے آمد یا ر  
 ساقی کی تیرنگا ہی سے وہ جوش اسعین ہوا  
 کیا نکھاروں میں انھیں رانھیں لکڑیوں میں  
 خون عاشق کہیں بیٹے کہ جسے رنگ سوا  
 گر چاہو باغ میں گلشت کو تو سیر ہو خوب  
 زلف لاکھوں کو کیے جاتی ہے قدم ہر روز  
 دل نے کیا کیا تیرپ کی یہ سنبھلنا کیسا

یہ وہ جن ہے کبھی اتا نہیں ملنے کے لئے  
 کیا تماشا ہے طبیعت کے بھلنے کے لئے  
 غارہ کیوں ملتے ہیں وہ شکل لئے کیلئے  
 پاؤں پھیلائے مرے ساتھ نہ چلنے کے لئے  
 ہم نف ہجر میں پیدا ہوئے جلنے کیلئے  
 دل کو دکھا تھا بہت ہنسے سنبھلنے کے لئے  
 لاکھ تدبیر کروں دن نہ نکلنے کے لئے  
 کیا فرسے خنجر قاتل نے نہ چلنے کے لئے  
 ضد مرے عجز سے ہے انکو مچلنے کے لئے  
 آب گل نور کی ہے پھولنے چلنے کے لئے  
 خوب ستہ ہمیں پایا ہے سنبھلنے کے لئے  
 راہ نکلی نہ کوئی جیکہ نکلنے کے لئے  
 مستعد ورنہ صرہ جان تھی نکلنے کے لئے  
 کہ مرے خوب خم سے نے اُبلنے کے لئے  
 زلف شانے کیلئے پاؤں دو ملنے کے لئے  
 گر ہے درکار مٹا پاؤں میں ملنے کے لئے  
 پار کا بی میں تری سر ہو چلنے کے لئے  
 اڑو ماہے دل عاشق نکلنے کے لئے  
 کو چہ عشق کی پھسلنے سے سنبھلنے کے لئے

کچھ نہیں دم کا بھروسہ یہ سمجھ لو عاشق  
 جان سننے کے لئے ہے نکلنے کے لئے



جبین ہوں لاکھوں صنم تنخانہ ایسا چاہیے  
 دل ہے عاشق کا دل مردانہ ایسا چاہیے  
 رازداری کے لیے فرزانہ ایسا چاہیے  
 کیا ہے وہ قصہ کہ جبر دل کوئی مائل ہو  
 آشنا نا آشنا کے تذکرہ سے فائدہ  
 مثل رنگ بوسے گل لب سی ہو دم بھر جدا  
 دل ہی دل ہے کہ جبین کچھ نہیں تیرے  
 ہو جو دیوانہ جہان میں وہ بڑا ہشیار ہے  
 جز جفاؤں کے وفا کرتے نہیں کیا تہر ہے  
 غیر بیگانہ ہے جسے کچھ نہیں ہے غم جبین  
 جب خطاؤں کی نہیں حد رحم بچد کچھ  
 سینہ سوز عشق جہان سے ہے گلزار خلیل  
 گیا چھکڑ اپکا اب کیوں لگا دمٹھو کرین  
 ہم نگاہ دست ساقی سے میں مخمور ازل  
 جسکو جلنے خاک ہو نیکی ذرا پروا نہ ہو  
 دل جگر کے جام ہوں اور خونِ غم کا بادہ ہو  
 ہوں شجاع عارضِ انور کے ذرا لے تمام  
 بزمِ دشمن گر نہو میرا دل بعد پارہ ہو  
 قتل کرتے ہیں کرین پر اک نظر تو دیکھ لین  
 کھلبلی پڑ جائے بل چل دو تو عالم میں تیری  
 بھول جائیں اپنی اپنی سببیں میرا جان

جسکی طاعت کم نہو جاننا ایسا چاہیے  
 ہو جو اپنوں سے سوا بیگانہ ایسا چاہیے  
 لب پہ آئے شکوہ بیجانہ ایسا چاہیے  
 جو ضنون سے بڑھ کے ہو خزانہ ایسا چاہیے  
 جو خدا ہو آپ پر بیگانہ ایسا چاہیے  
 لب لب لب لب سے ہو پیمانہ ایسا چاہیے  
 جبین برائی نہو ویرانہ ایسا چاہیے  
 جو نہ دیوانہ ہو وہ دیوانہ ایسا چاہیے  
 دلمین سو جو ظلم معشوقانہ ایسا چاہیے  
 خود سے بھی بیگانہ ہو بیگانہ ایسا چاہیے  
 ایسے مجرم کے لئے بخرمانہ ایسا چاہیے  
 ہے یہ رشکِ غلہ تشخانہ ایسا چاہیے  
 جی اٹھ گیا دیکھنا حاشانہ ایسا چاہیے  
 ہو مشابہ چشم کے پیمانہ ایسا چاہیے  
 شمع و کے عشق کو پروا نہ ایسا چاہیے  
 میں دیکش ہوں مجھے میخانہ ایسا چاہیے  
 زلف لاثانی کو تیری شانہ ایسا چاہیے  
 ان تبوں کے واسطے تنخانہ ایسا چاہیے  
 اس طاعت پر بھی انکو کیا نہ ایسا چاہیے  
 عاشقوں کا نعرہ مستانہ ایسا چاہیے  
 حشر کے دن پر اثر افسانہ ایسا چاہیے

وہ جفاؤں سے کرین بس میں کہی جاؤں کیوں نہ عاشق جان دے اس شمع پر پیش چشم باطن میں سے دیکھو جو درد میں جلوہ گر غم کے خم خالی ہوں جس میں جو نہ چھلکے سنا	استحسان کے وقت دل روانہ ایسا چاہئے جل کے فرادی نہ ہو پروانہ ایسا چاہئے پھر کہو مان جلوہ جانا نہ ایسا چاہئے نشہ کاموں کے لئے پیمانہ ایسا چاہئے
---	--

داستان عشق عاشق ہو گئی مقبول خلق

بکھلے افسانے سے افسانہ ایسا چاہئے

وہ جو گرے یا س کے آثار ظاہر ہو گئے ہم جو راز و صلت دشمن سے ماہر ہو گئے دیکھئے ہے کس کی قسمت میں شہادت کا یار کے پردیس جانے سے وطن چھوڑنا انگلی بزمِ غیر میں جان کی خبریں بل گئیں پھر تھاری نگر سے بیمار کا آیا خیال حضر شد دل کیا اسی برتہ پہ چاہا تھا انھیں خاک کر کے لئے آادہ بین طیار میں	حسرت و ارمان میرے دل میں تر ہو گئے ہاتھ دھو کر آنکھیں پیچھے پڑ گئے سر ہو گئے مرنے والے سب رفاقت یہ حاضر ہو گئے ساتھ آنکھیں ہم بھی گھر بیٹھے مسافر ہو گئے جس قدر میرے تصور تھے وہ منہ ہو گئے اوپر دربان کرو بیمار ہم پھر ہو گئے ابتداءے عشق میں ہی تم تو آخر ہو گئے میںے آنکھیں یا نوچوے وہ مرے سر ہو گئے
---	---

ماقم یارانِ رقتہ نے بھلایا راگ رنگ

کیا کہیں عاشق بہت افسردہ خاطر ہو

شب غم تیرہ فام ہوتی ہے عمر نازک خسرام ہوتی ہے بک نازک خسرام ہوتی ہے مے کر بن لطف ساقی کو شر جس میں کچھ بھی لگاؤ وصل کا ہو	مے بھی اس شب حرام ہوتی ہے دم کے دم میں تمام ہوتی ہے چاندنی پر تمام ہوتی ہے توبہ توبہ خسرام ہوتی ہے بات ان کی وہ خسام ہوتی ہے
---	--

<p>ہوتی ہے لا کلام ہوتی ہے  نفس اپنی حسام ہوتی ہے  بر لب خاص و عام ہوتی ہے  بادہ نوشی مدام ہوتی ہے  شمع بھی ہم کلام ہوتی ہے  توصد ارام رام ہوتی ہے  شب و صلت تلام ہوتی ہے  جانین کیا صبح و شام ہوتی ہے  آرٹین رخ کے شام ہوتی ہے  شمع کچھ نیک نام ہوتی ہے</p>	<p>میری غیبت مرے رفیقوں سے  سکے نسیا دیر بولے خوش  تم نہیں کہتے بات راز کی۔ کیوں  غیر کی بزم میں خبر ہے مجھے  شعلہ باری مری زبان کی دیکھ  جبکہ جوگی بنے بروگ میں ہم  آخری دور تو پلاسائی  بادہ وصل سے جوہین بے خود  رات زلفون میں ہے چھپی رہتی  سوچ لو کھو کے جان پروانہ</p>
	<p>اتھا پائی میں انکی اسے عاشق  واہ کیا روک تھام ہوتی ہے</p>
<p>زاہد از طرح</p>	
<p>آج حسرت تمام ہوتی ہے  کیون صبا خوشخرام ہوتی ہے  آرزوئے سلام ہوتی ہے  دن ہے تھوڑا سا شام ہوتی ہے  دم میں ترک کی تمام ہوتی ہے  رہن بادہ مدام ہوتی ہے</p>	<p>خبر قتل عام ہوتی ہے  طرز رفتار یا رسیکھی ہے  ہین جو غصہ و رانگو غیروں سے  کر لو جو کچھ کہ نیکی کرنی ہو  مل کے اُن سے ہوا نیٹتے کیا شیخ  ستے ہیں ہم کہ شیخ کی دستار</p>
	<p>قتل سے کیوں نہ خوش ہوں میں عاشق  قبر پر دھوم دھام ہوتی ہے</p>

<p>اوس غیر سیہ قلب کی ظلمت نہیں جاتی          بچھ جاتی ہے جس جاسے طبیعت نہیں جاتی          اس کو چین جو بھول کے آجائے تو پھر جان          یہ عشق عجب بھوت چڑھا ہے مگر نہ          فریاد کروں تو بھی یہ کرنے نہیں دیتی          پتھر تڑگے جان جاتے ہی پھر ہاتھ ملو گے          درد و الم و رنج ہیں سب ساتھ ہمارے          گریاد سے غافل نہ ہوں عزت ہی ہماری          مالوں سے مرے غیر کے اوسان خطا ہیں          پیکان کو نکالوں تو نکلتا ہے دل نہ ار          الفت ہوئی کیل میسر طرح در سے تمھارے          شیشے سے اگر بال بکھ جائے تو یہ جاسے          متقل سے نہیں اُتھتی میں عشاق کی لاشیں          دیوانے ہی اچھے کہ یہ تسخیر ہے جن کی</p>	<p>سوان سے گھسیے تو یہ رنگت نہیں جاتی          برپا ہے قیامت کہ قیامت نہیں جاتی          گر آپ سلامت ہیں سلامت نہیں جاتی          ہر وقت مصیبت ہے یہ الفت نہیں جاتی          جان جاتی ہے کجحت محبت نہیں جاتی          میں نزع میں ہوں آپکی حجت نہیں جاتی          کچھ ایسی ہٹیلی ہے کہ حسرت نہیں جاتی          غافل ہوں تو یا موبہ سی غفلت نہیں جاتی          گھبرائے مگر یہ شب فرقت نہیں جاتی          مان پاس رہے گی اسے الفت نہیں جاتی          ہے بیٹھی ہوئی اُٹھ کے قیامت نہیں جاتی          جب بیٹھ گئی دلمین کہ ورت نہیں جاتی          جب تک لبِ خنجر سے اجازت نہیں جاتی          آجاتی ہے جب پاس تو غفلت نہیں جاتی</p>
---	--

تو قیر گھٹی عشق میں عاشق کی تمھارے  
 تم کہتے تھے ان باتوں میں عزت نہیں جاتی

<p>کیا خاک میں ملکر تری عزت نہیں جاتی          رفتار پہ عاشق یہ سیر راہ گزر ہے          آڑاڑ کے مری خاک پہ پہنچتی ہے فلک          تیرا ہی تصور ہے دم مرگ بھی ہلکو          محشر میں بھی ہم یار کا دم بھرتے ہیں تو</p>	<p>چل دو رہو کیوں اسے شب فرقت نہیں جاتی          کو چہ سے ترے دیکھ قیامت نہیں جاتی          ہوں خاک مگر عزت تربت نہیں جاتی          مرتے ہیں گردید کی حسرت نہیں جاتی          دنیا میں جو حالت تھی وہ حالت نہیں جاتی</p>
---	--

بر باد کیا بھی تو صفائی نہیں ہوتی	مٹی بھی کیا تو بھی کہ ورت نہیں جاتی
جودل سے تصور ہو تصور نہیں ملتا	جودل سے محبت ہو محبت نہیں جاتی
وہ دیتے ہیں داد و نعم داد وہ مصیبت	صد شکر کہ ضایع مری محنت نہیں جاتی
آنکھوں کی شرارت سے لگاؤ نہیں ملتا	چتون کی لگاؤ سے شرارت نہیں جاتی
زاد جو برا کہتے ہیں پروا نہیں اسکو	ان باتوں سے میٹھوار کی حرمت نہیں جاتی
آنکھوں میں برا آئے رخ جو بے باک ہے	حیران ہیں ان دونوں کی حیرت نہیں جاتی
خصلت ستم جو رکی وہ چھوڑ دین کیونکر	سچ ہے کہ بری بات کی عادت نہیں جاتی
اک وہ کہ اوہرا لگی طبیعت نہیں آتی	اک ہم کہ کہیں اپنی طبیعت نہیں جاتی
ہم مٹتے ہیں لیکن غم الفت نہیں ملتا	دم جاتا ہے لیکن یہ محبت نہیں جاتی
ڈرتی ہے مری آہ بھی جانیسے دانتک	سمجھتا ہوں لیکن کسی صورت نہیں جاتی
کس رات انھیں اغیار انگلیں نہیں رکھتے	کس دن مرے ہاتھوں سے طبیعت نہیں جاتی
کیا یاں جو ہے کہ جو کرتا نہیں شکوہ	باہر مرے ہونٹوں سے شکایت نہیں جاتی

یہ بھی کوئی معشوق وفادار ہے شاید  
کیون چھوڑ کے عاشق کو مصیبت نہیں جاتی

### زاید از طرح

ظالم ہے وہ بت جو رکی عادت نہیں جاتی	بے رحم کے نزدیک محبت نہیں جاتی
تم ہو وہ جفا جو کہ کبھی رحم نہ آیا	میں ہو وہ وفادار کہ الفت نہیں جاتی

### دیگر

بھون کیسی نظر میں پھرتی ہے	تیغ سی کچھ بگر میں پھرتی ہے
لئے وحشت سفر میں پھرتی ہے	یعنی فکرا اثر میں پھرتی ہے
شب غم روز دیتی ہے پہرا	رات بھر میرے گھر میں پھرتی ہے

لو قیامت کی شامت آئی ہے اُن سا کوئی نظر نہیں آتا الفٹِ خال پستی ہے مجھے دیکھنا چشمِ یار کی گردش	یار کے رہ گزرتی ہیں پھرتی ہے یوں تو دنیا نظر میں پھرتی ہے ایک جلتی بنی سر میں پھرتی ہے دیدہ نامہ بر میں پھرتی ہے
--	---

تیری نیت کو کیا ہوا عاشق  
ہر گھڑی اُنکے گھر میں پھرتی ہے

مجھے تم دیکھ کر سمجھو کہ چاہت ایسی ہوتی ہے ازل میں جب ترا نقشہ کھینچا اول حلیوں سے نیر کے کو چہر میں کوئی نور آجانی تو میں کہتا خدا کو شان ہو دیکھ کر معشوق کہتے ہیں قیامت ہے قیامت میں کسی کا ناز سے کہنا شب بچران جو تم میرے سیخانہ میں آجائے تمہیں پر کچھ نہیں موقوف ظلم و جور کشید ترپ جاتی ہے جان قاتل کا نقشہ ایسا ہوتا ہے خدا کو مان اسے بُت تو بھی تو غیر میں پہنچا خدا سے ڈر ذرا اسے چشمِ جان تو نے کیا دیکھا جو اگر دوسرے پر پھر نہ آئے دل ہی اچھا کبھی نیلے گلی میں مل گئے تو ہو گئیں تاثرین تمنا ہے گلے سے وہ لپٹ جائیں تو میں خوش	محبت وہ بڑی شے ہے کہ حالت ایسی ہوتی ہے تو صورتِ آفرین بولا کہ صورت ایسی ہوتی ہے کہ وہ جنت تو کیا جنت ہے جنت ایسی ہوتی ہے جو صورت پر مٹے ہیں اُنکی صورت ایسی ہوتی ہے شنا بھی نہیں کیوں جی کیا قیامت ایسی ہوتی ہے تو میں نکو دکھا دیتا مصیبت ایسی ہوتی ہے وہ بیشک بیوفا ہے جکی صورت ایسی ہوتی ہے ٹکلیاں ہے دم خچر کی صورت ایسی ہوتی ہے بس اب تو تو نے دیکھا اُسکی قدرت ایسی ہوتی ہے جو غیرِ دین سے مروت کی مروت ایسی ہوتی ہے نہ جائے مجھ کبھی پھر ناطیعت ایسی ہوتی ہے جنابِ شیخ سے ضابطہ سلامت ایسی ہوتی ہے رقیبوں کے کہوں دیکھو غایت ایسی ہوتی ہے
--	--

یہ ہے تاثیرِ جذبِ ل کر عاشق ارب و کہتے ہیں  
محبت جیسی نہیں کی محبت ایسی ہوتی ہے

<p>اچکے انتظار کون کرے اب مجھے شرمسار کون کرے غیر کو ہوشیار کون کرے ایسی دولت نثار کون کرے گردش روزگار کون کرے رُقی رُقی شمار کون کرے اب بھلا انتظار کون کرے مرغ دل کا شکار کون کرے پر ایسے اختیار کون کرے دل کو اُمیدوار کون کرے</p>	<p>جھوٹ سچ اعتبار کون کرے وہ رقیبوں سے جائے افسوس فتنہ خوابیدہ ہے تو سونے دو دے کے دل کو بھل ہی کیا پایا جائے مین انتظار اب تیرا کیا کہوں لاکھ مین مرے ارمان تزع مین چل دیئے وہ یہ کہہ کر اُنکی آنکھیں حد سے لڑتی مین بنے مانا کہ صبر اچھا ہے نہیں پہلو مین دمان جگہ خالی</p>
<p>عشق معشوق کا گلہ کیسا نام عاشق ہے پیار کون کرے</p>	
<p>بڑھتے بڑھتے تم سے تو ہونے لگی داد و اکا دو بدو ہونے لگی یہ شکایت کو بکو ہونے لگی اُنکی صورت رو برو ہونے لگی دشمنوں کے رو برو ہونے لگی کیون ہماری آرزو ہونے لگی کیون کسی کی جنتو ہونے لگی</p>	<p>غیر سے جب گفتگو ہونے لگی آئینہ دیکھا تو وہ لڑنے لگے داستانِ عشق پھیلی ہر طرف کیا تصور کام آیا ہجر مین میری الفت کی شکایت اب دمان غیر دلچسپی کو کیا کم مین انھیں تو بہ ہمو آب کی ہوتے ہوئے</p>
<p>یہ زمانہ وہ ہے اے عاشق کو اب وجہِ دولت آبرو ہونے لگی</p>	

<p>جرمِ الفت کی کچھ سزا کہئے  بھٹک کو کس منہ سے بیوفا کہئے  بھٹک کو عاشق نہ کہئے یا کہئے  کہئے ان اپنا مدعا کہئے  بات مطلب کی جو نہ سنتا ہو  ہے کچھ وقت پر نہ بن آئی  سیری سنئے تو بزمِ ملا سنئے  اس نہ سنئے کو اُسکے کیا کیجے  خیر دو نو کا کام نکلتے سکا  بھٹک کو سمجھا کے گالیاں دیجے  عشق کی ابتدا ہی ہے انجام  نہ بن عاشق نہ آپکو چاہوں  زیب ہے گر ہمارے ارمان کو  آشنا ہے رقیب بازاری  جان دیتا ہوں کس خوشی سے  آئینہ میں دکھا کے کہتا ہوں  جب مری جان آگئی لب پر</p>	<p>میں نہیں ماننا بُرا کہئے  کوئی پوچھے سبب تو کیا کہئے  کچھ نہ کہئے تو آپ کیا کہئے  بھٹک و دشمن کا دو سرا کہئے  آس سے کیا خاک مدعا کہئے  لے گئے دل وہ مفت کیا کہئے  اپنی کہئے تو بزمِ ملا کہئے  اس نہ کہئے کو اُسکے کیا کہئے  قصہ عشق جسا بجسا کہئے  فقرہ فقرہ جدا جدا کہئے  ابتدا ہو تو ابتدا کہئے  غیر سے اپنا مدعا کہئے  کشتی دل کا ناخدا کہئے  آپ بھٹک کو نہ آشنا کہئے  آج تو آپ مرجسا کہئے  آپ ہی میں کہ دو سرا کہئے  تب وہ کہتے ہیں ماجرا کہئے</p>
---	---

اب نہ کیجے نہ کہئے پہ سو درے  
اب نہ عاشق کو با وفا کہئے

<p>کہتے ہیں اب ہے شوق ملاقات کا مجھ  سمجھایا یہ میں کہ دل کو مرے پھیرتا ہے</p>	<p>جب حوصلہ رانا نہ کسی بات کا مجھے  باسی جب اُسنے پان دیارات کا مجھے</p>
--	---



<p>دن رات دیکھتا ہوں چینوں کی ذکر ہے جس رات یار تھا میرے پہلو میں جلوہ گر پہلے سے اپنے دل کو کہیں اور بھیجتا آتی ہیں یاد یار کے کانوں کی بجلیاں تیرے ادا کو کیا کہوں جو سفت کر گئی کل کھا کے اپنے سینہ کو ٹریڈر ٹھہرا</p>	<p>رہتا ہے شوق ایسی حکایات کا مجھے برسوں سے ہے خیال اسی رات کا مجھے ہوتا اگر یقین تری گھات کا مجھے موسم نہ جینے دیکھا یہ برسات کا مجھے احسان مند مرگِ مفاجات کا مجھے جھلا خُدا کے واسطے دو ہاتھ مجھے</p>
---	--

بھٹکے اگر غرض ہے تو ایک انکی ذات کا  
عاشق نہیں ہے ڈر کسی ذات کا مجھے

<p>بڑی شہرت تری محفل میں ہوگی شب غم جان تری محفل میں ہوگی لیکھا گیا بجز شوق شہادت ہمارے خون کی گرد ہمارے رکھے عدم کی راہ اک طولِ مل ہے سبک رفتارے ناقہ سے یلی صدائے درد بخون سنکے یلی شبِ ہجران میں لاکھون آفتن میں نہ بدلیگا کبھی دو نوجوان سے ترا خنجر اگر جھک کر چلے گا سوائے شکرِ قاتل کیا سنو گے ابھی رہنمائے عشق بچائے صدائے درد شکرِ میری بولے</p>	<p>کیونگا میں جو میرے دل میں ہوگی تری محفل ہمارے دل میں ہوگی میری جان خنجرِ قاتل میں ہوگی روانی خنجرِ قاتل میں ہوگی بہت مشکل بڑی منزل میں ہوگی بڑے آرام سے محل میں ہوگی یقین ہے مضطرب محل میں ہوگی مصیبت بھی بڑی مشکل میں ہوگی جو نعمت کا سہ سائل میں ہوگی تو ہر بانگی ادا بسمل میں ہوگی اگر جنبش لبِ بسمل میں ہوگی کہ آسانی بہت منزل میں ہوگی کہ جان اسکی بڑی مشکل میں ہوگی</p>
---	--

تصور میں بھی وہ صورت ہے پہنان وہ یوں فرماتے ہیں ذکر و وفا پر کر گئی دیکھنا بر پا قیامت کبھی آنے کی خود ہی دُختر رز	لظرف کے پردہ حائل میں ہوگی ہوائے وصل شاید دل میں ہوگی کوئی حسرت جو دل کی دلیں ہوگی کشش گر میکشون کے دلیں ہوگی
---	--

سمجھ لینا دل عاشق وہی ہے  
بجھی سی شمع جو محفل میں ہوگی

تیرا چھٹکی مشکین با شکل سے نکلے گی نہ جیتک تم نکالو گے نہ حسرت دل سے نکلے گی تھل دیکھ کر میرے رشتک سے اعدا ٹکڑے شیشہ نے میں بڑی گی اک گرہ بن کر ترپتی لوثی روتی ملیگی خاک میں جسدِ م دھوین میں اڑا دیگی زمین آسمان تک ٹکا لگے بھلا تم محتسب کیا دُختر رز کو جو مرگ قیس کی اڑتی سی سن یگی خبر لیا نہیں ہے منٹون سے فائدہ اتنی قیس ناؤ کہیں تم فوج کر دیکھو کہ بیان شوق شہادت میرے دلیں یہ سعت ہی عدم بھی جھکا ہے کو اُبھارے موج گرد دے ہوئے میرے سفینہ زمانے کو نہ کیونکر رشتک ہو گا ایسی سیت پر فلک کے جو سے دلو تسلی دیکھے کہتا ہوں یقین ہے ساتھ جگمگ عاشقوں کا اسکے جاہلگا	مُحبت غیر کی کیونکر تھا رہے دل سے نکلے گی یقین ہے جان نکلنے پر بھی یہ شکل سے نکلے گی صدائے آفرین جب خنجر قاتل سے نکلے گی جو شوقِ قتل میں بھکی لب لبمل سے نکلے گی کیسی آرزو سے دل تری محفل سے نکلے گی گراہ با اثر حیران میں میرے دل سے نکلے گی رگ مپے میں ہے یہ میٹھی ہوئی شکل سے نکلے گی گریبان چاک ہو کر پردہ محل سے نکلے گی کوئی پردہ نشین ہے کس طرح محل سے نکلے گی صدائے اندکبر کی ہمارے دل سے نکلے گی یقین جانو قیامت بھی اسی منزل سے نکلے گی صدائے ہفیت کیا کیا لب ساحل سے نکلے گی جو بکر حسرت دل کو جہ قاتل سے نکلے گی کوئی صورت تو ابھی پردہ حائل سے نکلے گی صبا پھول نہیں بس کہ جب تری محفل سے نکلے گی
--	--

بھلا ہو دینے والی کا بھلا ہو دینے والی کا دعا یہ ایک بوسہ پر دل سائل سے بچلے گی

جو دل غصصیت کھلا ہے عاشق سے ملو زاہد  
صفائی کی کوئی صورت اسی کال سے بچلے گی

لذہب ماما ہے نالہ آسمان سے  
سمجھ جاتے ہیں پہلے ہی بیان سے  
عداوت ہو تو ہو دورِ نومان سے  
لگاؤٹ گرنہ کرتے وہ جہان سے  
رگڑتی ہے جبا سہر آستان سے  
یہ اک مدت سے سرکش ہے خدا را  
شب بھران کے شعلے تھے جو لہین  
وہ آتش بارہون کیا تاب دشمن  
نصوَر میں بھی یہاں حورین نہیں ہیں  
کسی کی زلف کا سودا ہے دل کو  
لب قاصد پہ ہے مہرِ خوشی  
دُراوہ - بے دھڑک اندر گئے ہم  
ہے اُسکی بیکی بھی قابل دید  
وہ آتش بازی اسکو جانتے ہیں  
وہ مجھ سے کہتے ہیں سودائی تجھ کو  
شب بھران بلا ہے فتنہ انگیز  
عدو کہتا ہے مرجاؤں تو اچھا  
ہمیں تو ایسی باتوں کا مزا ہے

نہیں پھرتا یہ ہرگز درمیان سے  
وہ رازِ دل بتاتے ہیں زبان سے  
دلی الفت ہے تیرے آستان سے  
لگن عشاق کو ہوتی کہاں سے  
یہ قسمت لائے گا عاشق کہاں سے  
فغان دہا تھ کر لے آسمان سے  
وہ بکر برق بچلے آشیان سے  
یلائے گا زبان میری زبان سے  
دمِ آخر وہ کیوں ہیں بدگسان سے  
بچے گا کب بلائے ناگہان سے  
کہنے کا کیا بُت شیریں زبان سے  
ہوئی جھنجھٹ جو شب کو پاسان سے  
جو پیچھے نہ گیا ہو کاروان سے  
جو شعلے جمع کرتے ہیں میری فغان سے  
اٹھالائی ہے پھر وحشت کہاں سے  
ارتھتی ہیں بلا میں آسمان سے  
مگر ہم سن بھی لیں اُنکی زبان سے  
سنیں گے گالیاں اُنکی زبان سے

<p>کہ خالی ہاتھ جاتا ہوں یہاں سے شکایت کیا ہمیں پھر آسمان سے غرض پھر ہلکوا کیا ہو پاسبان سے ہمیں کیا کام عمر جاودان سے مکان سب پست ہیں میرے مکان سے</p>	<p>بتاؤں کیا جو پوچھیں لائے ہو کیا تھمارے چشم کی گردش نے مارا تصور سے شریک بزم ہوں جب ذرا دم لے اہل آئینکو بین وہ مکین وہ خانہ دل میں بین عاشق</p>
<p>وہ عاشق نے اٹھایا بارِ الفت نہ اٹھا جو زمین و آسمان سے</p>	
<p>سکنتا کوئی جاتا ہے کیسا دم نکلتا ہے وہی ارمان تو ارمان ہی جو دل سے کم نکلتا ہے نکلتا جو ہے کوچہ سے ترے بیدم نکلتا ہے اداؤں سے او عالم پر اک عالم نکلتا ہے کوئی کہدے کرم کچے کیسا دم نکلتا ہے مرے دیوان کا ہر صفحہ کیوں پرزم نکلتا ہے اگر آتا ہے آجاؤ نہیں تو دم نکلتا ہے تو پوچھا دشمنوں سے مگر کیا کم نکلتا ہے</p>	<p>ترے کوچہ سے بہر دید اک عالم نکلتا ہے وہی حسرت تو حسرت ہی جو دلیں جم کے رہتی ہے ترپنا لوٹنا سہوٹنا آہ و فغان کرنا تھمارے حسن پر جو بن ہو جو بن ہے وہ کہتے ہیں کہ جگر ایک ٹھوک سے جلا دین گے رُلا یا مصحفِ نرخ کے تصور نے مجھے ورہ تھمارے انتظارِ وعدہ نے ٹھہرا لیا لب پر نہ دیکھا اُسے جو بازار میں تنکے مجھے چلتے</p>
<p>نوید مرگ دشمن شکے عاشق شاد ہو کیونکر کہ نالہ درد سے بیکر صرف ماتم نکلتا ہے</p>	
<p>پس امتحان امتحان ہو رہا ہے یہ ہنگامہ برپا کہاں ہو رہا ہے وہ نا مہربان مہربان ہو رہا ہے گدزِ بحث آسمان ہو رہا ہے</p>	<p>ستم ہے وہ پھر بدگمان ہو رہا ہے صدِ الامان الامان کی ہے ہدم خوشی کیوں نہ قتل ہونے کی محکم اڑائی ہے کب خاک دشمن کی ہمنے</p>

گرہ کو فی اسکی بھی ہے سخت یارب	چو گردش میں یوں آسمان ہو رہا ہے
تصدیق بھی پر زمین ہو رہی ہے	بکھی پر قد آسمان ہو رہا ہے
جو تشہیر کرتا پھرے اک جہان میں	وہ تقدیر سے راز دان ہو رہا ہے
بیسے چکیوں نے خبر دی ہے آکر	مرا ذکر جو کچھ وہاں ہو رہا ہے
نہیں رکتے روکے وہ ذکر عدو سے	شب وصل میں ہی بیان ہو رہا ہے
جسے غیر کہئے جسے دشمن جان	وہ قسمت سے وہاں پاسبان ہو رہا ہے
میں آویزا نگہ کش کیونکر نہ کر لوں	وہ دشنام سے درفشان ہو رہا ہے

چلو سیر کر آئین جنت کی عاشق  
عجب کچھ تماشا وہاں ہو رہا ہے

ہم مصیبت میں شریک رہ دو غم لے کر	یاس حیران رخ فرقت چاہنے والے کر
لکھنا کر میں چلا جب اضطراب شوق میں	یہ خودی بولی کہ بسم اللہ متوالے کر
انجم و شمس قمر میں آسان پر دیکھا عکس	دیکھ لیجے سینہ پر داغ کے چھالے کر
دل بھر میں آبلے ڈالے میں شک گر مئے	وصل جانان ہو تو پھوٹیں بھر کے چھالے کر
چو کڑی بھولا ہوں میں یاد آگئی بھر شہیم یار	دشت غم میں سامنے آئے ہرن کالے کر
ہوں شب بے وقت تپ فرقت ہی سوزان	شیخ کے سانچہ میں گویا استخوان ڈھالے کر
بخت تیرہ روز فرقت کو کروں کیونکر سفید	دشمن جان ہو گئے کیسے یہ دو کالے کر
ہو غمڑا اسے فلک تیرے حوین اڑتے ہیں اب	بالہ و افغان ہیں آتش کے یہ پر کالے کر
سیخ و غم ہیں مانگتے اک ایک کو ممکن نہیں	کیونکہ دید و دل جگر مدت کے ہیں پالے کر

اسے جناب عشق عاشق کو نہ پوچھے کوئی کیا  
نہر ہو حضرت سلامت جانے والے کر

یار ہر سے لب تک بھی فریاد نہ آتی	اچھا تھا اگر انکو مری یاد نہ آتی
----------------------------------	----------------------------------

<p>بھولے سے بھی عاشق کبھی یاد نہ آتی  ہر روز نیا دل ہمیں درکار نہ ہوتا  نیکہ نیند نہ سوتا کبھی اس طرح سوانح  گھبراتے ہو فریاد سے تو داد دو صاحب  پامال ہی کرتے تو مری خاک اُڑتی  وہ آتے نہ بھانٹک تو تصور سے بڑاتے  اس خاک کے چوکے میں کوئی حید نہ پھنتا  مرتے نہیں بر مرنے کے قرار نہ مارا</p>	<p>بیدار کرو کاش تمہیں یاد نہ آتی  ہر روز نئی گر تمہیں بیدار نہ آتی  شیرین جو تر سے خواب میں فراد نہ آتی  بیدار کرتے تو یہ فریاد نہ آتی  جان کو چسے ہو کر تر سے برباد نہ آتی  گر نیند تجھے اسے دل ناشاد نہ آتی  گر خاک تر سے دام پر حیات نہ آتی  یہ بات دم نہ تر ہمیں یاد نہ آتی</p>
<p>فریاد بھی فریادی ہے بیدار سے عاشق  اچھی تھی حسنون کو جو بیدار نہ آتی</p>	
<p>جس شب آجائے وہ کبھی وہی بات نہی  ہم یہ دیکھیں گے سیحان ترا عجز نیا  چھوڑا بھندار میں بسمل کوڑ پتا ہے نہی  وہی تو بہ ہے پرانی تر سے پاس سے عظم  ایسے معشوق طر حدار سے دل کیونکہ بچر  چیر کر پہلو کو دل ہاتھ پہ رکھ کر یہ کہوں  ہے وہ معشوق نیا عیش کساناں ہونیا  گالیاں ہکو ملین اور دعائیں ہم دین</p>	<p>شوق ہر دم جو نیا ہے تو ملاقات نہی  منہ سے بولے تری تصویر تو ہے بات نہی  پیری شمشیر نے کی کیسی مدارات نہی  بائیں گر کہئے کوئی قبیلہ حاجات نہی  جسکے سچ و سچ منے انداز نیگات نہی  دیکھئے نذر نہی لیجئے سوغات نہی  منے دو آتشہ دسے پیر خرابات نہی  دیتے ہیں حضرت من آپ مکافات نہی</p>
<p>اپنے منہ یوں تو میان مٹھو ہیں ابی عاشق  نان جو مضمون اچھوتا ہو تو ہے بات نہی</p>	
<p>جتنے تھے قہر جہنم دشمنوں سے بھر گئے</p>	<p>وہ ہوئے میرے تو یہ سب جلتے جلتے مر گئے</p>

<p>بات اب سنتے نہیں یا کل تھے میرے ہنر بان  ایسی ہیبت ناک کبھی شکل تیری خواب میں  سطح تڑپا کہ جہرت بھی تماشا ہی ہوئی  میں بڑے عیار جیو دکر کے چشم مست سے  غم سے یہ چھوٹے تو وہ بین بتلائے صدالم  تیز رو جلد اور ہم آہستہ رواط رہے  باس و حسرت بیکسی کیونکر نہیوں پھر نوہاگر</p>	<p>آج پھر اغیار شاید کان اُنکے بھر گئے  جو تک چونک اٹھی شب غم تجھ سے ہم ڈر گئے  بزم میں جو رات کو ہم بادل مضطرب گئے  لیگے پہلو سے دل کے عوض سل گھر گئے  مرنے والے جی گئے اور جینے والے مر گئے  گرتے پڑتے بیٹھتے اُٹھتے اُسی در پر گئے  جس قدر ارمان دلیں تھے وہ سارے مر گئے</p>
---	---

بیوفادم تھا گیا پر کیوں گئے تم اُسکے ساتھ  
حضرت دال ب عاشق سے بدل کیونکر گئے

<p>کیوں لڑائی ہو تیری چتون سے  چشم جانان میں سرمہ دینے کو  ہے برنگ لباس یار سے رشک  آتش عشق کی وہ جدت ہے  کشتہ چشم یار ہوں جو ہرن  چادر چرخ کہنہ ہو گی رفو  ہو گئے کیوں یہ سب مرے دشمن  و جد ہے مشتری و زہرہ کو  ہم تماشا دکھائیں دشمن کو</p>	<p>نہ لڑے گر کبھی یہ دشمن سے  خاک لایا ہوں دشت ایمن سے  دھوین نکلے زبان سوسن سے  برق گرتی ہے بچکے مدفن سے  آنکھیں ملتے ہیں میرے مدفن سے  بیچھے تار میرے دامن سے  دوست ملتے ہیں جا کے دشمن سے  شوق ہے اُنکو میرے شیون سے  ہوا اشارہ جو چشم پُرفن سے</p>
---	--

عاشق اللہ کا وہ بُت کا ہے

کیون لڑیں شیخ جی برہمن سے

شرم جس شرم سے ہے شرم شرمائی ہوئی  
وہ حیا جس سے حیا کو ہے حیا کی ہوئی

<p>میری بن آئی گرا سکی ہے اجل آئی ہوئی          پانور سوائی لئے پھیلے تور سوائی ہوئی          محفل آرائی سے کوئی محفل آرائی ہوئی          جو زمین ہے آپکے پانون کی ٹھکرائی ہوئی          کب رُکے گا وہ کہ جسکو قید تنہائی ہوئی          بس هجومِ باس سے آئی ہے گھبرائی ہوئی          تیغ خود جھوٹی تھی یعنی رنگ کی کھائی ہوئی          کاوش غم سے جو میرے گرد دل کھائی ہوئی          بہرا گونگا مین بنا کیا خوب دانائی ہوئی          ساتی کوثر کی بخشش سے جو ہو آئی ہوئی          ٹھوڑی تھوڑی ہے طبیعت آپ پر آئی ہوئی          حشر بریا کر دیا یہ کیا میحائی ہوئی</p>	<p>غم کی کالی سی گھٹا دشمن ہے چھائی ہوئی          مان جانا دل تو بڑھتی کیوں یہ رسوائی مری          لگے آنے سے ہوا یہ عکدہ عشرت کدہ          بنگلی رشک ارم پر یون کا جھگٹ ہو گیا          پردہ دار سی عشق پردہ دار کی آسائش          آرزو کو چہ سے اسکے ناامیدی کو لئے          ماتھہ قاتل کا مری قسمت سے جھوٹا بڑ گیا          اشک کے دریا بہت اُدے گویا ہے وہ          روبرو میرے کہے سب از ان سے غیر لئے          جلد تو بہ کیجئے زاید وہ مے اور سو حرام          وحشت دل جوش پر ہے ان دنوں بار و گر          صور سے پہلے کہا جو قہم باذنی آپنے</p>
---	---

بخشش غفار پٹھاناز جو عاشقِ مخمین  
 ابر رحمت کی گھٹا ہے قبر پر چھائی ہوئی

<p>آرزو کے لئے پھرتی ہے گھبرائی ہوئی          موت اس سے ڈر گئی مجھ کو شکیبائی ہوئی          حسنِ عالم کش کی تیر سے خوب بیابی ہوئی          جہر فرسائی سے یارب جہر فرسائی ہوئی          اسے صیا کیا تیری شامت کہین آئی ہوئی          کو بکو پھرتی ہے شہرت آج گھبرائی ہوئی          او جو کھلائے ہو گئی قسم کھائی ہوئی</p>	<p>عالم ارواح سے آکر تماشائی ہوئی          بے اسکو دیکھ کر اتے پھر ہی آئی ہوئی          قتل مجھ کو کر دیا شہرت ہوئی میں چھٹ گیا          گہس گیا سنگِ دربت پر نہ کچھ حاصل ہوا          چھیڑتے ہی زلف کو پنجال میں چھین جائیگا          پھر کسی بیکس کو قاتل نے کیا بے وجہ قتل          مان فقط دشمن کی باقی ہے کہو تو اسکو کھائیں</p>
--	---



<p>چشم حق بین سے جو دیکھو تو رسول الہ کی          رنج و غم درد و الم تھے سب کسب گھیرے          پھرتی ہے آوارہ بازاروں میں کلی آرزو</p>	<p>دو جہان پر ہے بجلی ایک سان چھائی ہوئی          ہکڑا ہل چکر شب بھی نہ تنہائی ہوئی          یہ کسی کا کل کے سودے میں ہر سودائی ہوئی</p>
<p>تھا کسی پردہ نشین کا عشق جو عاشق تمھیں          پردہ شب میں تمھاری شام تنہائی ہوئی</p>	
<p>دل میں اُنکے بل جیویری ہے بل کھائی ہوئی          وہ نگاہ ناز محشر میں تماشائی ہوئی          اُسے غم نامے جلانے نامہ بر جا کر تھکے          سوختہ برقی نگھٹنے کر دیا فوراً اُسے          غیر کے ملنے سے اُنکو کیا حیا آئی ہے آج          نشہ خون ہے گلے غتا ہے کیسا دوڑ کر          باتوں باتوں میں اُلجھتے ہیں بگڑ جاتے ہیں          غیر کی قسمت میں عیش و صل تمھارے ازل          نامہ برج بقل ہو پھر کیا رہے اُمید صبر          کیا سحر کو اُس گل رعنا کی دیکھ آئی بہار</p>	<p>جب کہا دیکھو تو بولے آنکھ ہے آئی ہوئی          گڑاٹھی میری طرف تو کیسی رسوائی ہوئی          اُنکی پافر سائی میری خامہ فرسائی ہوئی          عالم امکان میں جس سے شناسائی ہوئی          آنکھ کی پتلی نظر آتی ہے شرمائی ہوئی          خنجر قاتل سے کیا اچھی شناسائی ہوئی          کچھ تو ٹیڑھی سیدھی دشمن کی ہے سمجھائی ہوئی          میرے حصہ میں غم و صبر و شکایتی ہوئی          بیکی پھر کیوں نہ ماتم میں ہو گھبرائی ہوئی          چل رہی ہے جو نیم صبح اترائی ہوئی</p>
<p>شرم تم رکھو گے عاشق اس جلی کیا ہیں          یہ کسی اُمید پر ہے دور سے آئی ہوئی</p>	
<p>غزلہائے غیر طرح دیوان ردیف یائے تھمتانی جو حضرت          داغ کی غزلوں پر قافیہ بقافیہ تحریر کی گئیں</p>	
<p>تمھارے گیسو رخ سے شیم عنبرین نکلی</p>	<p>بہت مشک فتن کو ناز تھا شیخی بہین نکلی</p>

طبیعت سے تری کب ضد کی عادت تازین نکلی  
 وہ آتش دم ہون میں دم میں جلا کر خاک کر ڈالا  
 عجب انداز سے تڑپا ہے بس لہلہ آج مقتل میں  
 غضب ہے مر گیا میں تو بھی اُنکو بدگمانی ہے  
 ہزار دن و صد و پندرہ غصہ ہے وہ یہ کہتے ہیں  
 نگاہ ناز جانان کے مقابل برق ہو کیونکر  
 ہمارے دست و حشمت نے جنوں کو بھی دیئے <sup>خلعت</sup>  
 نگاہ ناز سے نکلی تو سیدھی پار ہے دل کے  
 زہے طالع لکے پڑھنے لگے توحید کا کلمہ  
 بڑی مشکل پڑی ہے بت پرستوں کو پرستش  
 ترے کوچہ کی دست بھی کوئی دست نہی <sup>سخت</sup>  
 قیام حسن سے یہ بھی نہیں بڑھتی قیامت ہے  
 شہنشاہ میں اللہ رہے اُسکے مسکرانے سے  
 حیا کے ساتھ ہے حسرت تھارے دلیں عاشق کی  
 ہزاروں تفتہ جان نکلی ہزاروں نیم جان نکلی  
 جلانے ہو گئے دل عثمان کے اُس شمع محفل نے  
 کھٹکنا تھا اگر یوں چھوڑ کر اسے نیوفا بیکس

کہ جب بھان ابستان نکلی ترے منہ میں نہیں نکلی  
 تڑپ کر برق پر اس طرح آہ آتشیں نکلی  
 لب شمشیر قاتل سے بھی ہجوم آفرین نکلی  
 یہ کہتے ہیں ابھی اس نجان کی جان نہیں نکلی  
 سنی کس نے ہمارے منہ سے ان نکلی نہیں نکلی  
 یہ وہ بجلی ہے جو گر کر کہیں ٹھہری کہیں نکلی  
 ہزاروں میں ہماری آستین اُن آستین نکلی  
 چاہی شونخون کا سانگ بھر کر شکر گین نکلی  
 صد اللہ اکبر کی جو وقت واپسین نکلی  
 جہان چھر کوئی دیکھا تو عاشق کی جبین نکلی  
 ازل سے تا ابد دیکھو وہی پہلی زمین نکلی  
 گرہ جب عمر جانا لگی گئی تو چودھویں نکلی  
 جہان میں غل ہوا وہ رات دیکھو چودھویں نکلی  
 تمبادل تھہرے لیکن نہ یہ پردہ نشین نکلی  
 تمھارے بزم سے ہمد و میری حسن کہیں نکلی  
 صبا اُس بزم سے کچھ آج غلگین حنین نکلی  
 تو دل کے ساتھ ہی بھر کیوں نہ ایجان حنین نکلی

غم حیران کے ماتھوں سے سنہا لو کوئی عاشق کہ  
 اب اُسکے پاؤں کے نیچے سے اسے ہدم زمین نکلی

غزل دیگر قافیہ بقافیہ

کب تو تہ النصوح میں مجھے خطا ہوئی  
 حالت تغیر ایسی یہ کیوں دل رہا ہوئی  
 غیروں کی بددعا میرے حق میں دعا ہوئی  
 کیوں مرگ ناگہان تو عبت بد مزہ ہوئی  
 جو بات راز کی تھی وہی برملا ہوئی  
 اُس سے تو کہہ دے گو نہ ہوئی اُسے یا ہوئی  
 تو بہ جہان گناہ بنی یا خطا ہوئی  
 حسرت بھی دل کے ساتھ ہی دلی فنا ہوئی  
 خضر بقا ہمارے لئے یوں فنا ہوئی  
 دشمن دکھائے اکٹھے تو یہ بات کیا ہوئی  
 آخر وہین ہوئی کہ جہان ابتدا ہوئی  
 برق نظر تری نہ کسی جا خطا ہوئی  
 چھوڑو خدا کے اسطے پیچھا خطا ہوئی  
 قاتل جو سُکرا کے کہے مان خطا ہوئی  
 جب بعد قتل ہنسکے کہیں وہ خطا ہوئی  
 بے رحمی ان بتوں کے لئے جب ادا ہوئی  
 بے چینی یہاں جدا ہوئی اور دان جدا ہوئی  
 مقبول جانتے ہیں ہماری دعا ہوئی  
 دنیا ہوئی تمام اک اُنکی ادا ہوئی  
 ایسی ادا ہوئی تو بھلا کیا ادا ہوئی  
 میری قضا ہوئی تری ظالم ادا ہوئی

پھر باز پرس کس لئے روز جزا ہوئی  
 شوخی میں پہلے شرم دیا تھی وہ کیا ہوئی  
 تیری جفا بھی میرے لئے تو دفا ہوئی  
 یہاں کیا دھڑا ہے غیر کے گھر جا کے پینا ہوئی  
 صورت بدل گئی مری کیوں ایسی عشق میں  
 دشمن مر گیا میری صفائی سے ہنشین  
 جرات سوال بوسہ کی وہاں کون کر سکے  
 خانہ خراب پھر نے لگی بیکسی مری  
 دی جان راہ حق میں تو عمر ابد ملی  
 کیجئے جفا میں آپ جہان تک قبول ہیں  
 خانہ خراب کیسی ہے یہ دل لگی جناب  
 جس دل پہ جا پڑی اُسے بس خاک کر دیا  
 کب دشمنوں کو مینے کہا ہے بُرا بھلا  
 پھر کیا خون بہا کہ سمجھی کچھ تو مل گیا  
 فرط خوشی سے ہنسن میں سر نہ خرم دل  
 پھر داد خواہ کون ہوا نکا جہان میں  
 گر یہ سہی میرے پہنچی جو آواز بالگوش  
 ترچھی نظر جو اُگئی ہوئی سیدھی اس طرف  
 اُنکی نگاہ ناز قیامت تھی یا بلا  
 جس جس نے اُنکو دیکھ لیا اُنکی قضا  
 تیرنگاہ ناز کے بڑتے ہی جان گئی

جب وہ پٹری رقیب باطلوار پر پڑی اپنا سا کر لیا ہے اب اُسکو بھی حق پیرت میں بھی یہ جانتا ہوں کہ لڑتی رہی سدا جب تم گئے تو قبر میں ہسکو جگہ ملی عاشق عدو کو گھیر لیا اُسے آنکر	پھر کہتے ہیں نگاہ مری پار سا ہوئی پڑھ لیں دو گانہ بندگی حق ادا ہوئی غیر دن سے کب نگاہ تری آشنا ہوئی جب بول گیا تو درد کو پہلو میں جا ہوئی جب کوئی آسمان سے نازل بلا ہوئی
---	--

زاہد ناز عمر میں تیری ہوئی نہ ایک  
عاشق کی ایک سجدہ میں ساری آہوئی

### غزلہائے غیر طرح دیوان

ہم ترے کوچہ میں اس طرح رہیں آتے جاتے ہر قدم شور قیامت میں اٹھاتے جاتے جو بہت چلتا ہے تھکتا ہے وہ آخر اک ان خون دشمن کا لگاتے ہیں زمین پر قشقہ پھول چھڑتے ہیں گہر گرتے ہیں آفرین مگر مر کے یوں خاک ہوئے تھے کہ رسائی ہوگی رہرو منزل عقیقی کو جو وحدت ہے پسند رہگزین ہے مرا کلبہ احزان اے جان آہن بھرتے ہیں ترے سوختہ جان نفیہ بگر سوختہ دل ہیں وہ مایوس کہ آہن بھر کر پچھلے دل تو عبث چھوڑ کے جاتے ہوا اثر رقت مضمون سے ہے قاصد گریان	سہرے بل چلتے ہیں اور ٹھیکیاں کھاتے جاتے آرمیدون کو ہیں ٹھوکر سے جلاتے جاتے مذقین دم کو ہوئیں سینہ میں آتے جاتے خاک خون میں ہیں مجھے یوں ہلاتے جاتے وہ ہیں دشنام سہراہ سناتے جاتے ہائے وہ خاک سے دامن میں بجاتے جاتے پاؤں کو بھی لازم تھا اٹھاتے جاتے اس طرف بھی تو گذر ہو کبھی آتے جاتے ہیں فلک زیر فلک اور بناتے جاتے اک فلک تازہ دھوئیں کا میں بناتے جاتے نقش امید بھی سینے سے مٹاتے جاتے حرف مٹاتے ہیں خط کے مرقبانے جاتے
---	---

ایکدے میں کبھی پایا کبھی تنہا نہ میں عاشق زند کو دیکھا یہیں آتے جاتے

ہم بھی عاشق ہر مقصد پہ پہنچ جائیں گے  
نقش پائیش وون کے میں جو پاتے جاتے

دیکر

وہ گردِ رخ جو زلفِ معنہ بنائیں گے  
دود جگر سے چرخ کی چادر بنائیں گے  
لکھنے کو وصفِ مصحفِ دُخار یار کے  
وحشت کر لگی اگر خلشِ خار کی ہوس  
آبِ روانِ اشک سے اندوہ بھر میں  
قاتل ہمارے قتل سے آئیگی + ورا آب  
ہم سے بگڑ کے خیر تبون سے ملا تو ہے  
ہے ساختہ بناؤ تیرے اے کیا کہوں  
دشمن کی روک کے لئے دیکھ غبار سے  
احسان کسی کا لین گے نہ ہم راہِ عشق میں  
تکو تو اے دلشکنی کھیل ہو گئی  
خاموش ہو کے وصل میں یوں تو نہ بیٹھے  
واعظ مجھے ڈراتا ہے محشر کی پیاس سے  
ٹڑپا کے آپ کو قیامت نہ لایے  
ہم کچھ عدو نہیں کہ بنیں اُنکے مدعی  
ہم اُنکے جائیں گے وہ کہیں لاکھ بند و بست

اے کارگردماہ کے چکر بنائیں گے  
چنگاریوں سے آہ کے انگر بنائیں گے  
تاریک گاہِ شوق کا مسطر بنائیں گے  
مڑگانِ یار کو سرِ نشتر بنائیں گے  
ہم نذرِ یار کے لئے چادر بنائیں گے  
قطروں سے خون کے جوہر بنائیں گے  
اب تجھ پہ ہم بھی اسدِ دل مضطرب بنائیں گے  
دل پر بنائیں گے کبھی جان پر بنائیں گے  
دیوارِ شل سے سکندر بنائیں گے  
قاصد کے بدلے آہ کو رہبر بنائیں گے  
ہم کسکے گھر سے روزِ نیا گھر بنائیں گے  
بُت بن کے آپ مجھ کو بھی تحفہ بنائیں گے  
سب کام میرے ساتی کو شہر بنائیں گے  
مضطرب وہ ہیں جہان کو مضطرب بنائیں گے  
کیون رنگِ خون سے قتل کا محضر بنائیں گے  
اب طائرِ خیال کا شہر بنائیں گے

عاشقِ جنین گے وصل میں فشانِ جبین پڑے

اب آسمان حسن پہ اختر بنائیں گے

<p>ہم سے فلک میں شکر کے دل کھائے ہوئے          اٹھیں نہ رشک سے کیوں بغیر اٹھائے ہوئے          قدم قدم پہ تھے فتنے بیا قیامت تھی          اگر نہ آئے وہ دلبر تو موت ہی آجائے          عدو پہ ناز تھا اب کیوں بنا وہ مور و مین          عذاب روز جزا سے وہ کیا ڈرین و اعظ          یہ کون بسمل پر شوق آج قتل ہوا          نہ غنچہ خود میں شگفتہ نہ اپنے زخم جگر          وہ دل کو لینگے اپنے تو رہ گئے بس ہم          جو کشکان قاتل میں خاک میں سوئے          رہیگی رونق حسن و جمال کب مخفی          خطر ہو کیا اٹھیں دریائے مصیبت کا کچھ</p>	<p>حزین میں خستہ میں مظلوم میں ستا ہی ہوئے          رقیب آسے میں محفل میں بے بلائے ہوئے          چلے وہ ناز سے دامن کو جب اٹھائے ہوئے          دعا کو ماتہ میں مدت سے ہم اٹھائے ہوئے          بناؤ پھرتے ہو کیوں اپنا منہ بنائے ہوئے          جو سختیاں میں غم بھر کی اٹھائے ہوئے          لباس سرخ سے وہ خون میں بین ہائے ہوئے          یہ گل میں اس گل خندان کے سب کھلائے ہوئے          کلیجا غم سے صو سے ہوئے دبائے ہوئے          اٹھیں کیسے نہ ہرگز کبھی اٹھائے ہوئے          نقاب میں ہون وہ گولا کھ منہ چھپائے ہوئے          جو بجز رشک نہ امت میں میں نہائے ہوئے</p>
---	---

نہ کیوں ہوں بجز ندامت میں غرق آعاشی  
 کہ میرا خون عین وہ ہے گندہ ہائے ہوئے

<p>سربکف ہو کر ہمیشہ کوئی قاتل میں رہے          ناز کی سے جب نہ خنجر دست قاتل میں رہے          جب سبکٹا بھونچیں اور بھاری ترے لیون          پھر کوئی کیا خاک جا کر کوئے قاتل میں رہے          روئیں اُن ارمانوں کو نکلے نہ جو دلیں رہے          قبضہ شمشیر و خنجر دست قاتل میں رہے</p>	<p>کشتنی وہ ہیں کہ ارمان قتل کے دلیں رہے          نکلے ارمان شہادت کے دل کو کس طرح          کیا رہے ایسے تو رہنے سے نہ رہنا خوب تھا          بعد پامالی وہ کر دی خاک بھی ہر جا جب          پیشین ہم اُن حسرتوں کو جو سدا بھٹکی پھر رہے          تھے شہادت کے جو جھوٹے کھالیا پھل شہدائے</p>
--	---

دختر ز منہ لگی جسکے نہ چھوٹے کی کبھی عشق پر وہ دار سے ڈھانکا ہوا پردہ سیکل وہ نہیں آیا گلستان میں تو آئی ہے خزان کچھ دے میں ہانک کچھ لطف کو کچھ خال کو	محتسب پیتے رہے خون نکر باطل میں رہے پھر بھلا لیل کا پردہ کیوں نہ محفل میں رہے وہ مزے پہلے سے کب شور غدا دل میں رہے میرے دل کے ٹکڑے یوں امان قافل میں رہے
---	---

بھوٹا عاشق کو وہ کہتے ہیں سوال وصال ہے  
ہجر کیسا عمر بھر جب تم مرے دلیں رہے

### غزل دوم ایضا

پوچھتے کیا ہو شب غم کن شاعری میں رہے یہ زمین جہنم کو افشان کر چکا خون سے نا تو انی سے نہ نکلے دو نو گھر سے ہجر میں ہائے میں ترپا نہیں لٹا نہیں کچھ نہیں وہ تجلی نغمہ کی اور دبدبہ حسن کا وہ عدم آباد کو پہنچیں گے کیونکر ہر وہ خوب لوٹے آجکے روئے مخطط کی بہار آنکھ میں ہو جلوہ نظار تیرے دوست کا کرتے ہیں بے چین جو آگے ان کو تو تھیں یو چھو تو بنلاؤں میں شکو کہاں تھے پردہ دا	رنج و غم درد و الم سے مشورے دلیں رہے دم اگر تھوڑا بھی باقی تیرے بسل میں رہے میں تو کیا ارمان بھی میرے سخت شکامیں رہے سیکڑوں ارمان بھرے قافل مکر دلیں رہے رو بروائے کوئی میٹھا مقابل میں رہے عمر بھر حل جل کئے جو پہلی ہی منزل میں رہے گر ہمارا نقطہ دل آپکے تل میں رہے یاد تیری ہر نفس یارب مرے دلیں رہے میرے ارمان ہیں جو وقت مرگ تھو دلیں رہے آنکھ کے تل میں رہے تم پردہ دل میں رہے
---	--

ہجر میں عاشق جگر کو دلیں بھی مٹی نہیں  
یوں تو سہندہ میں بہت مدت سے شامل میں رہے

### غزل سوم

جسکے کزنگی ہے پھر کیوں وہم باطل میں رہے	جز تیرے کوئی قصور کیوں مرے دلیں رہے
---	-------------------------------------

بیکے ہم پروانہ شب کو تیری محفل میں رہے  
 زہ درو کھا کھا کے ٹھوکر پہلی منزل میں رہے  
 بات عقل فہم کی کیوں طبع جاہل میں رہے  
 کون وہاں یاس و حسرت کے سوا دلیلیں رہے  
 تیرے بیمار محبت بتلازل میں رہے  
 دل جگر اٹھا جو دائم کوئے قاتل میں رہے  
 خار غم نشتر صفت ہر دم رگ دلیں رہے  
 قافلے جتنے گئے سب پہلی منزل میں رہے  
 آبلے جتنے بڑے بن بیکے دل دلیں رہے

رشتہ دشمن نے غضب ہو جان کے شعرو  
 جلد طے کرتے ہیں منزل کو جو میں آہستہ رو  
 بوند پانی کی نہیں چکنے گھڑے پر ٹھہرتی  
 وصل میں ناخواندہ مہمان آتے ہیں اور جو میں  
 بار سنگ شک دشمن ہے ہمیشہ سینہ پر  
 شیخ مسجد برہمن مندر میں رہتے ہیں کیا  
 یاد خرگان بت ستفاک میں فرقت کی رات  
 دیکھئے پہونچیں گے کب تک تادریلک عدم  
 خار غم نے تیرے تختے میں ہزاروں دن لگائے

عاشق اب وہ جو سزا دین میں نہیں لگا ہوا  
 کہتے ہیں کیوں بے اجازت میری محفل میں رہے

سیکڑوں دن بک کے فتنے پاؤں بسل میں رہے  
 جز مرے دشمن کا دل جو ترے دل میں رہے  
 کچھ مرے دلیں کو کچھ شمشیر قاتل میں رہے  
 تاراک باقی نہ جب امان سائل میں رہے  
 تاب کب آئندہ کو تیرے مقابل میں رہے  
 جو گل خندان غمط دامن قاتل میں رہے  
 میری آہوں کے شررد امان ساحل میں رہے  
 جتنا دم خنجر میں ہوا ستا ہی بسل میں رہے  
 پہلے سے جو ہر کبان شمشیر قاتل میں رہے  
 کاشکے پیکان قاتل ہی مرے دل میں رہے

کیا قیامت کہتے تھے کوئے قاتل میں رہے  
 جان کھوئی ہو جسے وہ ایسی مشکل میں رہے  
 دو نو کے ارمان نہ بیکے ایک وچھے دار میں  
 تن کو وہ دھانکے نہ کیوں پھر خاک کو تو رہے  
 بال پڑھائیں گے اس میں جیرتی بن جائے گا  
 داغہائے دل میں یہ سب خون کے چھینٹے نہیں  
 میرے گریہ کا اثر ہے موج طوفان بلا  
 فوج ہونے میں بھی قاتل ہمدی کا لطف ہو  
 بیگنہ کے قتل سے جانی رہی ہے آبرو  
 یاس و حسرت کے سوا ہے کون اپنا بھرمیں



<p>ہم سدا محو رہیں اب اور اس گل میں رہے دور ہے جانا ابھی تک پہلی منزل میں رہے</p>	<p>آئے تھے دریا بہاتے اور چلے تو گور میں عمر بھر میں پہونچے ہیں یارب کنارِ گور کے</p>
<p>آج عاشق کچھ تسلی جانِ مضطرب ہے یوں تیرے پیکان شاید ٹوٹ کر دل میں رہے</p>	
<p>بنا بھجھا تھا کیا آخر مجھے اسے آسمان تو نے اُجڑا کیوں بہارِ ان میں گلستانِ باغبان تو نے بھجھائی رازِ داری خوب ہی اسے اُزدان تو نے زمینِ جنت ہوئی تھان کی قدم کھاجان تو نے کیا شرمندہ کیوں قاتل سے جانِ ناتوان تو نے مکالی ہا خیرِ طرح کیوں اسے زبان تو نے پیر کی ہے نوحہ خوانی خوب ل کے نوحہ خوان تو نے نقطہ فرما د مجھوں کی سنی ہے داستان تو نے قسم کھا کر کیا ہے بدگمان اسے بدگمان تو نے جوشِ بزمِ عدو میں گل کھلا سے میری جان تو نے بنایا کیا حسین کو میرے سنگِ آستان تو نے جلائے شمع کی مانند میرے استخوان تو نے</p>	<p>نہ پایا میری آہوں سے کہیں اپنا نشان تو نے نہ چھوڑا عند لیباں جن کا آشیان تو نے انکی کوچن میں نکالے گئے گلِ شہرِ ان میں چرچے پنا گھٹی ہے شوکتِ افلاک تیرے آستانے سے نہ نکلی صورتِ حسرت یہ کیسی بے وفا ہے کٹے جاتے ہیں اعدا و ردہ خاموش بیٹھے ہیں جہانِ بیکھو جہان میں شور ہے غل ہے دکان ہے فسانہ گرِ مستندانہ سنتا پھر کوئی قصہ تجھے غیروں سے نفرت ہو گئی بھجھا تھکی ہزاروں دافعِ سینہ کے کئے روشن بہانے کہا بشتِ نغمہ ہوا کر یہ پیشانی کے بوسہ پر غمِ سوزِ بہان صد آفرین شبِ بزمِ جامان میں</p>
<p>سبحانِ صلی پر لیکن نہ ہوں کی ہے نہ بان تو نے بنایا سہو تازہ اور بھی اک آسمان تو نے بتا تو ذائقہ پایا ہے کیا یسا زبان تو نے</p>	<p>بھجھ سودا ہوا عاشق جو سودا دل کا کرتا ہے سربازِ اریہ کیسی لگائی ہے دکان تو نے</p>
<p>ہمارے قتل پر اکثر بلائی ہے زبان تو نے اٹھایا آہ دل سے کہ قدر میرے دھوان تو نے تصویر میں بھی بوسوں کے جویں لپٹا پٹی ہے</p>	

<p>ہزاروں بار قتل میں لیا ہے امتحان تو نے          بنایا زہد و ن کو مقصد پسیرِ مغان تو نے          اڑائی آہ پر تافیر خاک و شبنان تو نے          بنایا ہے ہمارے دردِ دل سے کیا مکان تو نے          اس احسان سے کیا ہے دوش کو جذا گران تو نے          کہیں کا بھی نہیں رکھا مجھے عشقِ بتان تو نے          دکھائی جالِ مہ پیری میں اسے عمر روان تو نے</p>	<p>غضب سے قتل ہونے پر بھی مجھے گمانی ہے          ہوا حور و ناز میں کا بھی باجھائیرے باعث          ترا ممنون ہوں رکھتا ہوں اُنکے نہ مسکن کا          جو جلتے ہیں دمانِ عشاق مر جا بھی گھٹ گھٹ کر          کیا سر کو جو اتنا یہ کب بھاری تھا اسے قاتل          کبھی تیخانہ میں نہ ہونڈا کبھی کعبہ تجھے جا کر          جوانی رہی تھک تھک کے پیچھے پر نہ تھائی</p>
--	--

خدا جلے پسند آئے نہ آئے اگوائی عاشق  
 یہی تھا بیش قیمت دل بھیجا ار مغان تو نے

<p>اڑائی خاک حسرت کی دل پر غم کہاں تو نے          اڑائیں خوب امن کی ہمارے دہجیاں تو نے          کیا دوحرف کن میں دو نو عالم کو عیاں تو نے          گلستان میں کھلائے شکل عجب غنیمتِ دمان تو نے          مگر دیکھا نہیں زاد کبھی کوئے بتان تو نے          ہوا کیا خضر گر باقی ہے عمرِ مبادان تو نے          دیا ہے پھر فلک کیوں داغِ ہجر دوستان تو نے</p>	<p>بجھتے ہیں جو چھنوئی خاکِ لامکان تو نے          سلوک اچا کیا وحشت یہ بنکر یہاں تو نے          تری قدر شاکی و سحت کا تجھی کو علم ہے یا رب          بستم سے تو ہے ہزار و خس میں پھول آئے ہیں          صفتِ غلمانِ حور و خلک کی سچ مان لیتا میں          شبِ سحران سے میرے انکی طولانی کہیں کہیں          ہمارے سینہ میں کیا داغِ شکِ غیرِ مجھ کم تھے</p>
--	--

ترے عاشق نے زندہ کر دیا مردہ معنائیں  
 خدا یادہ زبانِ بخشش اسے بجز بیان تو نے

<p>سکھائی ہوگی طرزِ چور کوئی آسمان تو نے          زمینِ بیجاری کیا چھوٹے ہیں ساتواں آسمان تو نے          دراز سی روزِ حیران کی ابھی دیکھی کہاں تو نے</p>	<p>کیا جو اُس بُتِ نامہربان کو مہربان تو نے          کہیں باقی نہیں چھوڑا ہے کچھ آہ و فغان تو نے          قیامت کی یہ طولانی جو واعظ کی بیان تو نے</p>
--	--

<p>خدا جانے لقب پایا ہے کیون آرام جان تو نے  چھپے جتنی تھے پرکان تیرے دل بن گئے آتے  یہ ٹھہری تھی کہ لیشے امتحان آج اُسکا مقتل بن  مرا دامن ہے گویا دامنِ صد وادیِ ایمین  ہزاروں کوس بجلی بھاگتی ہے جسکی تابش سے  نہ آئے وہ تصویر ہی میں نقشہ کھجے آیا ہے  وفا کی توجہ کی اور دُعا کی تو دُعا اُنھی  جہاں بیٹھے زمین بیٹھی جہاں اُسٹھے فلک ٹوٹا</p>	<p>ہمیں ناشاد ہی رکھنا نہ رکھا شادمان تو نے  دیئے اک دل کے بدلے سیکڑوں لال لسان تو نے  وفا کی خوب ہی دشمن سے مرگ ناگہان تو نے  کبھی نانا پیر سے دامن سے دور اسے آسمان تو نے  بتا بٹھسا کہیں دیکھا ہے کوئی نشتہ جان تو نے  نہیں کی جذبا لفت میری محنت راگدان تو نے  ادھر سینے اُدھر تو نے پہاں میں دُعا تو نے  قیامت ہم پہ توڑی ہے زمین آسمان تو نے</p>
---	--

سخندان کی شہرت ہے سخندانوں میں عاشر  
کہ فیض حضرت غالب سی پائی ہے زبان تو نے

### رباعیات طرح دیوان قافیہ بقافیہ

#### رباعی

اے ماو بقا غیرتِ صد بہرِ تنہا	کیونکہ نہ ہو رنگ سے یہ عاشقِ دلگیر
ہے طرفہ غضب کہ خواب میں غیر شب	باتن کرتی تھی ہنس کے تیری تصویر

#### رباعی

بے رحمی و سفاکی میں بے مثلِ نظیر	ہے کون وہ تم ہی تو ہو بیباکِ شہرِ پیر
کیا پھیر ہے کیون غیر کی بھیجی تم نے	ہے بھی جلائی منہ جلے کی تصویر

#### رباعی

کیا مہر سے خالی ہے تمھاری تصویر	اچھون سے نرالی ہے تمھاری تصویر
کیا کچھ ہے کوئی کہ دور اپنے کو بہت	خود کھینچنے والی ہے تمھاری تصویر

#### رباعی

بہزاد نے ہرگز نہ اتاری تصویر	اس ناز و داد کی ایسی پیاری تصویر
حیرت سے جو تصویر بنا جاتا ہے	پھر کھینچے وہ کس طرح تمہاری تصویر

## رباعی

بد عہد مگر تھی ہے تمہاری تصویر	جھوٹا تمہین کرتی ہے تمہاری تصویر
بھرنے ہیں تصویر میں جو اس کا خاکا	عشاق سے ڈرتی ہے تمہاری تصویر

## رباعی

حور و غلمان سے ہے یہ بڑھکر تصویر	ہے عکس فلک پہ اور زمین پر تصویر
پیوستہ یہ اس سے اور وہ ہے اس سے	پھر دل سے یہ کیونکہ نکلے باہر تصویر

## رباعی

سیکھی ہے کہاں ناز تمہاری تصویر	دم دیتی ہے دمساز تمہاری تصویر
مانتے تھیں کہے راز کہتی ہی نہیں	پھر کیونکہ ہونگے ناز تمہاری تصویر

## رباعی

رمضان کے روزوں سے ملا غلامین اب	اسکی گدی سے سردی پہونچی ہے انار
روزہ ہو دو روزہ کے برابر عاشق	جائز نہیں اک دن میں ہو دو بار افطار

## منت بالخیر

## غیر طرح دیوان

قصیدہ مستلم بریح مہر سپہر عرفان و ہدی شمع شبستانِ صدق  
صفا حضرت سید حسن سولِ نثار قدس سرہ

حسن سولِ نثار پیشوا سے اہل یقین	اس آستانہ پہ گستے ہیں مہر ماہِ جبین
---------------------------------	-------------------------------------

بلند گر چہ فلک ہے مگر کہان اتنا  
 چنے جو ذرہ خاک قدم سے انشانِ چرخ  
 یقین ہے نہ رہے خاتمِ سیدان میں  
 بنے گی غیرتِ اکسر گرد پاؤں کی  
 نہیں بعیدِ عذر سے کہ طالبِ نیت سے  
 لگی ہوئی ہے سیرِ سبیل کوثر کی  
 جہانِ شرع میں مشہود نام ہے تیرا  
 یہ فیض آپ کے سب خُسنِ معنوی سے ہے  
 لیا یہ رحمتِ باری نے کلامِ روضہ پر  
 جہان میں آپ کی خاک قدم ہے خاکِ شفا  
 تمہارا نام اگر دایہ جیات نہ لے  
 یہ خُسنِ خلق کا سبزہ میں ہو گیا ہے اثر  
 اگر آپ کی ہو توجہ تو ہے نجاستِ آبد  
 تمہاری یاد میں روون میں پہنچے گے گر  
 جہان میں تا بقیامت تمہاری ذات سے ہے  
 تمہارے ہجر میں گریہ نے پائی یہ قیمت  
 یقین تو یہ ہے کہ پچھے نگاہِ تاسیرِ عرش  
 چڑھائے مرقدِ انور پہ چرخِ گردِ چادر  
 رسولِ پاک سے چاہا ملا دیا جس کو  
 انیس قریں سے بیت ہوئی ہے روایں  
 طریقت آپ کی عرفان ہے معرفت ہی سلوک

کہ جتنی رکھتی ہے رفعت اس شانِ سنی  
 تو مہرِ و ماہ میں ہوئے لگی جہانِ چین  
 گران کا نام نہ ہو زینبِ شمسِ جرمِ مکین  
 جو ہووے دشتِ مقلی میں کوئی خاکِ نشین  
 نگاہِ جبکہ اٹھائی تو عرش بھی ہے قرین  
 اس آستانے کی ہے خاکِ شکِ یارِ معین  
 ہے جس سے رونقِ اسلامِ زینبِ بنِ مہین  
 کہ میری فکر ہے اچھی مر اخیالِ حسین  
 کہ پڑھتی رہتی ہے ہر وقت سورِ یسین  
 نہ دردمند ہے کوئی یہاں کوئی حُزین  
 یقین ہے کہ شکم سے کبھی نہ نکلے جین  
 تمہارے دشت کے آہو میں رشکِ ہو چھین  
 سفارشِ آپ کی ہو تو ہے بہشتِ برین  
 تو ہو بہشت کے قابل سرشتِ ہمار و دھین  
 نظامِ شرع و طریقت تو امِ ملت و دین  
 کہ قطرہ قطرہ ہے آنسو کا رشکِ زینین  
 مراقبہ میں کوئی ہو جو بر سرِ بالین  
 ستارہ بنے گئے صورتِ گلِ نسین  
 کیا ہے مردے کو زندہ زرد و صدقِ یسین  
 تبارک اسمک کیا مرتبہ ہے کیا تکمین  
 محبتِ آپ کی ایمان ہے اور کفرِ یہ کین

<p>یہ تارکا ہے عجب سلسلہ کہیں سے کہیں جناب سید احمد حسن مین صدر نشین شل یہ سچ ہے کہ ہے نیت مکان کہیں زمین روضہ انور ہوئی فلک تری زمین تو دانہ دانہ جدا ہو زرخشہ پروین اگر تبوں کو یہ ذکر حسن کرین تلقین حقیقت انکا ہے قانون معرفت یقین زبان خامہ کو طاقت نہیں مجال نہیں</p>	<p>لکھا ہڑتے ہی روضہ بہ عرش برجائے نمونہ سلف صالح رسول نمسا انھیں کے دم سے ہے روضہ کو رونق تازہ انہی سے شمع شبستان معرفت میں ہے نور فلک اگر نہ پڑھے انکے نام کی تسبیح یقین ہے نعرہ شہد سے گونج اٹھے گردون شرعیات انکا ہے رشتہ طریقت انکا چلن بیان کیونکہ کرے لاکھ خوبیوں میں ایک</p>
---	--

ہمیشہ روضہ اطہر سے فیض ہو عاشق  
لب سروش دعا پر مرے کہے آمین

غزلہای ردیف الف قافیہ بقافیہ تمامہ غزلہائے دیوان  
مرآۃ النیب عریمیشال سخور نازک خیال فاضل اجل کامل اجل  
جناب لوی امیر احمد صاحب تخلص امیر مینائے لکھنوی دو غزلہ  
ردیف یا صفحہ ۲۹۵ و ۲۹۶ دیوان مرآۃ النیب قافیہ بقافیہ  
وقصیدہ مندرجہ دیوان مذکور مناظرہ شانہ و آئینہ قافیہ بقافیہ

### مناظرۃ ردیف و رُخ

ہے بحر عفو جوش بہ رب غفور کا  
اللہ رے جوش رحمت رب غفور کا

جتنا ہو کم قصور ہے اپنے قصور کا  
کچھ بھی نشان نہیں مرے داغ قصور کا

عالم مری نگاہ میں رہتا ہے نور کا  
 جواک پلک جھپکنے میں داخل ہو یا  
 دریا ندگی وصال صنم میں ہو کسلی  
 فترہ سے کم نگاہ میں میرے ہیں ہر ماہ  
 اللہ سے صاف دل کی ہماری صفائیاں  
 مینا ہے جنکی چشم دل سحر عشق میں  
 مرنے والا دیا سموم ملامت نے آگے ہی  
 شایان ہے تیرے واسطے زیبا بھی کو ہے  
 نور خدا سے نور محمد گیس ہے رن  
 بہتان اٹھیں گے شکر کے گھر غیر کے جا  
 لئے وہ ارم رہے نہ وہ شوکت نہ وہ شہی  
 کون و مکان حبیب کی خاطر رہے ہیں  
 رکھتا ہوں بے پری میں بھی تیرے کہیں  
 ابر کر م وہ دامن عصیان کو پاک کر  
 وہ اسمین جلوہ گر ہے یہ پھر تاج و تاج  
 اس آرزو کے دل نے اسے کیڑا دیا  
 گرداب میں بٹھائے گا اگر بار معصیت  
 بھاری نکر ڈبو نہ ہوا و ہوس اسے  
 پھر کیوں نہ ہو چرخ فرعون میں پس  
 اسے بیکسی کہاں ہیں وہ سرمایہ غرور  
 جاہوں میں تھکواور ہو بھر جاہ غیر کی

دریا سے موج کو ہے ارادہ جو رکا  
 ایسے سے وہم دور ہے نزدیک دور کا  
 چلنا نہیں کہ فکر ہو نزدیک دور کا  
 عالم وہ چشم دل میں سمایا ہے نور کا  
 جس بانگاہ کی زمین جلوہ ہے نور کا  
 گھر بیٹھے دیکھتے ہیں تماشا وہ دور کا  
 سر سبز کب نہال ہوا ہے غرور کا  
 اللہ سے دبدبے ترے غرور کا  
 کتنا عروج پر ہے ستارایہ نور کا  
 مخزن وہ ہمتوں کا ہے معدن فتور کا  
 شہاد کو بلا یہ قبحہ غرور کا  
 وہ نور پاک خاص سبب ہے ظہور کا  
 پستی میں لاؤں اوج سے ہمیشہ ظہور کو  
 دھتار ہے نہ ایک بھی داغ قصور کا  
 یہ عالی ہو گیا ہے دل ناصبور کا  
 ابھرا تھا بحر غم سے سفینہ قصور کا  
 تو بہ بسک کر گئی سفینہ قصور کا  
 ہے بحر معصیت میں سفینہ قصور کا  
 ہوسایہ قدم مرے سر پر حضور کا  
 ملتا نہیں نشان اب انکی قبور کا  
 کافر ہوں گر خیال کروں خن جو رکا

لاچ جو دے رہا ہے تو غلمان و حوکارا اک جرّہ تکفی ہے شرابِ طہورکا مشتاق اس قدر ہوں شرابِ طہورکا کب خواستگار ہوں میں شرابِ طہورکا کب جسم کوئی دیکھ سکا ہنسے عورکا	زاہدین اُسکو چھوڑ کے کب میں آؤنگا یہ وہ نہیں شرابِ کِ خالی ہوں خم کے خم پیتا نہیں ہوں کچھ بھی بجز خونِ دل کبھی بھٹکوںے وصال سے سرور کیجئے وہ عشق پر وہ دارنے ڈھانکا برادر
--	---

عاشق کا بیڑہ پار لگا دیجیو خدا  
بحرِ فنا سے جب ہوا راہِ عبور کا

سبکا بیڑا پار حضرت کی بدولت ہو گیا محو داغِ معصیت اُسکی بدولت ہو گیا سبکا چھٹکارا شفاعت کی بدولت ہو گیا مفضل سے برتر پیدا ان عدالت ہو گیا دور دامن کا مئے دور قیامت ہو گیا مختصر میرے لئے روز قیامت ہو گیا پوچھتے ہیں مجھ سے کیا روز قیامت ہو گیا جو دھواں آہوں کا اٹھا ابر رحمت ہو گیا اُسکو دنیا ہی میں حاصل قصرت ہو گیا جسکو فرمانِ غلامی یحسان عنایت ہو گیا چھوڑ کر روح الامیں حضرت سے رخصت ہو گیا اُنکے جانے سے بونہر دم تھا رخصت ہو گیا اللہ اللہ کیا مجھے شوق شہادت ہو گیا رُشک سے دشمن کو بھی شوق شہادت ہو گیا	جوش میں جس دم کہ دریائے شفاعت ہو گیا لوحِ دل پر نقش جب نقشِ شفاعت ہو گیا جو کہ ہونا تھا وہ سب وقتِ شفاعت ہو گیا وہ گھٹا آئی کر مکی ابر رحمت ہو گیا دامنِ امید شوقِ جلوہ سے اتنا بڑھا ہو گئی بخششِ مانتِ خدا کے فضل سے سوئے والوں کی گھٹیلین آنکھیں جو انکی حال سے جو گر قطرہ غمِ حسنین میں دریا بن گیا جسکو دریائی ملی اُس آستانِ پاک کی مل گئی کونین کی بس اُسکو سپرِ شاہنشی ابر رحمت لیکے جب غائب ہوا آغوش میں اُنکے آنے سے ہماری جان رفتہ آئی تھی نعرہ بیکم جب خنجر کے منہ سے سُن لیا میں وہ ٹپا نکلی خنجر کی زبان سے آوین
---	--



<p>ہاتھ جو آنے لگا یا تن کے سوٹگری ہوئے          خاکساری کے سبب پہونچا کہاں سے کہاں          گھٹتے گھٹتے درونے یہ حال میرا کر دیا          آپ جو چاہیں کہیں اور میں سونو حیرت نہ          سوچی قسم ازل نے قسمت عاشق نہیں</p>	<p>جو نمک چھڑکا وہ خوراک جراثیم ہو گیا          دل ہمارا وہ ترقی یا برفعت ہو گیا          بڑھتے بڑھتے ضعف آخر رفع محنت ہو گیا          کیسا جلوزہ ہے کہ جس سے محو جہت ہو گیا          جو زبان سے لفظ نکلا حرف قسمت ہو گیا</p>
--	---

عاشق اب کیسا شکوہ پیدا کر سے فائدہ  
 جو کہ ہونا تھا وہ پہلے درج قسمت ہو گیا

<p>فلک کیا ہو مقابل عاشقوں کے دورِ دامن کا          یہ دل جو آتشیں شیشہ ہی منظرِ شعلہ ویاں کا          گزر کیا ہو سکے بیان فہم کا یا دخل امکان کا          گل عارض کی تیرے عشق نے بننا اثر بھگو          گر جہاں کو بننا نالہ کا میرے چرخ پر چڑھ کر          بیان پیرا بن اقدس کی عظمت ہو سکے کیونکر          قدم پہونچا جہاں تیرا فشتون کی گزرتی          ہمارے سینہ پرداغ کی دیکھی وہ گل کاری          دعائیں تا در ایجاب پہونچیں میرے ہاتھوں کی          غلش خارہ الفت کی جسکے دلیں ہوتی ہو          تھارے دست رنگیں کا وہ سایہ ہے شفق کہتے          خدا کی شان ہے اب بھی دیوانہ ہوا اب تو          ہماری لاغری نے دی یہ آزادی تھی آزادی          ہو ویران گلشن ہاتھ سے میتا دو گلچین کے</p>	<p>ازل سے تا ابد اک گوشہ ہے طولِ گریبان کا          تماشا خود بخود جس سے نمایاں ہے چراغان کا          بہا تھا کر بلا میں خون کیون شاہ شہیدان کا          جہاں رکھا قدم ان بنگیا تختہ گلستان کا          مقابل سے کہیں منہ پھیرتا ہے شیر میدان کا          ازل سے تا ابد اک تار ہو جسکے گریبان کا          نرے ذرہ سے برتر رتبہ کب سخت سلیمان کا          کوئی مشتاق ہے عالم میں گریہ گلستان کا          مرادوں سے بڑھا وہ سلسلہ میر گریبان کا          نظرمیں اسکی شکل خار ہر گل ہے گلستان کا          حنائی ہاتھ سول خون ہوا ہے لعلِ مرجان کا          اثر ہے زلفِ حوران میں تری زلف پریشان کا          بیابان دریا بان بن گیا ہے گوشہ زندان کا          کیسے خاک پھر ارمان ہو سیر گلستان کا</p>
---	---

دل صد چاک اپنی پیوند ہے میرے گریبان کا  
مرے طولِ لیل کو سامنا ہے روزِ بھران کا  
مقابلِ گر کبھی ہو جائیگا یہ روزِ بھران کا  
نہیں ملین ٹھکانا اب ہمارے اور بھران کا  
علاج آسان نہیں لیکن ہمارے دردِ بھران کا  
مشیر اسکو بنایا تنہا حق رازِ پنهان کا  
ہمیں تو امتحان لینا ہے اکبرؑ ان کو پیکان کا  
اک ہر مرنے بدن مگر اپنا قاتل کے پیکان کا

سینے تارِ نظر سے مردم چشم اسکو زیبا ہے  
گھٹائے سے نہیں گھٹتا نہ یہ کاٹے کٹائے  
درازی دیکھ لینا روزِ محشر کی بھی کیا ہے  
لیکن مرنے دردِ غم اسپین کہاں بھر پیشِ حشر  
یہ مانا حضرت عیسیٰؑ جلادیتے تھے مردوں کو  
عدو کم طرف تھا جو رازِ عالم میں کئے ظاہر  
بلا سے جان جائے یا رہے اسکی نہدین  
ترے تیرہ شہ کے عشق میں حالت ہوئی ایسی

لو آؤ دیکھ لو تم سینہ عاشقِ گلکاری  
تماشا دیکھنا ہے گر تمہیں سروِ چراغان کا

گر گویا رنگ لایا خون پس مردن شہیدان کا  
گلستان کو یوین ببل کا ببل کو گلستان کا  
کہ یہ ہو گا مکان ہے جیو عالم ہے خوشان کا  
جہان میں غل ہوا قاتل تری شمشیرِ بھران کا  
بڑا ہے آئینہ میں عکس اس شمشیرِ بھران کا  
رہا اک تار کب باقی مرے چاکِ گریبان کا  
مزا ہے سامنا ہوا ب گلستان سے گلستان کا  
لگا اسے چارہ گر بھلا کسی گل کے گریبان کا  
تمہیں منظور ہے گر دیکھنا جلسہ چراغان کا  
بہا کیسی ہے رجمی سے خون شاہ شہیدان کا  
بدلجا تا ہے دم بھر میں یہاں گل گلستان کا

دل پر خون نے وہ عالم کیا میرے گریبان کا  
تعلق جبط جانکا ہے دل سے دل کو ہے جان کا  
نہیں آسان تماشا دیکھنا کچھ ملک مکان کا  
ہزاروں سہارے ابرو دہر کو ہو گئے ترچھو  
تھاری ابروؤں کو دیکھ لیجے گٹ گٹین بھون  
ضرورت تھی جو کرون کی دیے ہر درخشاگو  
چمن میں گل کھلے ہیں اور دلیں داغِ حسرت کے  
ہمارے زخمِ دل کو چاندنی سے گرد بچانا ہے  
شکر کہ آہوں کے سیرے دیکھ لیجے وہ چمکتے ہیں  
قیامت میں قیامت فائدوں کی ستر پٹوئی  
ہو آئے گلشنِ دنیا ہر اسے دل بھون کیوں ہے

<p>مرا بر تار بستر نے دیا خار بیابان کا          بحث سینا ہے پھر اے بجنہ گر چاک گریبان کا          نہیں آسان کنارہ ماتھ آنا ایسے میدان کا          تصور سے نہیں پایہ بڑھا تختِ پیمان کا          تو کوئی تار ثابت رہنے دی بستر گریبان کا          بگولہ جرج کھانا جس طرح اٹھی بیابان کا          اثر پھیلے جو عالم میں شب تار یک ہجران کا          نکلنے ماتھ آیا خاتم دستِ سلیمان کا          بڑھے رتبہ نہ کیوں کر جیت دامن سے گریبان کا          مرا بر زخم دل مشتاقِ مفرور ہے نکلان کا</p>	<p>مڑے آئے غلش کے تیر لڑکان کچھ تصور میں          ہمارا خندہ زخم جگر جب کھول دے ناکھ میں          پھر سے فرما دو مجھ کو جس پہاڑنِ عشق میں          جہاں پہونچا ہے یہ حبِ نبی میں نہ پونچا          اگر دستِ جنوں پہ ناپنی تجھ کو شبِ فرقت          چڑھانا مڑ لوں جرج پر اک آن من شب          عدو کے گھر کے دھوکے میں نہ میرے گھر چلے          تمہارے آستانے کا ملا ذرہ تو میں سمجھا          رسائی خار تک ان کی اور سکی دستِ وحشت          بس لب باز آتے اے چارہ گرم زم زم لکاتے</p>
---	--

یہ دل ہی کھوئے دیتا ہے ہماری جان کو عاشق  
 بھروسہ کس توقع پر ہو پھر ایسے نگہبان کا

<p>کہ ہو جائے مقابل صورتِ چاک گریبان کا          بنا ہے داغِ ہائے دل سے اک شخہ گلستان کا          کہہ محشر میں بھی بس سایہ رایتیرے گریبان کا          بجز اللہ واقف کون ہے اس ازپہان کا          بہادر یاے خون ایسا ہمارے زخمِ نہان کا          بتا دیجے اگر اک پھول ہوا سین گلستان کا          کہ موسمِ ایکسان رہتا ہے اس جڑ و گلستان کا          سلجھنا ہے بہت مشکل پریشان پریشان کا          سنبھلنے دو ذرا گوشہ تو چھوڑو تم گریبان کا</p>	<p>ابھٹا کیوں ہے ناحق جو صلہ کہتے ہیں ان کا          کھٹکتا ہے نظر میں خار بگر عشقِ خوابان کا          را پر وہ اسی باعث ہماری ہم غریبان کا          سبب سمجھتا کہ جو شب کو ہوئی سحرِ حضرت کا          جگر دل ٹکڑے ہو ہو کر بیتِ شکوے ساتھ آ          ہمارے داغِ ہائے دل کچھ لون کا ہی نہ کٹھا          ہمارے داغِ ہائے دل کی کیفیت نہیں دیکھی          ہزاروں چاک شانہ میں ہزاروں چہرے گیسو میں          دکھا دیتا ہوں لبے فرما دو مجھ کو اد الفت کی</p>
---	---

امیدین وصل کی شب کی اگر ہو توین پہلو  
 تمھاری زلف پیمان میں ہمارا دل پہنچید  
 صفائے سوت قاتل ہوئی ہریت وہ کشتوں کو  
 یہ میرے ہی دل خون گشتہ کی گشت میں ایسے  
 پھٹا جاتا ہے سینہ سینہ دلبر کی فرقت میں  
 مٹائے خود نشان ہمال کر کے اپنی کشتوں کے  
 غلامان نبی کا سایہ نکلن ہو جو پیر ہن  
 کستان کا جوڑہ پنا دے انھیں کوئی شب میں  
 کیسے عشق میں اندر سے محبت ہی محبت  
 بجائے دل چھپا رکھے جو سکو اپنے پہلو میں  
 اسی سے سرخروئی ہو گئی حاصل نہائے  
 تمھاری زلف میرا دل میں باہم راز دان  
 شفیع الذینین با جبکہ نادبی دے دیا ہکو  
 ہو جب آئینہ خود حیرتی اس شکل زریا سے  
 ہوئے نہ ناتوان فرقت میں اٹھایا، خود جلا

کلیں اس کا تھا جو غم اٹھانا روزِ حیران کا  
 ہونے ربط یہ اچھا پریشان پریشان کا  
 نظر آتا ہے قتل میں عجب عالم خوشان کا  
 و گرنہ سرخ ایسا رنگ کب تھا عللِ مرجان کا  
 ابھی وصل ہو جائے گریبان سے گریبان کا  
 بنائے خاک کیا کوئی پتہ گورِ غریبان کا  
 تو محشر میں رعب پرودہ ہمارے جسمِ مرغان کا  
 تماشا دیکھنا منظور ہو کر جسمِ مرغان کا  
 نشانِ تن کا نہیں پھر کیا تر دہ جسمِ مرغان کا  
 بنے وہ راز دان ہمدم ہمارے رازِ نہان کا  
 ترے تلون پہ سر ملتا ہے یعنی پنجہ مرغان کا  
 پریشان سے ہنی پوچھے باجو کوئی پریشان کا  
 نہیں محتاج رکھتا حق نے عیسیٰ سلیمان کا  
 تعجب ہے کہ پھر منہ دیکھتے ہیں ایسے حیران کا  
 تماشا دیکھتے ہیں گھر میں بیٹھے ہم سبایان کا

تبدل ہے چوئی ہے چال کی دیکھ کر عاشق  
 باجان تمام قید ہو آگے سر جھکا سرِ گلستان کا

مزا ملتا ہے گھر بیٹھے ہمیں خسارِ بیابان کا  
 نشان ملتا نہیں ہے ایک تار حبیبِ دامان کا  
 ہر اس آجائے ولین کیسے کچھ خونِ شہیدان کا  
 ابھٹا کیوں ہے کیا امین اجارہ ہر گریبان کا

تھکنے کو مزے سے دق مفرد کل ہے عاشق  
 کرے کیا پیچیدگی تو تمھارا رنجیدہ مرے ہر  
 آہی بھول دل پھانستے غیر ستہ کہ جا  
 ترے تباہ معراج کو نظر سے مینے دامنِ گرا

تری در بانی کی مین بقدر عظمت سمجھتا ہوں  
 غلش نعل مرہ کی یاد آئے تھم کو جب زائد  
 بڑیگی بائے وحشت مین جنون کی بیڑی ہوں  
 سنا یا بیت ابرو کا جو مضمون تو وہ یہ بولے  
 وضو کیسا طہارت کو بھی بھولے شیخ جی آبتو  
 اسوار و لاکھ زلفون کو پریشانی نہ جایگی  
 تمھاری دیکھ کر آنکھیں نہ اپنی جو کڑی بھولے  
 تمھارے شوق نگارہ مین گر آنکھیں نہیں لاکھوں  
 چلا ہوں مگر بھری نہیں ہوتی مگر منزل  
 ترے تیر نظر سے کس طرح کوئی مقابل ہو  
 مری مرگان کا شانہ سکو بھٹا تو بھٹا  
 بسکتا کوئی کہتا ہے کوئی بیجا کہتا ہے  
 نجات عامیاں تا میں فقط تسخیر دل نہیں  
 بہت مرکب گئے عشاق یہ حسرت نہیں لگی  
 فرشتوں کو تباہ کفش برداری ہے انکی  
 مدینہ کو چلین دیکھیں دہان جھلکے گونا گون

کہ انکے ہوتے کب طالب ہوں دل سخت سلیمان کا  
 کہ ہوتے کف پا مین کوئی کاٹا بیابان کا  
 بسٹ جائیگا کوئی تار گر میرے گریبان کا  
 اسے بھی اپنے سمجھا ہے مطلع اپنے دیوان کا  
 اثر یہاں تک ہوا ہے عشق مین اُس ت کی زبان  
 پڑا ہے اسپہ وہ سایہ مری طبع پریشان کا  
 غزالون سے بتا معلوم کیا ہو گا بیابان کا  
 تمھیں ہر روز ہو سکون سے دل نے کیوں جھکا  
 کٹھن ہے کاٹا یا رب محبت کے بیابان کا  
 غلش سے جسکے دل زخمی ہے ہر غلام بیابان کا  
 سلجھنا دور نہ ممکن ہی نہیں لطف پریشان کا  
 تری فرقت مین حال ایسا ہوا شک تمھارے  
 کب انکے نقش پا سے نقش بہتر ہے سلیمان کا  
 گریبان سحر دیکھا نہیں شبہا سے پھران کا  
 بز کوئی ہوا ن پریشک بار تھا تخت سلیمان کا  
 واقف ہے پھول ہر اک اس گشت کا

تو ایسا

وہ حسن انتخاب یار کے شوق

خوشامد کی نہیں - سپید لوان کا

ہے دشمنِ قدیم عدو یار ہو چکا  
 انصاف ہو چکا کہ جو انصاف ہے ہو اب تک آئی بات گہنگار ہو چکا  
 مارا ہوا اجل کا تو اٹھنے کا حش سو مر گیا ہا پ پر بیدار ہو چکا

<p>آزار کیا ہوا کہ تن زار ہو چکا          جسکے سوا لچ آپ ہون بیمار ہو چکا          بر خاست آنکا شام سے دربار ہو چکا          ہم در پہ جا کے پہنچے کہ دربار ہو چکا          ہے سب کو یاس مہر نمودار ہو چکا          دیکے طفیل خود ہی گنہگار ہو چکا          خنجر وہ لیکے اقمہ میں ہستار ہو چکا          گر ہے تڑپ میں تو گرفتار ہو چکا          مرجھائیں جسکے پھول وہ گلزار ہو چکا          شیریں کا گرم آج سے بازار ہو چکا          تنہائی میں کیا تھا جو افسار ہو چکا          نادیدنی ہرسان جسے دیدار ہو چکا          سو ڈاہی جب نہ ہو تو وہ بازار ہو چکا</p>	<p>ملتی نہیں ہے نبض ہماری طیب کو          جسکے شفیق آپ ہون وہ جان سے گیا          میری طرح رقیب بھی محروم رہ گیا          نوبت سلام کی بھی نہ پہونچی غضب ہوا          گوشہ درسا آنکے اٹھا کیا نقاب کا          پابند ہون میں سلسلہ عشق زلف میں          محروم رکھا آنکی نزاکت نے قتل سے          اسے دل تو مجھ کو رکھے گا میتاد سے جمل          جس باغ میں ثمر نہ ہون وہ بے بہار ہے          پتھر سے ستر کو پھوڑ کے فریاد مر گیا          وہ منہ بنا کے کہتے ہیں مجھ سے ہر نصیب          مشکل بہت پڑے گی اسے دید کی دان          ذل ہی نہیں رہا تو خریدار کون ہو</p>
---	--

کیا پوچھتے ہو عاشق مجنون کا حال تم

رسوا وہ خوب بر سر بازار ہو چکا

<p>خون بہا نام ہے کس چیز کا جھگڑا کیا          جان عاشق کی نکلتی ہے تماش کیا          فرد عصیان کا مری جائزہ فردا کیا          نوگرشکر میں بیداد کا شکوہ کیا          ہے گلوگیر ترے کان کا بال کیا          عالم لایں گیا عالم بال کیا</p>	<p>مر گیا میں تو مرے بعد ہے چر جا کیا          یہ تماش بھی مری جان تماش ہے کوئی          عشق ہے خالق مفرد کا جو دل میں مفرد          ہے ستم بھی تو تمھارا ہمیں پیار صاحب          زلف دل پچانستی ہے صید مڑہ کرتی ہے          شب معراج کو اک دم میں براق حضرت</p>
--	--

<p>چارہ گر چارہ پیچارہ کا چارہ کیا ہے تری ہر آن عجب ہے تری ہر بات نئی پوچھو تو غلہ سے بہتر رہی کہے گا مجھ کو عشق فرما دے طعنے تو کبھی مجھ کو نہ چھین سکھا ہے مراد کبھی مانگوں بھی اگر نزع کے حال میں بیمار کو دیکھا تو کہا کیجئے ذکر اسی کا کہ ہوں مجھ کو جیسر کیسی گھٹ جاتی ہے آنے دیر شب وصل کو انگی گیسو کی ہوائے اسے پھلنے نہ دیا</p>	<p>لا دو جس کا مرض ہو تو مڈ او اکیسا لوگ عبقا سے تعجب میں ہیں عجب اکیسا ملی جس راہ میں یسلی تو وہ صحرا اکیسا وصل کی شب بھی جھلاتے ہیں وہ کہ اکیسا بن کے انجان وہ کہتے ہیں کہ اکیسا محو دیدار ہوا ہے اسے سکت اکیسا ہمد ہو تذکرہ صورت یسلا اکیسا دیکھیں پھر طول ہے تیرا شب طو اکیسا گر پڑا پھولتے ہی نخل تمنا اکیسا</p>
---	---

مجھ کو نالہ کی اجازت نہ دو عاشق ہونین  
پھر کہو گے کہ ہے عالم تہ و بالا اکیسا

<p>کچھ ایسی بنگلی کہ وطن سے نکل گیا آنے سے اسکے نقش پہ میری لہر نشوونو اگر خراب کیوں ہوئے ہم اس جہان میں اس شک بگل کے ساتھ کھلتا رہا سدا گلگشت کر کے باغ سے جہدم جلا و شمع پہنچی شیم زلف جو تیری تو رشک سے اس دل کی چاہ تے نہ ابھرنے دیا کبھی سرخ لب سے ہو کے نخل دل عقیق کا تیرے خرام نار نے جسے دیئے نہ پائو چھوڑی نہ جان گریہ خون نے شب فراق</p>	<p>نالہ مکن دل تھا دہن سے نکل گیا ہر ایک عضو میرا کفن سے نکل گیا بیقرار ہے وہی جو وطن سے نکل گیا کاشا تھا غیر کیوں نہ چمن سے نکل گیا بو بن کے گل بھی ساتھ چمن سے نکل گیا مشکین اثر غزال خستن سے نکل گیا کب یہ غریب جاہ ذوق سے نکل گیا خوشاب بن کے کان میں سے نکل گیا آزاد ہو کے سرو چمن سے نکل گیا جنا ہو تھا سارا بدن سے نکل گیا</p>
---	---

<p>ہے مٹی نہ ایک بھی فریاد حید کی فیض قدم سے کھل گیا ہر غنچہ باغ میں کٹنا کیا اپنی ضبط مگر شکوہ ستم صیا و تیرے جو رنے غنچا کو کھو دیا کچھین کا جور اور خراف کی ادا سیان دیکھی جو تیری آنکھ تو سب بھولے ہو کر گئی مجھے کیا جو وعدہ دیدار روزِ حشر</p>	<p>صیا و بند کر کے چمن سے نکل گیا شکل نیم جب وہ چمن سے نکل گیا بے ساختہ زبان و دہن سے نکل گیا وہ آشیان کو چھوڑ چمن سے نکل گیا دیکھین تو گل کا دور چمن سے نکل گیا ایک اک غزال دشتِ غن سے نکل گیا ایسی خوشی ہوئی کہ وطن سے نکل گیا</p>
--	--

عاشق کی قدر حیا نہ کسی گل سے ہو سکی  
بیچارہ سوئے دشت چمن سے نکل گیا

<p>روزی جزا پہ صدقے گردن روزِ عید کا مشر میں خوب بگڑے کا نقشہ تیر کا میں منتظر بیان ہوں خطون کی رسید کا ادنا سا ہے کرشمہ جنابِ نسوید کا مفت آگیا ہے ہاتھ نہیں ہے خرید کا ہے فتح باب میں اسے رتبہ کلید کا پسکاری زبان کو ہے قطعِ قبرید کا پیرِ مٹان لقباً ہے ہمارے مرید کا منہ کیوں نہ ہو سیاہ جہان میں نیزہ کا ہر جہ دیا یہ سیر سے خطون کی رسید کا جس جاگڑیکا قطرہ تمھارے شہید کا منجیر پا میں غل ہے یہ ہن من مزید کا</p>	<p>شبتاق اس قدر ہوں اہلی میں دید کا کیا کچھ خراب حال نہ ہو گا پلید کا مدت سے تاسہ بر کی ہوئی دہان سید گم عسی صفتِ طویر ہزار دن جلا دیے کیا قدر ہو پھر اس دلِ ناشاد کی انھین درو زبان ہے نام محمد کا رات دن مقراض بگلی ہے گلو گھر سخن کی یہ وہ زہد بادہ کش میں ہم انی خشک ابد اُسِ فتخار کون و مکان کا ہوا عدد قاصد کے عضو عضو کے پر زارِ اُڑدینے لائیکارنگ خون کے دریا بہائے گا بحنون زلف کے لیے زنجیر اور دو</p>
---	---



ترکیبہ چلے ہو کہ دل مفت اتھرائے  
سرخیل کشنگانِ محبت کا ہو گیا  
یہ دھنگ خوب تنے نکالا خسرید کا  
اللہ رے مرثیہ یہ تمھارے شہید کا

عاشقِ رخِ نگار ہے آنکھوں میں جلوہ گر  
میری نظر میں رشتہ ہے جلِ لورید کا

شائقِ اک جہان ہوا جسکی دید کا  
میلہ بھرا ہوا ہے عجب اُسکی دید کا  
لایا وہ رنگِ خون تمھارے شہید کا  
زاہد دو گنا نہ بھول گئے روزِ عید کا  
بدلی ہے شکلِ ظلم نے نارِ سعیر سے  
پر مغان سے رعدِ خرابات بڑھ گیا  
چھینٹوں سے خون کے جو گل افشانیاں  
بتلاؤں خاک کیونکہ گذرتی ہے پھر میں  
بیعت کروں میں ختمِ رز سے تو کیا ہے ڈر  
کٹ جائے سرجوبات کا دلمیں خیال آئے  
پانی ملے نہ ساقی کو شر کے لال کو  
اُس رشکِ مہ نے رخ سے اٹھایا نقاب  
دل و دہر میں چشمِ حقیقت نگر ہو گر  
پیغامبر کی وہاں کبھی ملتی نہیں رسید  
جس شب وہ آئے یہاں شبِ شبِ برباد  
جس سے نکل رہی ہے خدا یا ربار کی

نمایا ہے

عاشقِ شکم کو نور تو کل سے پہلے بھگر  
یوں کب روا ہے بانڈھنا تو شہِ فرید کا

تشمیرِ سُر کیا تھا حسینِ شہید کا  
ہر کوئی تشنہ کیون نہ ہو خونِ یزید کا

<p>بعدِ وفات بھی ہے ندیدہ یہ دید کا پہلے تو دل ہی کھینچتی تھی آپ کی نظر کیا کیا شبِ فراق میں کرتا ہے بقرار دیکھنا نہ دیکھا اور سنا ان سنا کیا میتا نہیں ہے نامہ برون کا کہیں تہ پیر فلک نے چال تمھاری اڑائی ہے کب یا د اسکی دل سے بھلاؤنگا زہدا زاد جو ٹھوننا ہے تو عاشق کی لئے عا گر چاہتے ہو اپنی صفائی بروز حشر یہاں جسے جمیل لین میں شبِ غم کی سخن نر نادہیں مریدِ شباب پر سی و شان قربان ایسے وعدے پہ کیونکر کروں جان دشمن کے سامنے جو میری باٹ کا بچ زاد وہ منتر لین بھی تو طے کروصال کی</p>	<p>دار بگیا ہے دیدہ تمھارے شہید کا اب طرزِ نو نکالا ہے جان کی کشید کا ہونا وہ ہمکنار ترار و زعید کا کیا اعتبار انکی ہو دید و شنید کا دیتے نہیں وہ کوئی بھی پرچہ رسید کا بگڑا ہے خوب نیل تمھارے مرید کا وابستہ ہوں میں رشتہ جہل لورید کا محتاجِ قفلِ راز ہے ایسی سبکد کا محضر بناؤ تم میرے خط کی رسید کا ڈراؤ اسکو کچھ نہیں ہے عذابِ شدید کا کب منحصر ہے پیر پہ ہونا مرید کا اقرارِ وصل نے کیا مجھے عید کا سیکھا کہاں شے شک یہ قطع و برید کا صرف اعتکاف ہی نہیں چلہ فرید کا</p>
--	--

قربان کیون نہ ہوں غمِ شمشیر یا بر پر  
عاشقِ نوید قتل کہوں ہے یہ عید کا

<p>جو ہر نہیں یہ دید ہے مشتاق دید کا نہ غم کا کھول پیرِ مغانِ دین ہے عید کا وعدے کا تھا خیال جنابِ حسین کو یہاں بانِ خشک جسکو سمجھتے ہو زہاد و اسے شیخِ میکدہ میں ذرا چلکے دیکھ لو</p>	<p>خنجرِ خون چمکتا ہے تیرے شہید کا لیتے ہیں کامِ نالہ سے فتنے کش کا لید کا ور نہ تباہ دم میں تھا لشکرِ نرید کا سر سبز ہو گا غلہ میں تو شہ فرید کا کیا حال ہو رہا ہے تمھارے مرید کا</p>
--	--

ہے آج خون حلال کہ یہ دن ہے عید کا  
 کتنا شہید ہوا ہے جنازہ شہید کا  
 ساقی پلا دے بادہ کہ دن ہے عید کا  
 موقع نہیں ہے دوست یہ گفت و شنید کا  
 بہتر ہے اُس سے خون تمہارے شہید کا  
 کھائے کہاں تلک گوئی تو شہ فرید کا  
 ہوتا نہیں ہے فضل گوئی بے کلید کا  
 تر ہو گلو نہ ایسے نہ تو سنس مرید کا  
 دجبا کبھی نہ چھوٹے کا خون شہید کا

وہ مجھ کو فریج کر کے یہ کہتے ہیں غیر سے  
 احسان سر پہ تھا وہ کسی کا اُتر گیا  
 ماہِ حیاتِ مہِ ختم ہے روزہ حرام ہے  
 اسے ہیں وہ ذرا ملک الموت صبر کر  
 کیوں جستجوئے رنگِ خا ہو گئی تمہیں  
 وا غلط خدا کے واسطے خالی نہ کر دماغ  
 تیرا دہن ہے قفل تو اُسکی زبان کلید  
 مے نوش تیرا پیرِ میغانِ خم کے خم پیے  
 دامن کو جتنا دھونا ہے قاتل تو دھوین

عاشق بتائے کیا تجھے ای غیہِ حاکم کے  
 مضمون کھلے گا دم میں عدم کی رسید کا

اللہ سے حوصلہ یہ تمہارے شہید کا  
 وابستہ دل ہے عقدہ جل الوریہ کا  
 پھر کسکے جو حوصلہ مرے دل کی خرید کا  
 پانی میں مل گیا ہے اثر کچھ کشید کا  
 منہ بند ہو گیا تری بے شک کلید کا  
 دل خواستگار کیوں نہ ہو لطفِ مزید کا  
 فوارہ سان اُبلنے لگے خون شہید کا  
 پوچھا یہ کس لئے تو کہا میں نے عید کا  
 عاشق کو پھر بتائیے باعث کشید کا  
 سجد سے سے کب اٹھے گا یہ سر شہید کا

خوگرازل سے ہے جو عذابِ شدید کا  
 نادانِ مینا جیسے ہیں رشتہ بند کا  
 کرتا ہے لینے والیکو اپنا سا بیقرار  
 انگوٹے کے فشرہ کو زائدِ بباح کر  
 کھلتا نہیں جو قفلِ خزینہ کبھی سخیل  
 یحسانِ حوصلہ فراخ و بان کچھ کئی نہیں  
 اللہ سے فرطِ شوق کہ چھیڑے اگر کوئی  
 مینے کیا سلام وہ سمجھے کچھ اور بات  
 کچھ سختی نہیں جہان سے تصویرِ آپ کی  
 تن سے جدا ہوا تو ہے قاتل کے پاؤ پر

<p>اعجاز دیکھ لیجئے اپنے شہید کا حافظ بنا ہے خوب کلام مجید کا موت کے بعد آج دن آیا ہے عید کا بیزار ہے کیوں ہو سبب کیا کشید کا محشر کی ٹھوکر دن میں رہے سنہ زید کا</p>	<p>بسل کی یہ صدا ہے کہ اک دار اور بھی پائی ہے تن لئے مصحف رخسار پر نگہ دامان بانسٹ مرادوں سے بھر خدا کو بی قصور کوئی خطا بھی بتائیے تھوڑی سی راد پائیں شجبت ششیں گر</p>
<p>عاشق کو قتل کر کے پشیمان ہوئے وہ خود قدون پر انکے لوٹ گیا سر مشہد کا</p>	<p>تھا چہ مضمون خطا وقت رقم توڑ دیا تھکوتھکاوہ دکھاتا تھا مقابل ہو کر سنگ بدل آہ ترے دل پہ ہوا کچھ نہ اثر تیری خاطر سے لئے اب غیر کی کھاتی ہنسم تیری شمشیر نے نمبر وار سے پھیرا قاتل سلسلہ وار لگانے کا جو توڑا تو نے خواب میں پیر کو دان ٹکونہیں جہاں تھا</p>
<p>رحم نے جرم فوری کا قلم توڑ دیا آئینہ خوب کیا تو نے صنم توڑ دیا کیا ہوا باتوں سے مگر قصہ ازلہ توڑ دیا موتوں سے تھا، یمن عہد قسم توڑ دیا ایک دم میں ترے پسینے بھی تم توڑ دیا بس انہی دم ترے کشتہ نے بھی تم توڑ دیا کیوں چنچنا چیں تو نے صنم توڑ دیا</p>	<p>سخت کیوں غیر کا عاشق سہا ہو جب کا ہے بعد تحریر تقدیر وہ قلم توڑ دیا</p>
<p>حور کا صن کہان تیرے مقابل ٹھہرا کون یہ آکے اتنی لب ساحل ٹھہرا جسطرح کوئی مسافر سہر مشرل ٹھہرا باغبان پیر خدا شور غنٹا دل ٹھہرا مجھسا دیوانہ گرفتار سلاسل ٹھہرا</p>	<p>کسلے تیرا لقب حور شہا مل ٹھہرا آج یہ کسکا سینہ صفت دل ٹھہرا یوں تری کا کل پر غم میں ہرادل ٹھہرا گوش نکل نک مرے نالوں کی صدا جاؤ لکھکے وحشت نے بڑھایا ہے قدم بسم اللہ</p>

<p> یون تو خود سلسلہ عشق میں پیچیدہ یون  دل بسل کے ترپنے پہ مجھے رحم آیا  آفرین غیر کو کہتے ہیں مرے قتل پر وہ  خط لکھوں اُنکو تو وہ غیر کو دیتے ہیں چرا  چلنے والے نہ کبھی چین سے دم بھر بھیجے  وہ چلے آئیں تماشائی مرسی سیت پر  کشش دل کو غلط کہتے ہو یہ تو کہو  تیغ قاتل کے مقابل میں نہ ٹھہر کوئی  شوق میں میرے تجسس کے را آوارہ  وحشتِ دل نے نہ اکدم اُسے دم لینے دیا </p>	<p> بیوفا مجھ کو نہ پابند سلاسل ٹھہرا  کچھ تو باعث ہے کہ خنجر ترا قاتل ٹھہرا  کشتہ ناز کا مرتے پہ یہ حاصل ٹھہرا  ہاسے لکھا مرئی تقدیر کا باطل ٹھہرا  تری چتون کبھی ٹھہری نہ مراد ٹھہرا  صف ماتم کو خدا رونق محفل ٹھہرا  کیا بتی تھے کہ جو چلتے ہوئے محل ٹھہرا  کوئی ٹھہرا تو ہمارا دل بسمل ٹھہرا  دل مضطر نہ ہمارا کسی منزل ٹھہرا  چھاؤنی چھا کے نہ عاشق کسی منزل ٹھہرا </p>
--	--

جاگزین رہتے ہیں کیوں اس میں تباہ عالم  
دل عاشق بھی ابھی کوئی محل ٹھہرا

<p> یون جاننے کے جان سے گویا جدا ہوا  انہی سی آرزو میں دم اپنا فنا ہوا  وہ کون ہے جو مرگ سے نا آشنا ہوا  ناحق ہمارے سینہ سے اے جدا ہوا  جہاں ہجر سے بہ تنگ تھی دم ہو گیا فنا  قسمت سے نازا سکول اور زمین نیاز  منہ بخود سی شوق میں منہ سے بلا دیا  دشمن کے بدلے لیتے ہیں یہ ہتھان مرا  جہاں نا کہ نامہ بر کے بھی ٹکڑے اڑا دیے </p>	<p> نا آشناؤں کا جو کوئی آشنا ہوا  اُس خال لب کا بوسہ نہ ہو کو عطا ہوا  بند کے سوا تو بھی کچھ فنا ہوا  دیکھا اسیر طرہ زلف ہوتا ہوا  تیری ادائیں فرض ہمارا ادا ہوا  تقدیر میں جو کچھ کہ لکھا تھا ہوا ہوا  کیجئے قصور عفو کہ اب جو ہوا ہوا  مقصود اور کچھ تھا یہ کیا ماجرا ہوا  خط پرز سے پرزے ہو کے جویا اڑا ہوا </p>
--	--

ہمارے مزار کا مجھ کو خطر نہیں  
لوٹے گا اس طرح کہ جہاں لوٹ جائیگا  
بوسے ہزار مانگے تھے لیکن ملا نہ ایک  
دل میرا اسکی زلف میں جا کر پھنس گیا  
خط میں خراش دل نے کچھ کیسا اثر کیا  
پہلے تو آپ کہتے تھے اب تو ہے ہر زبان  
کم حوصلہ تھے تم جو اسے سر جڑھالیا  
بوسے وہ میرے دیدہ پر خون کو دیکھ کر  
لایا ہے رنگ خون یہ تمہارے شہید کا  
اک وار میں صفوں کی صفوں کو لٹا دیا  
پا یالیوں کا شوق ہوا اور بھی سوا  
اسے شوخ با حجاب ذرا آنکھ تو ملا  
اسے شیخ تیرے کہنے سے کیا آج چھوڑ دین  
آتا ہے کس خوشی سے تنہا تو دیکھئے  
محفل میں غیر کو جو بٹھایا تو کیا کریں  
آہ و فغان کے ساتھ ٹوٹا ہوا ہنسی  
ایسا نہو کہ اس سے کہیں ہم کلام ہو  
کیا اشتیاق دیدہ ہے اللہ کے شہید کا

رکھتا ہے رنگ شمع مراد دل جلا ہوا  
پھر سیر دیکھنا جو مرا سر جلا ہوا  
میرا سوال اسکو گدا کی صدا ہوا  
یہ صید نیم جان خورش اثر دنا ہوا  
جو حرف مدعا تھا وہ دیکھا میا ہوا  
تک کہ کلام آپ کا یہ دوسرا ہوا  
کم حوصلہ تھا غیر اسے حوصلہ ہوا  
سہے بے چمک نہ جائے یہ ساغر بھر ہوا  
تم نے ملا تو رشک سے خون حنا ہوا  
قاتل کا ہاتھ دیکھئے دست قضا ہوا  
دیکھا جو اسے راہ میں دل کو گرا ہوا  
جاتا ہے سچی نظروں سے کیا دیکھتا ہوا  
موت سے اپنا دل ہے تبوں سے لگا ہوا  
سربانو پر تمہارے مرا لوٹا ہوا  
اسکو بٹھائے کون جو دل ہوتا بٹھا ہوا  
کہتے ہیں بعد قتل کے یہ مجھ کو کیا ہوا  
قاصد کے ساتھ دم بھی ہمارا ہوتا ہوا  
خط دست نامہ پڑا اور ہوا ہوا

حورون کا اشتیاق تبوں سے ہے اجنباب  
عاشق خدا سے ڈر کہ تجھے اب یہ کیا ہوا

مری تشنہ دہانی نے جو ساغر سے بھر رکھا  
نگاہ تیر ساقی نے ادھر ٹپکا ادھر رکھا

<p>             جڑھایا پھول بھی لاکر کینے نوکتر رکھا              گویا آنکھ سے ہکو اسے پیش نظر رکھا              برائے سنگ تربت چھاٹ کردہ سنگ رکھا              کسی سجا کے کیا پوچھیں کہاں کھو یا کدھر رکھا              تعجب ہے کیسکو بھی نہ اپنا منے کر رکھا              مری نذیر کا الزام بھی میر سے ہی نہ رکھا              گرتے خون کے چینٹوں سے کیوں جن کچھ رکھا              ہمارا حال منکر اتھ منے کان پر رکھا              ہمارے دودھ دل کچھ جوش نے آہوں کو رکھا              نہ دل کھانہ جان کھیٹن رکھانہ سسر رکھا           </p>	<p>             مری وحشت لئے بود مرگ بھی اتنا اثر رکھا              بڑھایا ہر طرح دشمن کو اور ہکو گھٹایا ہر              جبین گھٹے رہے ہم عمر بھر جس آستانے کا              گمایا آپ بنے اپنے دل کو اپنے ماتھوں سے              رقیبوں بنی میں جھٹے تو بھی ہکو صبر جانا              وہ کہتے ہیں کیا تھا تو نے رسوا جھکوا لیم              ہمیں کو قتل کرتے ہیں ہمیں طرم تانے ہیں              عدد کا ذکر گوش دل تو تم ذرا نہ سنئے ہو              خاک لاکھوں بنائے ایک چرخ پیر کی ضد              تری تلوار نے جو رنگ کا نا جھکاوے قاتل           </p>
<p>             شکستہ شیشہ دل رہ گیا ہے پاس بھاشق              یہ اک ٹوٹا سا پیمانہ مری قسمت بھر رکھا           </p>	
<p>             کہ دانہ دانہ پس جاتا ہے آخر جبکی خرم کا              جہان ہے بسملوں کا شور یا سنگامہ پور کا              نہ کھو ابی گردن پر مر سجان بوجہ گردن کا              ترے رنگ گل عارض سے چھکار رنگ گلشن کا              لگا یا سنجیدہ گرنے تار آسمین میر سے دامن کا              نہیں بھرتا ہے پر آسان زخم دل کدورن کا              تنگا ہو نکا جہان پر وہ ہودمان کیا کام حلیم کا              اسی رشتہ سے رشتہ لگیا شیخ و مرہون کا              جنون کے اتھ سے اک سلب ہے چہ چہ امن کا           </p>	<p>             بھرہ سا کی کوئی رکھے بھلا و نیا کیے گلشن کا              تر کو چھ بھی لے قاتل عجب ختم ہے گلشن کا              بڑھا و طوق منت کا خدائے واسطے کوئی              ہمارے خون کے غارت سے جو جو بن کر رخ پر              ہوئی نخی جادہ چرخ کہن کا چاک جو اکثر              یہ مانا موتیوں سے منہ ہزاروں کی کوئی بھرہ              حیا جس جا بگیاں ہو مان دربان کی کیا حالت              یہ سجدہ اتھ میں کھا ہے وہ زنا ر گردن میں              کیسے خوش کردہ نے یہ پردہ درسی کی ہے           </p>

وہ جس جھج سے مری پوچھ کر صیکے گلستاغین خیال آیا مجھے کیون رشتہ الفت کا اتنی قاتل ہنیتن کچھ کام کھرو دین رنڈا آو بالی کو جھگہ پائی ہے ہننے جان دیکر انکے کو چہین کبھی کچھ خود بخود ہنسنا کبھی کچھ خود بخود رونا سین مایہ لب کو چوس کر جوینے جان ہی	عجب کیا ہے وہ دھجی پھول گر ہی سوسن کا لگا رکھا ہے باقی کیون یہ شمع میری گردن کا گلہ کچھ شیخ کا اسکو نہ شکوہ کچھ برہمن کا نشان کچھ نامہ ہی کو بیکسی شہر دین کا نیا انداز ہے سارے جہان میرے شیون کا اگلے خود بخود تربت پہ میری پھول سوسن کا
--	--

اگر ہاپے مین یہ چرخ پیر دھاتا ہے تم عاشق  
خدا جانے زمانہ ہو گا کیا اسکے لڑکپن کا

نہ اندیشہ رقیبوں کا نہ دھڑکا شوخ برفن کا پٹنایا دیا جب کسی سے دست و گردن کا دستان محبت مین پڑھایا ہے سبق مین پھٹکا جاتا ہوں ای سو زردن کچھ رچھ کچھ بتوب سختیاں جھیلوں کا جھکا سحت جان ترے دیوانہ کی محبت سے زنجیر مین بھی جھنجھٹ اشارہ سے عدو کے تنے میرا سر اڑایا ہے ہوا ہے ابر ہے ساقی ہے میرے مطربانچہ ہے رقیب و سید کو اور اپنے رنگ کو دیکھو مسی مایہ لب پر مین کیسے ہوں وہ دیوانہ بہت مدت سے روتا ہوں ابی اب تو سوادے ٹھاری آرزو مین ایک سے لاکھوں ہو مین جھڑی گریہ کی یہ مینے لگائی اُسکی قوت مین	گر رہا ہے کھٹکا کچھ کچھ آتش ہم رہن کا راے ہنشین ہوں نہ ہکو ہوش تن کا مجھے جھون بھی استاد مانا عشق کچھ کا کہ ہر تھپر شرارہ بن گیا میرے نشیمن کا تھکار دل ہے پتھر کا تو میرا دل ہے آہن کا ذرا تو دیکھ لے زندان مین کیسا فل ہے آہن کا رہیگا کسکی گردن پر ثواب اس بار گردن کا بہار آئی ہوئی ہے زور پر ہے رنگ گلشن کا کہان جو بن ہے گل کا اور کہان ہے پھول سوسن کا کہ نیلے چرخ کو بھی جانتا ہوں پھول سوسن کا عدو کے گھر مین ٹھوڑا سا اثر ہو میرے کشیوں کا کہ دانہ دانہ سے انبار ہو جاتا ہے خرمن کا کہ پھر دھوکا ہوا عالم کو بے برسات ساون کا
---	---



دکھا کر نہ لئے اسکو نقشہ اسکے جو بن کا	ستم ڈھایا کہ اسکو آب اپنے پر کیا مفتون
تو کسکی جان کا دشمن ہے کہد کجبان عاشق کل	مین عاشق کسکا عاشق محو حیرت تیرے جو بن کا
دستگیری نہ اگریوں یہ بیضا کرتا تو فلک سر پہ چڑھا کر اُسے تارا کرتا تو مین دل کو ترے سر پہ سے اُٹا کر کرتا ہم سے سوا کو بھلا کیا کوئی رُسوا کرتا ہم ساری کا نہ مری وہ کبھی دعویٰ کرتا اسے جنون تو نہ اگر باد یہ پیا کرتا طاؤر قبلہ نما جن اک متا شا کرتا کبھی چارہ جو مرا آکے سیٹھا کرتا میرا سودا نئے سودے کو مہیتا کرتا اک نہ اک مین بھی نئی بات کو پیدا کرتا	آرزو طور کی کس طرح سے مو سلی کرتا تیری افشان کا جو اک ذرہ بھی پیدا کرتا رشتک دشمن نہ مرے واسطے پیدا کرتا ہم تو خود اچھون کو کر دیتے ہیں سو ابھی استحان غیر کا مقتل مین اگر ہو جاتا خانہ یار کی دیواروں سے نہر نکراتے اک جہان جسکا تماشا ہی ہے وہ بسلی ہون انکی شہرت کی بھی تصدیق ڈرا ہو جاتی ہوں وہ سودا ہی جو ملتا اُسے سودا فتنہ گرتو نئے فتنے لپٹا ایجا د
یہ عشقون کے دلون کے لئے کند ہوا	تمھارا سلسلہ زلف ستر بلند ہوا
مین جلتے جلتے تب عشق مین پسند ہوا ہمارے ایک ہی فقرہ مین لپے بند ہوا مرا غبار جو اُس سے کبھی بلند ہوا وہی ہے بندہ جو معبود کو پسند ہوا الہی خیر وہ دست ستم بلند ہوا	کوئی نہ میرا زمانہ مین درد مند ہوا سُنا راتھا تھیں لون ترا نیان دشمن فلک کو شرم سے جھکنا پڑ گیا آخر کار خدا سے بندہ نوازی ہو بندگی ہی ہوئی پناہ مانگتے ہیں سا کرن زمین و زمان

<p>یہ کس کو قید کیا تھے کون بند ہوا یہ ناپسند ہوا تم کو یا پسند ہوا ہمارا ضعف ہمارے لئے کس ہوا جو تیرے سر سے ہو صدقے وہ بند ہوا خدا کی شان عدو پھر تمہیں پسند ہوا جو ناز اٹھا کے تمہارے نیاز مند ہوا وہی پسند جہاں جو تمہیں پسند ہوا ہمارا نامہ نذیب سے کبھی پسند ہوا وہ نازنین ہو کہ تار نظر کند ہوا ہمارا زخم جگر پھر کبھی نہ بند ہوا</p>	<p>کہاں ہے زلف میں دل خوب غور سے دیکھو ہمیں خبر تو ہو ہم لیکر آئے ہیں دل کو بلا سی اپنی بہار آئی ہے جو گلشن میں جو تیرے پانوں پہ قربان ہو جان پاتا ہے کر یہ منظر و کم ظرف اور بد باطن اُسی کو کرنے ہو پامال واہ کے انصاف نہیں پسند کیسکو جو ناپسند تمہیں یہ دل میں رہتا ہے اُس بیت کی آرزو نگہ مری نگاہ میں آکر نکل نہیں سکتے لگائے چارہ گردن نے ہزار ہا مرہم</p>
---	---

اٹھائے ہیں وہ ستم منے بیگان عاشق  
کہ واہ واہ کا غل ہر طرف پسند ہوا

<p>لگایا تھا گرا دجھا پڑا ہے ماتمہ قاتل کا کہ منہ مٹ مٹ گیا ہر وار پر شمشیر قاتل کا کہیں مطلب نکلتا ہے بھلا سائل و سائل کا کہ اک اک کام بھی جسکو سفر ہو پوری منزل کا کبھی قاتل کا منہ دیکھا کبھی شمشیر قاتل کا تری حست مرڈل میں پھولا ہے سر ڈل کا خیال آتا ہے جین لیں مجھ الفت کی منزل کا تری شمشیر کیون منہ چومتی ہے زخم بسل کا پتہ منزل ہی پر جا کر ملا کرتا ہے منزل کا</p>	<p>نہ نکلا حوصلہ دل کا نہ نکلا حوصلہ دل کا جگر تو دیکھو بسل کا جگر تو دیکھو بسل کا بشر کو چاہیے شاکر رہے اللہ کے اوپر وہ پوچھے ضعف سے کیا منزل مقصود کو پر نگاہوں میں ترے بسل کی حست تھی ہم آخر تری دلیں گرہ بگر مرے دل کی تمنا ہے تصور سے تھکا جاتا ہوں وہ بضعف کا عالم غضب کی چاٹ ہے اسکو یہ ہر دم خون پتیرین ہماری آنکھ میں آکر ہمارے دلیں آجاؤ</p>
---	--

<p>دماں خم پھر دم بھر ریسے بین تیغ قاتل کا          فلک پہ بھی لچھے اکثر کھان ہوتا ہے محل کا          بنا کر انکو دینا کوزہ گرساغر مرے گل کا          عجبات ہے کچھ دل کی عجب نقشہ ہے کچھ دل کا          مرے سینہ پہ زانو اور گلے پر ماتھے قاتل کا          اٹھانا اک قدم بھی کاٹنا ہے مجھ کو منہ لگا</p>	<p>انہیں صحت علاج چارہ گر سے ہو کر کیونکر ہو          نہیں تھمتا جو یہ دن ات کے چکر میں پیار کا          لب عشق کا بوسہ پس مردن تو حاصل ہو          نہ اسکو جیتے جین لے نہ اسکو مرتے جین لے          یہ صورت اور میں شوق شہادت تیرا حاصل          ترے کو چھ گہرائی کو میرا دل نہیں ہوتا</p>
<p>جھکتے ہیں جھکنا دیکھ کر برق جہنہ کو          وہ کیونکر دیکھیں اس کا شوق تڑپنا انہیں بسل کا</p>	<p>شہادت کو مضر ہے خود تڑپنا جان بسل کا          اسے باقی ہے شوق دیدار تک اپنے قاتل کا          ہے یار بہ تشنہ دیدار کس نہرہ شامل کا          کبھی بوسہ یا خنجر کا گاہے دست قاتل کا          اہل بھی چھیتی پھرتی ہے ہوا جب ہے شہرہ          سمجھتا ہوں اسے بھی راہبر اندر سے محبت          بھر دسل ہے تری حیرت کا گرجہ پڑ معاصی ہونا          جہان دوبے گا وہ دریا ہے گا غرن کا قاتل          نہیں ہے انتہائے اہل الفت کس طرح پہنچون          کیا بارے اثر انا تو میرے عشق نے پیر          پسینا تھا کہیں اور ہم کہیں پہنچے خدا حافظ          نہ دیکھا آج تک یا کوئی چکنا گھڑا ہمنے          کہیں بادیا چھو لے نہ تیرے مصحف خ کو</p>
<p>کہ یو اڑ سکا جھک نہ کوئی ماتھے قاتل کا          کہے دیتا ہے وار ہنار ابر چشم بسل کا          اہل کر منہ تک آجاتا ہے پانی چاہ بابل کا          فزون ہے ہر قدر شوق شہادت نیم بسل کا          نہیں تسمہ لگا کر کتاروان ہے ماتھے قاتل کا          بتا میں اہرن سے پوچھتا ہوں اگلی منزل کا          نہ لینا چاہتا ہوں مرے اعمال باطل کا          زمین پر ایک قطرہ بھی گر اگر تیرے بسل کا          اہلی راہرو مجھ کو بنا یا سخت منزل کا          کہ کھینچا جاتا ہے عطر خاک گور سے گل کا          دل گم گشتہ نے رستہ پھلا یا ہکو منزل کا          خدا جانے عد و کیمخت ہے کس آب گل کا          بنایا دل کو ہمنا اسلئے حافظ ترے تل کا</p>	<p>کہ یو اڑ سکا جھک نہ کوئی ماتھے قاتل کا          کہے دیتا ہے وار ہنار ابر چشم بسل کا          اہل کر منہ تک آجاتا ہے پانی چاہ بابل کا          فزون ہے ہر قدر شوق شہادت نیم بسل کا          نہیں تسمہ لگا کر کتاروان ہے ماتھے قاتل کا          بتا میں اہرن سے پوچھتا ہوں اگلی منزل کا          نہ لینا چاہتا ہوں مرے اعمال باطل کا          زمین پر ایک قطرہ بھی گر اگر تیرے بسل کا          اہلی راہرو مجھ کو بنا یا سخت منزل کا          کہ کھینچا جاتا ہے عطر خاک گور سے گل کا          دل گم گشتہ نے رستہ پھلا یا ہکو منزل کا          خدا جانے عد و کیمخت ہے کس آب گل کا          بنایا دل کو ہمنا اسلئے حافظ ترے تل کا</p>

کہاں بلبل کے سوز و سناں کو نسبت میرے  
یہ مانا وہ چمک وہ آفتاب سین نہیں لیکن  
سینکنا چھوڑا سکو تو کہاں جاتا ہو قتل سے  
کسی کی چشم پھیل رہی ہے خیر ہو یا رب  
تھیں ہے اختیار اسکو سزا و یاری کی دو  
ہمیشہ حسنِ قربان کا رہا ہے پردہ درخششی

وہ دیوانہ ہے گلشن کی پیروانہ ہے محفل کا  
ترے نقشہ سے کچھ ملتا ہے نقشہ باہر کا  
کہ ایک عالم تماشائی ہے قاتل تیرے بس کا  
قیامت ہوگی تجھ پر سنا ہے دود و قاتل کا  
قصیدیں پرستہ رکھا منحصر ہا فیصلہ دل کا  
ہوا ہے آہ مجنون نے اڑا یا پردہ محل کا

عدہ کو ہم سمجھتے تھے بہت ہی دور ای عاشق  
مگر ستر لپٹ کر راستہ پٹا ہے منزل کا

تکو عاشق سے نہ دم بھر بھی جدا رہنا تھا  
ایک ہی وار میں کیوں رشتہ الفت توڑا  
آفت آئیگی پڑا ہوگا اگر غیر کے ہاتھ  
تیرے کوچہ سے جو ہم جاتے تو کیوں کر جلتے  
در پہ دم بھر بھی تو دریاں نہ ٹھہرے نہ دیا  
کر لیا چشمِ دل و جان کا بھر دسہ ناحق  
یار کی ٹھوکر میں تو کھاتے ہم اتے جاتے  
دل جگر ایک نشانی میں جو ناک کی چھک  
تکو واجب تھا کہ ولیم مرے اگر بیٹھو  
عذر ہے بات نہ سننے کا ہماری کیا خوب  
سخت جانی نے مری دیکھ لے منہ پھیر دیا  
بزمِ اغیار میں کچھ بس نہ چلا کیا کچھ  
آتش حسنِ جہان سوز کو چمکا دیتے

اولین ہوتے تھے مگر کہیں بھی آ رہنا تھا  
قاتل اک تسمہ تو گردن کا لگا رہنا تھا  
بیخودی خط کا لفاظ نہ کھلا رہنا تھا  
نندہ درگور ہی قسمت میں پڑا رہنا تھا  
عمر بھر گئے لئے اس جاہلین کیا رہنا تھا  
سب میں فکر ہمیں ان سب سے جدا رہنا تھا  
صفتِ سنگِ در اس در پہ پڑا رہنا تھا  
اسکو رہنا تھا جدا اسکو جدا رہنا تھا  
تکو لازم مری آنکھوں میں سمار رہنا تھا  
آج ہی غیر کی باتوں میں لگا رہنا تھا  
تسخ قاتل تھے مجھ سے نہ کھپا رہنا تھا  
پردہ بنکر تری آنکھوں پہ پڑا رہنا تھا  
تکو پردہ میں مرجان نہ چھپا رہنا تھا

<p>مجھے وہ کہتے ہیں کہ کون دل کو لگایا ہو تیرے قدموں کے تلے سر کو سر بٹھا رہنا</p>	<p>تکو ایسا ہی اگر گھر میں بڑا رہنا تھا تیری شمشیر تلے میرا گلزار رہنا تھا</p>
<p>شوق نظارہ عاشق سے بڑے سچ اس میں یوں تری زلف کو چہرہ پہ نہ چھار رہنا تھا</p>	
<p>کیا کہیں مجھے الگ جیسے جدا کیونکر ہوا کبر تھا کہ اس کو یہ اسے کبر یا کیونکر ہوا میں نے مانا درد بے درمان ہی میرا علاج دوستی کا میرے دم بھرتے ہوئے ہر بہت دیکھنا اٹکا شجابل سنکے میرا حال مرگ تکو خالق نے بنایا شاہِ خوبان جانِ من بندہ حق ہوں میں مجھ کو بندگی پر ناز ہے عاشق ناشاد سے برسوں ملے ہو، بجا اب دل ہی واقف ہوا تھائے ہیں مجھ پہ کمر نامہ بر جلای نہیں وہاں اچھو اچھو کی زبان غیر اچھا میں برابر یہ بھی تو معلوم ہو وہ ہے نازک اور اس کی ناز کی مشہور عام انگِ بُتِ نا آشنا کی ہے عنایت ہمنشین گر نہ کھویا تو تے ہے ناز برداری اُسے بیلی محل نشین اپنے ہی دل سے پوچھ لے اگیا ہو گا تصور اُسکے دل میں غیر کا غیر کو بُلا کے اُسکے ساتھ گلشن میں گئے</p>	<p>آشنا ہو کر وہ بُتِ نا آشنا کیونکر ہوا آشنا تھا وہ تو اب نا آشنا کیونکر ہوا جب دو اتم خود ہو تو وہ لاوا کیونکر ہوا پھر مراد شمن تھا نا آشنا کیونکر ہوا پوچھنا ایک ایک سے یہ کیا ہوا کیونکر ہوا پوچھتے ہو کس لئے پھر تو گدا کیونکر ہوا پھر یہ حیرت ہے کہ بندہ آپکا کیونکر ہوا اب تمہیں پردہ ہوا یہ کیا ہوا کیونکر ہوا کیا تاؤں میں کیا کیا ہوا کیونکر ہوا تمہیں پیغامِ زبانی پھر ادا کیونکر ہوا وہ بھلا کیونکر ہوا میں نا آشنا کیونکر ہوا سخت حیرت ہے کہ اُسکا دل کڑا کیونکر ہوا کیا کہوں میں سحرِ غم کا آشنا کیونکر ہوا وہ ہمارا کم نما پھر خود نما کیونکر ہوا قیس کیا بتلائے اُسکا ماجرا کیونکر ہوا وہ مزے کے وقت سے بد مزہ کیونکر ہوا یہ ہوا کیونکر ہوا اور وہ ہوا کیونکر ہوا</p>

شکر ہے بڑھتا چلا ہے اب تو ان سے ربط ضبط  
آپکا اور انکا عاشق فیصلہ کیونکر ہوا

نغمہ ہے شمشیر کا کوئی تو کوئی تیر کا آنکھوں کو مشقی سے باور ہے دامن تیر کا منہ کھلا رہتا ہے قاتل کے ہمیشہ تیر کا دید کے قابل عجب ہے اتحاد حسن عشق سلسلہ سے ہو گئی پابند آزادی مری عشق سے دل کو تعلق اور دل سے عشق کو سارے عالم میں تری سفاکیاں مشہور ہیں کوڑیوں کے مول بھی اُسکا کوئی غدا ان میری وحشت نے ہزاروں کو کیا وحشی مزاج مہربانی سے کسی دن تو کرو وعدہ وفا قتل گاہ عشق میں دل ہے مراقبہ نما وہ رمیدہ ہیں تمہارے آہوان چشم شوخ کون پاس آئے میں وہ ہوں وحشی نازک لٹچ یہمان کو لینے کیا خوش خوش چلا ہی نہیں جرج گو سچا سا کنان ہر دو عالم میں ہے غفل	بن گیا رشک چمن سا بادن نچیر کا منہ کھلا دیکھا جو قتل میں کسی نچیر کا تشنہ خون ہے مقرر یہ کسی نچیر کا میری صورت سے بنا نقشہ تری تصویر کا جب پسندیدہ ہوا کھٹکا انھیں نچیر کا دیکھ لیجے حال یکساں ہے مرید و پیر کا موجہاں دریا میں ہن کب یہ کاٹ ہی شمشیر کا خاکساری سے مری دل خاک ہے اکسیر کا رشتہ الفت نہ توڑے سلسلہ نچیر کا کچھ تو اٹھی لطف میر عشق دامنگیر کا جس طرف نہ کو یہ پھر امنہ پھر گیا شمشیر کا کچھ نہیں چلتا ہے بس صیاد آہو گیر کا آنکھ دکھلاتا ہے ہر حلقہ مری زنجیر کا دل مرا کرتا ہے استقبال تیر سے تیر کا حشر کرتا ہے بیاناں مری زنجیر کا
--	---

اسلئے ہوتے ہیں عاشق ہم سیرِ اعم عشق  
بیچ رہتا ہے کسی کی زلف سے زنجیر کا

چھد گیا اک دار میں دل اور جگر نچیر کا دو در آہ دل ہمارے نالہ شبگیر کا	توڑ ہے نازک فلک کیا خوب تیر نے تیر کا بن گیا حلقہ تمہاری زلف کی زنجیر کا
--	---

<p>کھینچ لاتی ہے کشش دل کسی تصویر میں          تاب ہی مجھ میں نہیں ہے تم ٹوٹاں ابرو نہو          جان وابستہ ہے تیرے گیسو پہ چہرہ میں          پر تو برق بجلی نے مجھے تڑپا دیا          خانہ دل میں ہوا ہے یاس حرمان کا          رنگ لایا ہے مرا شوق شہادت دیکھنا          جان تک بھی رونما فی میں جو کرتا ہر فرد          کاٹ لو تم سہرا یا کاٹ لومیری زبان          تیغ ابرو کا تھکاری کچھ نیا انداز ہے          یار آئے اور منائے فتنیں کر کے مجھے          آپ جائیں یا میں جانوں آپ سے مجھے ہٹ          ہے شکستہ دل کا پابندی میں بھی اتنا اثر          ہمارا ہی بخت بد کی اسے میں کس سے کہوں</p>	<p>عکس لیتا ہوں میں تصویر سے تصویر کا          مجھ مر لیں عشق پر اور کھینچنا شمشیر کا          دل ہوا پابند تیری زلف کی زنجیر کا          وار خانی جائے گا قاتل تری شمشیر کا          درجہ بڑھائے گا ویرانہ سے اس تعمیر کا          خون کے چھینٹے میں یہ جو ہر نہیں شمشیر کا          حوصلہ کتنا بڑا ہے عاشق دلگیر کا          کاٹنا آسان نہیں ہے عشق کی زنجیر کا          زخم بھرتے ہی نہیں دیکھا ہے اس شمشیر کا          واہ وا کہنا ہے کیا اس خوبی تقدیر کا          غیر کو کیا دخل اس تقریر میں تقریر کا          ہو گیا ہے حلقے سے حلقہ جدا تجھ سر کا          ہاتھ بھی قاتل بڑا اوجھا تری شمشیر کا</p>
--	--

دیکھ کر عاشق انھیں کیونکر نہ میں حیران ہوں  
 انکی صورت پر ہے عالم دیکھنے تصویر کا

<p>مقتل میں خاک و خون سے جب لپٹ گیا          جاتے تھے وہ رقیب کے گھر چھپ کر رات کو          زلفون سے اور دل سے عجب شکستہ ہوئی          آنکھوں میں ہے ترے اثر کہہ با ضرور          زخا زہریہ تل تو نہیں رشک گل ترے          وہ بھر غم میں نالہ نطوفان کیسا ہوا</p>	<p>افسردہ سے رحم کشتہ سے قاتل لپٹ گیا          نالہ ہمارا بن کے سلاسل لپٹ گیا          وہ دل سے اُنکھے اس سے مراد لپٹ گیا          جیسے رچی نگاہ و میں دل لپٹ گیا          دل نکل سمجھ کے مثل عناد لپٹ گیا          ساحل کو موج موج کو ساحل لپٹ گیا</p>
---	---

گوراہزن نے لوٹ لیا بنکے راہبر  
یہی ہوائے شوق کا مجنون کچھ ہے اُٹ

دیوانگی بن آج تو عاشق کی بن پڑی  
اُس بت سے جا سکے وہ سر محفل لیٹ گیا

غیر کے بھید کی صورت نہیں کھلتا کہنا  
میرے روئے کو یہ کیا ہے کہ نہ زونا کہنا  
دل ہی دل میں ہے خدا جانے یہ کیا کہنا  
وصل میں بیخودی و دید میں چکارہنا  
انگی تعریف پہ بھی ہے وہی آفت نازل  
چشم تر پر آنکھیں طوفان اٹھانا ہر دم  
ما تھ توین جو بہین چھیرے کوئی دور پر  
آتش حسن خدا داد نے پھر نکا ہے مجھے  
یہ بھی کچھ بات ہے جھوٹے توہنا سچا  
آزما دیکھو مری باب اگر جھوٹا ہے  
سکے افسانہ مرا بولے وہ کروٹ لیکر  
بات گھڑتا ہے جو قاصد میں سمجھ لیتا ہوں  
چل دیئے ذکر عدو سنتے ہی تم تو صاحب  
ایسے انداز سے تعریف کی ہم نے انکی  
عاشقی کیا ہے یہی شیوہ تسلیم و رضا  
غیر اچھا بھی ہو تو اُسکی عیادت کرنا  
جب غرض ہی نہیں کچھ ہلکو کسی سے نل

مجھ سے آتا ہے تمہیں خوب مٹا کہنا  
میرے ہنسنے کو بھی رونے کی تڑپ کہنا  
کس طرح کوئی سمجھ جائے کسی کا کہنا  
یاد آتا ہے شب بھر میں کیا کیا کہنا  
چھپنے کو وہ کہیں مجھ سے ترا کیا کہنا  
کبھی نالہ کبھی مذہبی کبھی دریا کہنا  
یاد آتا ہے شب وصل میں تیرا کہنا  
حال میرا بھی تم اللہ سے ہو سئی کہنا  
یہ بھی انصاف ہے کچھ سچے کو جھوٹا کہنا  
پھر اگر سچ بھی کہوں تم مجھے جھوٹا کہنا  
ابویندا آتی ہے تم پھر کبھی اچھا کہنا  
نہیں ملتا کسی کہنے میں تمہارا کہنا  
ورنہ تھا اسکے لئے اور بھی کیا کیا کہنا  
وہ بھی میا ختہ کہہ اُٹھے کہ مان کیا کہنا  
اچھا ہر ایک سے سنا بہین اچھا کہنا  
میرے حال متغیر کو بھی اچھا کہنا  
کس سے کہنا بہین کیا کہنا ہے کس کا کہنا



کات دینا انھیں مقصود ہے بات نکامری	میری برسات پر کچھ اُنکا لطیف کہنا
نیم جان ہوں جو مرا جامہ عمر پر غم	کر چکو قطع تو پھر تم اُسے نیا کہنا
وہ بین ناز کے ہر قاصد کو یہ میری ناک	سخت جان کہتا ہے تو حال میں کہنا

عاشق اچھی نہیں ہوتی ہے تعلق ہرگز

رشتک اغیار سے چھپتا نہیں اچھا کہنا

وہ شمع حسن جو رونق فراٹے خانہ ہوا	تو سنگ طور مرا سنگ آستانہ ہوا
تھماری زلف سے جبے مل مرا لگا ہوا	مٹی یہ داد کہ صد چاک مثل شانہ ہوا
فلک بہت شب وعدہ راجو گر یہ کٹان	بہانہ جو کو مرے خوب یہ بہانہ ہوا
ہمارے جذبہ دل نے اثر کیا آتشا	کہ سوئے خانہ دشمن وہ بُت روانہ ہوا
وہی ہے سینہ جو شمشیر کے چڑھائے پر	مہنی ہے دل جو ترے تیر کا نشانہ ہوا
یہ ہے محال کہ لین نقد جان انھیں دیکر	جوانکے ماتھے لگا داخل خزانہ ہوا
پس فنا بھی مراد و آہ کام آیا	کہ میری گور پہ آکر وہ شامیانہ ہوا
یہ نازکی ہے اور اسپر بنے ہیں قاتل	کہ لی جو ماتھے میں تلوار درویشانہ ہوا
نہ خالی وار گیا تیری تیر مرگان کا	جو دل بجا تو ہمارا جسگر نشانہ ہوا
ملا جو زلف سے تو او رہو گیا وحشی	سمبند دل کو مرے اور تانویا نہ ہوا
ابھی پھیر دے اب تو زمانہ کی گردش	ملے ہونے ہمیں اُنسے بہت زمانہ ہوا
زمانہ خالی کبھی نقد دل کی کثرت سے	تمہارا حلقہ کیسو بھی اک خزانہ ہوا
تری گلی میں ہمیں شب کو خوب بند آئی	کہ کچھ ستر کا تر سنگ آستانہ ہوا
ہے سجدہ گاہ جبین نیاز شیفگان	کہ سنگ کعبہ تر سنگ آستانہ ہوا

ابھی دعائیں گزرتی ہے رات دن عاشق

ابھی خیر مرانا مہر روانہ ہوا

وفا پسند مگر چسپرخ بے وفاء نہ ہوا  
 کہ جس سے چین کا پھیکا لگا رخسار نہ ہوا  
 تمہارے ظلم کا شہرہ بھی خانہ خانہ ہوا  
 میں اس جہان سے تنہا نہیں روانہ ہوا  
 ہمارا دل اگر اسپند ہی کا دانہ ہوا  
 کہ لامکان ہمیں آنکا عیش خانہ ہوا  
 جد ہر کو تو ہوا دھر جان من زمانہ ہوا  
 ہمارے ستر کے لئے سنگ آستانہ ہوا  
 ہمارا دل نہ ہوا اک عذاب خانہ ہوا  
 جو غیر تھا ترے نزدیک وہ یگانہ ہوا  
 جدا جدا ترے بسجہ کا دانہ دانہ ہوا  
 کبھی نصیب نہ لبیل کو آشیانہ ہوا  
 تمہاری چٹیم ہوئی یا شراب خانہ ہوا  
 ہمیں نصیب یہ قسمت سے آب دانہ ہوا  
 کہیں ہمارا جو خرمن میں ایک دانہ ہوا  
 ابھی تو ایسی نہ وقت نہ کچھ زمانہ ہوا

ترا مطیع فقط میں ہی کیا زمانہ ہوا  
 ہمارے خون سے افشان وہ آستانہ ہوا  
 ہمارے عشق سے واقف اگر زمانہ ہوا  
 فراق و یاس و غم و درد میرے کسا تھر چلے  
 تو اپنے آگے جلاتا نہ ہونٹ بٹھکے  
 کہاں تلاش کریں کیونکہ باریابی ہو  
 رقیب بد سے بھلا ہم برے میں پہنچ تو  
 عدو کے چین منانے کو ایک گھر ہے  
 تمہارے تیر جو آتے ہیں ننگے تشنہ خون  
 یگانہ فون کو تو بنایا ہے تو نے یگانہ  
 کہا تھا شیخ نہ تجھے ابھرنہ رندوں سے  
 رکھا تباہ اسے باغبان و گلچین نے  
 نگاہ جیسے پڑی لوٹ پوٹ ہو ہی گیا  
 ملا ہے خون جگر کھانیکو تو پینے کو اشک  
 گر گئی برق ترپ کر نہ کیونکہ ہے دلیو نہ  
 وہ عہد مہر و وفا کیا ابھی سے بھول گئے

خدا نے تجھ کو اگر حسن میں بنایا فرد  
 تو عشق میں ترا عاشق بھی اک یگانہ ہوا

رشتک سے سوزان ہے جسکے شعلہ شمع کا  
 ایک ذرہ تک رہا باقی نہ کوہ طور کا  
 یہاں اثر کا فور ہے خود مرہم کا فور کا

اللہ اللہ جلوہ پر تاب تیرے نور کا  
 وہ جلال و سوز کا عالم ہے اسکے نور کا  
 بند ہوتا منہ نہیں دیکھا کبھی ناسوز کا

<p>دل کے زخموں نے نہ دیکھا منہ کبھی انگور کا گر زبان پر میری نام آجائے لے بٹ حور کا دور میں ہوں مجھ کو مضمون سوچتا ہوں بے لے بڑھتا نہیں ہے دل کسی مزدور کا جسم ہے تیرا پری کا اور چہرہ حور کا کام تھا یہ کوہن کا یا کسی مزدور کا چارہ گر مشکل ہے تو ناز خم پر انگور کا منصفی کیجے کیجے دیکھئے مزدور کا بند ہونا غیر ممکن ہو گا اس ناسور کا دب گیا ہیبت جگہ کی شور بانگ صور کا ہر گھڑی اچھا نہیں ہوئی ارادہ طور کا تھک کوئی زائد مبارک ہو تماشا حور کا اور کہتے ہیں فشر وہ یہ نہیں انگور کا</p>	<p>نیخ قاتل کو ہمیشہ دیکھ کر سنتے رہے پھونک دے فوراً تمہارے حسن کا شعلہ ہے حور سے آنکھیں لڑتا ہوں وہ ہوں عالی خیا ہے جھیل اسیرہ بار عشق کچھ تم بھی تو دو جان خوبی مجمع خوبی ہے تو ایسا کان جن تو نے شیریں جان شیریں اسکی بون یہ اثر ہوتا کین ہے باوک مرگان بار دل لے پھر تا ہے انبار غم و حرمان پاس ہر گھڑی کی چشم بزم اشک باری چھوڑ تیرے دیوانوں کی وہ زنجیر پا کا غل ہوا تالش برق جمال یا کیا دیکھی نہیں یہ حسینوں کی ملاحست یہ نراکت ہر کہان میتے ہن بے رنگ کی غٹ غٹ جانا شیر جی</p>
--	---

عاشق اسکا سلسلہ اب دیکھئے کب قطع ہو

طول بنیائیت ہوا اپنی شب و سچو رکا

Alkharad

<p>ہے گمان گھر بہار کے جلوہ گاہ طور کا رنگ پھیکا پڑ گیا ہے مرہم کا نور کا کون شتاق پری ہے کون طالب حور کا ساغر دل زائد و شیشہ نہیں بلور کا نالہ دل میں اثر ہے اب حد لے صور کا مرتبہ دیکھا نہیں کچھ مرد بے مقدر کا</p>	<p>وصل کی شب نور جھلا وہ نیخ پر نور کا لال ہے خون جگر سے منہ مرے ناسور کا مجھ کو اک تو چاہے کب اور سے ہو کچھ غرض توڑ کر اسکو کہان سے لاؤ گے تم اسکا جوڑ ہے قیامت اسکا راہو گیا ہے روز حشر ہو گیا ہے اب تو دولت کو شرف پر شرف</p>
---	--

<p>دست بلورین میں آنکھ جام ہو نور کا          حال کیا تھے کہوں رنگِ شبِ دیو کا          بے شقت کے نہیں تھا عملِ نور کا          وصفِ حیدر جھکنا زیا ہے واعظِ حور کا          دھوم سے ہے عرشِ اک بادہ کشِ مغفور کا          گور پر میری لگانا تم شجرِ انگور کا          بامِ تیرا رنگِ وہ ہے جلوہ گاہِ طور کا          کو کہنِ افسوس یہ تو کام تھا مزدور کا          مرتبہ رتبہ سے میرے کیا ہا منصوب کا          جان دیکر زندہ پالا لقبِ مغفور کا          زندہ بھیتی سے اسے کہتے ہیں بندہ حور کا</p>	<p>چاندنی کے فرش پر جب لوٹتی ہو چاندنی          موت بھی کبختل کے خوف سے آتی نہیں          نیش ہی سے نوش ملتا ہے یہ نکتہ یاد رکھ          سو بھیتی ہے اور کچھ زندوں کو بس غاموش          قفلِ مینا سے مے ہے مست حالِ فانی          دوستو ہوں جانِ دل سے دخترِ زریں نثار          وہاں تو اک موہیا تھا جان میں بیکروں          حیثیت اپنی بدلی عشق میں زیا نہ تھی          وہ انا الحق میں تھا بخود میں ترا بھڑھو          زاہد و پیرِ معان کی تم کراہت دیکھ لو          حور کی چاہت میں زاہد کو ملا اچھا خطا</p>
--	---

عاشق اس دنیا کو سچ کہتے ہیں سب عبرتِ سار  
 ہے گدا کی ٹھوکرون میں آج سرفقور کا

<p>غیرت خورشید ہے ہر ذرہ کوہِ طور کا          بنگیا آتشِ کدہ ہر زخمِ ابنا سو رکا          بنگیا کحلِ البصر ہر ذرہ سنگِ طور کا          خواب میں بھی گر خیالِ جا بے وصلِ حور کا          پھونچتا ہے اب مجھے دامنِ شبِ دیو کا          دور سے ہم آئے ہیں کر کے ارادہ دور کا          بوجہ باز عینِ تھپتھپا اپنے کیلئے مزدور کا          تو بھی اے زاہد ہوا شیدا تو رک کا حور کا</p>	<p>نور کا پر تو ترا اندر سے جلوہ نور کا          ہے اثر ادا نے سایہ میرے دلِ محور کا          دیدہ بینا سے جلوہ دیکھے اُس نور کا          چٹکیاں تیرا تصویر لیکے چونکا دے مجھ کو          المدد اے نالہ ہائے آتشین و شعلہ بار          قتل کرنے سے ڈرا کیا ہے اوقاتِ ہمیں          ہے بسکدوشی سے چلنا خوابِ اشتیاق میں          جہین شوشی داواؤں باز غمہ کچھ نہیں</p>
---	---

<p>نور دہند لایا ہوا کیوں ہے چراغ طور کا          سے ازل سے سابقہ میری شب و بھر کا          پھونکنا برقِ تجلی کیا ہے برقِ طور کا          کرستے ہیں خاطر جو گھر آجائے کوئی دور کا          شوق کہتا ہے کہ ہے اپنا ارادہ دور کا          رتبہ میرے دل نے پایا عشق میں منصوبہ          پوچھنے والا نہیں کوئی دل رنجور کا          تم عمل ہو تو وعدہ بھی نیش ہے زنبور کا          مجھ کو سر کر بھی اگر بھیجا تو بس انگور کا          رکھ لے کل کے واسطے تو شہ سفر ہے دیوار کا          کون کہتا ہے اسے شفق ہے یہ سندر کا          نام آجائے زبان پر بھول کر گڑھور کا</p>	<p>داد کی امن سے نکلا کونسا خوشید رو          لیلی شب پر فردا اپنا دل مجنون ہوا          تیرے برقِ حسنِ عالم سوز کو یہ ننگ ہے          پاسِ الوں کا بھی نکو پاس کچھ مطلق نہیں          عقل کہتی ہے کہ پاس تو بد بھی جانتے          دارِ شرکان پر یہ چڑھ کر ہو گیا سردارِ عشق          کون ہمدردی کرے اپنی سوانہ کی سی          کس طرح سے ماتھے دالین تم پر ہم اب کیا کریں          ہے ترش دلی میں بھی پیرِ مغان کی یہاں          عمر ضایع کرنے بیجا رہو ملکِ عدم          بیگنہ کے خون کا چھینٹا تمھارے سروں          پھونک دے برقِ تجلی و صنم اک آن میں</p>
---	--

جب نہ ہو جلوہ نصیب سکا تو عاشق کو رہ جائیو  
 شور ہے محفل میں اسکی دورِ یاش و دور کا

<p>دم نکلے گا جو یوہین یہ آٹھوں پہر سجا          اور مجھ سے پوچھتے ہیں گجر سا کدھر سجا          تم رشک مہر اور ہو رشکِ قمر سجا          میرا جو کان شام سے لے تا سحر سجا          اسے ہنشین پہلے ہے پیمانِ فکرِ زہر سجا          کہتا ہے بات بات پہ اب نامہ بر سجا          تجھ کو خبر نہیں کہ ہے کیا ہے خبر سجا</p>	<p>نالوں سے تو نہ اسے دل نالان گجر سجا          خود ہی گجر نواز کو ایسا ہے آپکا          رکھتے ہو شام زلف بھی صبحِ جبین بھی          تھا انتظار یا رشید وعدہ کن قدر          مفلس کو پوچھتے بھی نہیں مینِ حسین لوگ          اس میں بھی کوئی بات ہے اور کوئی حال ہے          آٹھ جلد بزمِ غیر سے وقت سحر ہوا</p>
--	---

کہتے ہیں بے وفا تمہیں ہوتے ہو کیونکہ غنا

پھر کیا کرو گے نکال دیا الزام اگر بسا

جائے بقا کو جو کہ فنا آدمی ہے وہ

عاشق ہے اس قیام پر فکر سفر کا

گر ایک قطرہ گرا میرے دیدہ تر کا  
نوشہ دیکھتے کیا ہو مرے مقتدر کا  
تجھے تو پینے کی عادت نہیں ہے اسی زہا  
اُبل رہا ہے پیاسو پیو سبیل ہے آج  
مجھے نہ فخر ہو کیونکہ سیاہ بختی پر  
تمھاری زلف نے بقدر کر دیا سب کو  
نہیں ہے خوف مجھے آفتابِ محشر سے  
کسی کے سحر میں اشکوں کی آبر و تری  
کیسے یہ شکم صاف کی صفائی ہے  
اتھین فسانہ الفت سے ایسی نفرت ہے  
ہر اک حسین سے کھاتا ہے ہل ہمارا داغ  
کبھی تو وصل کا وعدہ کر دیکھی تو یوں  
ہمارا دل صدفِ مرگان سے جا کے لڑتا ہے  
بنا کے آئینہ خود میں کیا حینون کو  
وہ دل کی خاک کو گھر گھر لئے جو پھرتا ہے  
ہزار طرح سے سنگِ ستم گراتے ہیں  
رقیب ایک بھی ٹھہرا آج مقتل میں  
بناؤ اشک کا دزدانہ اپنے واسطے تم

پشہ لیگا نہ اہل جہان کے گھر کا  
لکھا ہے اس پہ سب احوال و بحر کا  
پئے کا حشر میں کس طرح جام کو تر کا  
و فور رحمت بازی سے آب کو تر کا  
کہ اس میں رنگ ہے اُس کیوئے غیب کا  
رمانہ کوئی خریدارِ مشک و عنبر کا  
کہ سر پہ سایہ رنا و امن پہ پیہر کا  
غضب ہے خاک میں بلجائے دانہ کو پھر کا  
ہے لوحِ پیر کے کی باتحہ سنگِ فخر کا  
سنا نہیں کبھی قصہ گلِ صنوبر کا  
یہ جمع بھیک سے کرتا ہے گھر گھر کا  
خدا کا واسطہ اور واسطہ پیہر کا  
سپاہی سامنا کرتا ہے ایک لشکر کا  
قصور اس میں ہے سب حضرتِ سکندر کا  
گمان ہے تر سے عاشق پہ کیسیا گر کا  
یہ بُت وہ بُت ہیں کہ رکتے ہیں ل بھی پھر کا  
یہ میں ہی ہوں کہ تمھارے نہ پاس سمنہ کا  
یہ قطرہ وہ ہے کہ رکھتا ہے حکم کو ہر کا

وہ مجھ سے بولے کلیجا ہے تیرا پتھر کا	کہا جو سنگ دل لگو تو کیا اپنی غصہ سے
کسی کی گردش چشم سب پہ مڑتا ہوں نقطہ میں اس لئے عاشق ہوں جامِ ساغر کا	
ہر بند بند جسم کا وصل بدن ہوا ہمراہ تیرے غیر جو رشک چمن ہوا خود ہکو جامہ تن عریان کفن ہوا مشک ختن کی طرح معطر دہن ہوا دھونی جہان رمانی وہ اُنکا وطن ہوا جس جاگہ تو ہوا وہ ہمارا وطن ہوا جسم وہ شب کو زیب دیا بچمن ہوا بت تجھ سے بھی تو رام نہ اسے برہمن ہوا ہاں دل اسیر الفت چاہو ذوق ہوا حورون کے پیر ہن سے ہمارا کفن ہوا ممنون بخیہ گرنہ مرا پیر ہن ہوا ما تم کدہ بھی رشک دیا بچمن ہوا ملک عدم ازل سے ہمارا وطن ہوا غمزہ ہوا کہ ناز ہوا بانچمن ہوا رکھا جہان قدم و ہن پیدا چمن ہوا قسمت سے بار عشق ہمیں لاکھ من ہوا	مین انسے جذب شوق میں وہ ایک تن ہوا خار غم فراق یہاں رخسہ زن ہوا نازک بدن کے عشق میں نازک یہ تن ہوا وَرْدِ دُرُود و ذکر خدا کا اثر ہے یہ آوارگان راہ محبت کا کیا مقام سایہ کی طرح ساتھ ہیں ہم تیرے صنم انجم نثار کرنے لگا سر سے آسمان مانا کہ ہم تھے سیدھے مسلمان پر یہ کیا اُس رشک ماہِ مصر کی چاہت میں کیا ملا ہمارے نظر کے عشق میں تیرے زہے نصیب عربانیوں نے دھانک لیا ہے ہزار رشک غیروں کے ساتھ آئے ہیں بھولو نہیں وہ سر سایہ کی طرح آئے یہاں اور ڈھل گئے انداز سارے تیرے ہمارے لئے ہن جس جا نگاہ تیری پڑی گل کھلا دینے تھے ابتدا سے شوق میں سمجھے جس بسک
عاشق کا دل ہے رازِ حقیقت کا رازدار گنجینہ معرفت کا ہمارا سخن ہوا	

تار شعاع جہر سے اپنا کفن ہوا  
تار فلک سے ٹوٹے یہ رشک سخن ہوا  
وہ رشک گل چمن میں اگر خندہ زن ہوا  
جس جاہن پہمان وہ مہمان سر ہوا  
ایدل کہیں امید کا رشتہ نہ ٹوٹ جائے  
مکھی ہے کوئی بات اگر تیری بات میں  
گو ہر نکل کے بطن صدف سے ہوا غریب  
لکھا میرے نصیب کا ٹٹا نہیں ہے کیون  
بوسون کی لذتوں سے پھنسا صدیق  
ہے آنکلی میٹھی باتوں سے وہ لذتیں نصیب  
دشت کے جوش نے مری ہوئی خراب کی  
زاہد مرے گلے میں یہ رشتہ ہی عشق کا  
آئی کیسی زلف معنبر کی کچھ ہوا  
پائے خیال سے ہوئی راہ عدم جو طے  
کہنے یہ کیسا تکیہ بالین پہ ہے نشان  
آوارگان عشق کا کوئی وطن نہیں

اُس رشک مہر کا یہ عطا پیر ہوا  
کچھ دُر نشان جو آج وہ درج دہن ہوا  
شرمندگی سے ہر ورق گل شکن ہوا  
اگر جہان سے جائیں جہان وہ وطن ہوا  
کوئی اگر کلام و مان دل شکن ہوا  
پیدا ہر اک سخن سے ہمارے سخن ہوا  
قدرائے پائی جو کہ غریب الوطن ہوا  
یہ بھی کوئی تمھاری جبین کا شکن ہوا  
دل شکل خال باعث زیب ذقن ہوا  
شیونئی کلام سے شیرین دہن ہوا  
آوارگی میں خاک بھی اک پیر ہوا  
زنا رکب ہے اور مہر

کیسا معطر دیکھنا تلوار ہو گیا  
گھر بیٹھے پوئی سیر بازار ہو گیا  
عارضہ اشتیاق مفت گنہگار ہو گیا  
عقبا آبا خیال عاشق منقار ہو گیا

عاشق وہ میری بات پہ ہمارا بدن شب تار ہو گیا  
کیا لکھتے چینیوں کو ہمارے رنج و مہن بھی مجھے دیوار ہو گیا  
لکھ ماہ جو بر تو فلک ہو زنا رکب ہو گیا  
س زمین پہ میں سایہ فلک ہو زنا رکب ہو گیا  
بات کوئی پوچھتا نہیں

فیض چمن سے یار کے رنگین چمن ہوا  
واعظ بھی آج شوق سے توبہ شکن ہوا  
سینہ ہمارا داغون سے رشک چمن ہوا



<p>         آماجگاہ تیر ہمارا بدن ہوا          دل زلف یار سے جو شکن در شکن ہوا          کیسا یہ تار تار مرا پیر ہن ہوا          غربت کا دشت ابو ہمارا وطن ہوا          جھوکا ہوا اُسے سرد کا تو بہ شکن ہوا          دستار شیخ کسے لئے میرا کفن ہوا          پردیس بدتون سے ہمارا وطن ہوا          اُس رشک گل کے آنے سے رشک چمن ہوا          صد شکر چاندنی کا ہمارا کفن ہوا          گویا قدم قدم پر ہمارا وطن ہوا          آتے ہی اٹھے اور پڑی رنگ چمن ہوا          میرا خیال جو کڑی بھوکہ ہرن ہوا          اب بھی کہنی سوال ہوا یا سخن ہوا          چمن چمن کے جن سے چھلنی ہمارا بدن ہوا       </p>	<p>         شقی ستم کے واسطے اُسکے بنا ہدف          وہ اس سے کہن گئے تھے یہ اُس سے پہلے گیا          کیا دجیان اڑائی ہن دست جنون نے ہا          آوارگی شوق ترا ہو جو بھلا          میں اور سے ہوں مگر اسے شیخ کچھ نہ بوجھ          آئے ہن خاتمہ کے لئے اور تہاک جھٹک          کیا پوچھتے ہو اہل وطن ہم سے سرگزشت          پڑ مر دہ دل ہمارا کچھ ایسا کھلا ہو آج          وہ رشک ماہ آیا شب ماہ وقت نزع          اس ضعف سے یہ حال ہوا کوئے یار میں          گل جامہ درختے رشک سے وہ رنگ دکھلا          دکھلائی اُسے خزاں اُسے ہن چمن          وہ گالیان سنا کے کہ ہن چمن          اندر سے توڑا آب کے کہ ہن رشک          عاشق ہن وہ کہ ہن رشک       </p>
<p>         آپا خیال          آہن ہوا کہ سنگ ہمارا بدن ہوا       </p>	<p>         آپا خیال          آہن ہوا کہ سنگ ہمارا بدن ہوا       </p>
<p>         لیکن کسی کے سنگ ستم کا کفن ہوا          پر گل بھی سوک سوک کے نازک بدن ہوا          پانی ہوا یہ شیشہ کہ نہر لبس ہوا          بنکر ہرن نگاہ سے سایہ ہرن ہوا          گو ہر نشان وہ بزم میں میرا سخن ہوا       </p>	<p>         آہن ہوا کہ سنگ ہمارا بدن ہوا          بیل کو گرچہ ہجر سے رنج و محن ہوا          وہ روئے رشک ماہ جو پر تو فگن ہوا          وحشت سے جس زمین پہ من سایہ فگن ہوا          لعل و گہر کی بات کوئی پوچھتا نہیں       </p>

<p>زاد کو اُسکی مست نگہ دم میں لے آئی          تر دامن نے مجھ کو دیا تھا یہ مرتبہ          آتا نہیں میں غیر کے ہرگز خیال میں          غلمان حور سونگھتے ہیں کس خوشی سحر          شرمندہ ہو کے بطن صدف میں چھپ گیا          آتی ہیک ہے دور سے اُسکے لباس کی          کیونکر نہ روئے بیکسی ایسے کی موت پر          تیرے ہی نام پاک سے پاکیزہ ہے زبان          جوڑے کو اُس نے بازہ کے جب کج کلاہ کی          پونچھا پسینہ رخ سے تمہارے برا کیا          تسخیر ہے کہ سحر ہے کیا جانے کیا ہے یہ</p>	<p>ساقی سے خواستگار شراب کہن ہوا          رندوں کے واسطے جو تبرک کفن ہوا          اک نازین کے عشق میں نازک بدن ہوا          کیا خستہ بہشت ہمارا کفن ہوا          پھیکا رخ صبیح سے دُرِ عدن ہوا          یوسف کے پیر میں سے سوا پیر ہوا          نئے گورہی ملی نہ میسہ کفن ہوا          تیرے ہی نام پاک سے شیریں دہن ہوا          یہ طرہ ہے کہ اور شکن پر شکن ہوا          بیوجہ کیوں جبین پہ تمہاری شکن ہوا          مشہور اک جہان میں تمہارا سخن ہوا</p>
--	---

عاشق میں اپنے ضعف کا احسان مند ہوں

دیوارِ یار کا مجھے سایہ وطن ہوا

<p>ترجیٰ نظر سے دیکھنا تلوار ہو گیا          بدنام جو کوئی سربِ نزار ہو گیا          میں بے گناہ مفت گنہگار ہو گیا          طوطی خود اپنا عاشق منتقار ہو گیا          داغ جگر ہی شمع شب تار ہو گیا          شرکان کا پردہ بھی مجھے دیوار ہو گیا          تو سب کا میں عاشق زُنا ہو گیا          لونچل نامہ را دِ غم زوار ہو گیا</p>	<p>زخمی جگر ہوا تو دل افکار ہو گیا          بان مجھ سے ہی تون کا خریدار ہو گیا          کیا جانے کس سبب سے وہ بیزار ہو گیا          کیا فیضِ شکر دہن یار ہو گیا          قسمتِ روشنی نہ مجھے مانگنی پڑی          اب ضعف سے نگاہ اٹھانا محال ہے          زادِ بندھے ہوئے ہیں بھی ایک دن          نیرہ پریرے سر کو چڑھا کر دے کہتے ہیں</p>
---	--

<p>دل کو بکواسم کی جو بھگو تلاش ہے  مین محور دئے یار مین اگر گیا  ہے کونسا یہ شمع شب افروز بزم مین  فرمائشیں مین بھیجہ کہ تازہ غزل کہو  ادنے سا ہے یہ نرگس بیمار کا اثر  ابو جنون ہو اے کلو گیر بے طرح  یہ انقلاب ہے غلش دل سے ہنشین  اُس سنگدل کی سنگدلی نے اثر کیا</p>	<p>ثابت قدم تھا ایک تو سیار ہو گیا  ہر خار میری آنکھ مین گلزار ہو گیا  پُر تاب آج سایہ دیوار ہو گیا  وہ بت بھی اب تو شایق اشعار ہو گیا  اجٹا بھلا تھا دل ابھی بیمار ہو گیا  طوق گلو گئے کا مرے مار ہو گیا  گل آتے آتے میری طرف خار ہو گیا  صد شکر غیر صورت دیوار ہو گیا</p>
--	---

سوئے نصیب غیر کے اندر سے انقلاب  
عاشق کا بخت نقتہ جو بیدار ہو گیا

<p>کچھ تو سبب رنگ جو تیر ہو گیا  اے نامہ برتاؤ کہ کیا گذری تجھ وہاں  پہاں مین از عشق تبون مین جناب شیخ  پابند کر لیا ہے مین عشق زلف نے  لواد رہ بڑھ گئی شب تیرہ کی تیرگی  جان اس نفس سے ہجر مین آزاد ہو گئی  مجھ بے گنہ کے خون سے چمکا ہے اور سن  حسرت کے واسطے ہے بھکانہ کہ زیر چرخ  اللہ رسے ناتوانی دل کا معاملہ  صورت پہ صدقے ہو نیکو باقی ہے جان مری  بیدا کر گو مردہ جفاؤں کو ہو نوید</p>	<p>آنکھنی جوانی تھی تری کیوں پیر ہو گیا  صورت ہنی دیکھ صورت تصویر ہو گیا  جائے تان مین کعبہ جو تعمیر ہو گیا  نالہ کیا تو پاؤں کی زنجیر ہو گیا  آہوں سے تار نالہ شب گیم ہو گیا  تن لاغری سے صورت زنجیر ہو گیا  لابادہ رنگ غازہ تصویر ہو گیا  غمخانہ میری آہ سے قیاس ہو گیا  مین اتدائے عشق مین کیوں پیر ہو گیا  دل پہلے گو تصدیق تصویر ہو گیا  دل خوگر عقیقت و تغیر ہو گیا</p>
---	---

میرا دل شکستہ نہیں تکتا ہے شیخ پہنایا ہر پھولوں کا کیا غیر نے اُسے اُس چشمِ سرمہ گین کے تصویرِ انام نام خدا جو ان تھا ابھی عشقِ تازہ کا ر	سوار نوٹ نوٹ کے تھیم ہر گیا اشکوں کا سلسلہ جو گلو گیر ہو گیا رونے لگے تو گریہ گلو گیسر ہو گیا جرج کہن کے سامنے کیوں پیر ہو گیا
--	---

لکھنا نہ سکا کبھی عاشقِ منتظرِ فراق  
یہ بھی کوئی نوشتہٴ تقدیر ہو گیا

مہر کیا ہے ایک ذرہ سے تری درگاہ کا قصہٴ بیونچا یا فلک تک اس غمِ جا بجا کا آستانِ بوسی کو جھک کر ہو گیا چسپاںِ بین ناصحا تو عاشقوں کو راہ بتلاتا ہے کیا قیصر و فقیر کتر ہیں ترے دربان سے پھوٹتا ہے کیوں فلک رنگِ شفق پر دلِ غمِ دلِ ہمنے سر راہِ عدم روشن کیا پوچھتے کیا ہو جنابِ شیخِ شکو کیسا خبر ویدہ حق بین و چشمِ باطنی درکار ہے غیرِ مفسد ہے اسے بھی اسے خدا فی النار عاشقوں کی عمر سب بچ و بچا میں کٹ گئی چشمِ حق میں چاہئے کعبہ ہو یا بتخانہ ہو جان و دل کو سینہ کو پہلو کو وہ کر کے ہٹ جس قدر فرقت کی شبِ بچ و الم کا طول ہے ناپتا ہے دامنِ محشر سے کیوں آسمان	روضہٴ اقدس سے ظاہر نور ہے اللہ کا دیکھ لو ادنیٰ کرشمہ ہے ہماری آہ کا ہو مبارک سر بھی سنگِ در بنا درگاہ کا ہے مناسب راہ پر لانا کسی گمراہ کا تیرے کوچہ کی گدا سے کم ہے رتبہٴ شاہ کا عکس ہے یہ اک مرے خونِ شہادِ نگاہ کا شاید آجائے ادھر بھی کوئی طالبِ آہ کا جسکو کہتے ہیں عدمِ مرجح ہے اپنی آہ کا کوئی جلا ہے جہانِ جلوہٴ نبین اللہ کا جس طرح شیطان ہے راندہ تری درگاہ کا لے فغان کا کچھ اثر دیکھنا نہ ہمنے آہ کا یہ بھی گہرا اللہ کا ہے وہ بھی گہرا اللہ کا غیر کو مشتاق کرتے ہیں تا شاگاہ کا مختصر ہے عیش و صلت کی شب کو تاہ کا میری وحشت سے سوا ہے دوزخ کو تاہ کا
--	--

اکٹارہ بقا کا غافل و دشوار ہے	دو قدم ہے راستہ بس ہستی کوتاہ کا
طامع دنیا کو دیکھا ہی نہیں ہے ستر خرو	زردگون ہوتا ہے چیرہ ایسے دو تنخواہ کا
پھر شیمان ہو کے ہونگے آبِ رسوا جہان	مانتے ہوا بتو کہنا دشمن بدخواہ کا
بخر غم سے پار ہو جائیگی کشتی ازل	التفات ادلتے سا ہو جائے تجھ سے شاہ کا

اے مجھ عاشق دل خستہ کو لینا بچا  
آپ کی امت میں ہے بندہ ہے گرامتہ کا

گفتنی ہو کہ وسیلہ ہے تربی درگاہ کا	خادم دیرینہ ہوں سرکار عایجاد کا
وہ بنا چکا شب بھجران ہماری آہ کا	داغدار دائمی جس سے ہے سینہ ماہ کا
زادگان و شیخ مصنوعی سے دل بستہ بوجھ	معتقد کیوں ہو چلا اس خشک اس گمراہ کا
اور کچھ ملتا نہیں ہے عشق کی سرکار سے	سکے داغ جگر پایا عوض تنخواہ کا
جلوہ روئے بتان ہے صنعتِ خالقِ ہدا	دیکھ لے زاہد تماشا قدرتِ اللہ کا
ایک بیک شیکو جہیزم غیر میں ہل چل پڑی	یہ مقرر تھا اثر ہمد ہم ہمارسی آہ کا
کیون کرین زاہد کی منت اور خوشا بد شمع کی	راہبر رہنے نیا یا این کو سیدھی راہ کا
میسے محروم رہتا یہ ترے فضال سے	بندہ بھی تو بندہ ہے آخر تری درگاہ کا
یہاں نہ پروائے ارم نے حور و غلمانِ محض	آزکا بندہ نہیں بندہ ہے جو اللہ کا
غیر کی اسپین جگہ کب ہو بجز نامِ خدا	ثبت ہے دل پر ہمارے نقشِ ہمد اللہ کا
حال سے بے حال ہو کر بھول گئی ہوقی تمام	نام ہی لینا نہ زاہد تم بتوں کی جاہ کا
غس ماہی کی روش میں آبلے تن پر ترے	بہوس دیکھا اثر تجھ نقشہ دل کی آہ کا
چاہے تبعیت فرما دو مجھون عشق میں	راہبر سے کچھ تیرے ملتا ہے اسے راہ کا
حرصِ دنیا سے دنی سے پاک رکھنا چاہئے	یوں تو دل کو سب کہا کرتے ہیں گھر اللہ کا
تھا بھر و سہم میں پھونکے گی زمین آسمان	حیف ہجران میں ناثر جانا رہا کیوں آہ کا

قطرہ قطرہ سے صداتی ہے الا اللہ کی	بن گیا بسمل جہان میری شہادت گاہ کا
ہو گیا عالم میں عاشق کا سخن مقبول عالم وَرْد ہے دایم زبان پر اسکے بسم اللہ کا	
<p>یہ نہیں قاتل کسی حق میں حق آگاہ کا حال سب ظاہر ہے زاہد کے دل آگاہ کا نور عارض کے مقابل ہو یہ منہ پر ماہ کا صدقے آزادی کے سکھ موت کا بھی غم بڑا ہر بن موت سے صد پیدا ہوئی تنکیر کی نکلے گری تنکیر قاتل کی زبان سے و قبیح بیوفا اتنا ستم اتنا تغافل خوب ہے خاک ساری نہ ہوئی ہے زند عاشق کی گستا کوچہ قاتل میں جانا زہد و کیا کھیل ہے جس کا دل معمور ہو ہر دم خدا کی یاد سے میری آہوں سے ہوئے اڑ جاتے ہیں افلا اس سے بہتر ہی نہیں کوئی عمل خیر کا جب نہیں تجھ کا کوئی خالق کوئی راز تو بھی اسکو حلم عدل انصاف تر رحم چاہئے دو بکر دریا سے تو صد مانگ لیتے ہیں پر ویر ہو کتبہ ہو بتخانہ کلیسا کوئی ہو اُف رے خون روتی ہے ہر خطہ تاریک اک فقط تو چاہئے ہر حال میں کافروں کو</p>	<p>راہ پر دشوار ہے لانا دل گمراہ کا یہ بتائے گا ہمیں چلنا خدا کی راہ کا مہر کا پر تو ہے وہ یہ نور ہے اللہ کا پھر برابر ہو گدا کے عیش کیونکر شاہ کا بجھکو دھو دھو کر بلا نا نقش الا اللہ کا نعرہ بسمل کی زبان سے نکلے الا اللہ کا نام پھر لیگا نہ کوئی دیکھ تیری چاہ کا قبر پر پیلا بھرا رہتا ہے خلق اللہ کا ذرہ ذرہ ہے قیامت جسکی باز گاہ کا اسکی آنکھوں میں سدا جلوہ ہے بیت اللہ کا میرے نالوں سے اُبل اُٹھتا ہے پانی چاہ کا سچے دل سے نام لینا چاہئے اللہ کا آستانہ کیونکہ چھوڑوں تجھے شاہنشاہ کا شاہ برہوتا ہے بار حفظ خلق اللہ کا تیرا دیکھا نہیں ڈوبا وقت کی چاہ کا چشم حق میں میں وہی جلوہ ہے ال اللہ کا گرم رہتا ہے ہمیشہ بانی اپنے چاہ کا چاہ کر تجھ کو کسیکے نام لوں پھر چاہ کا</p>

آفتابِ خشر کی حدت ہو عاشق کی خاطر  
خلِ عالی اپنے ستر پہ ہے سوالِ شد کا

مجھ ڈوبتے کو اور بھی ظالم ڈبو گیا  
قاصدِ دہن کا ہو گیا صدِ حیف جو گیا  
لوگوں سے پوچھتا ہے کہ کیا اس کو ہو گیا  
اجھا بُرا ازل میں جو ہونا تھا ہو گیا  
تا نفس میں سوزنِ شرکان پر ہو گیا  
اگر وہ رشکِ غیر میں مجھ کو ڈبو گیا  
اسے ابرِ مشتِ خاک نہ میری بھگو گیا  
آرام سے وہ ہے جو تیرِ خاک سو گیا  
آبا مریضِ غم کی جو بالین پہ رو گیا

ہمراہِ غیر کو لئے مرقد پہ ہو گیا  
کوچہ کسی کا ملکِ عدم سے نہیں ہے کم  
وہ خاکِ مینِ ملا کے مجھے محو سیر ہے  
اس عشقِ فتنہ ساز کا شکوہ نہیں ہیں  
نوکِ مشرہ کی یاد نہ دل سے کبھی گئی  
ڈوبا ہوا تھا پہلے ہی بحرِ فراق میں  
بادِ خزانِ جھوکے اُڑاتے نہ پھر اسے  
دنیا کی لاکھ بیجِ مصیبت سے چھٹ گیا  
حالِ نزار و بیکسی دل کو دیکھ کر

عاشق ہے راہِ رلف گرہ گیرِ بیچ  
لٹا نہیں وہ دل جو دوان جا کے کھو گیا

دور دورہ نہ زمانے کا بدستور رہا  
خوگرِ صبرِ دل زار بدستور رہا  
شیدوہِ شکر جو اپنا تھا بدستور رہا  
جب تنفس کا نہ ہرگز ہمین مقدور رہا  
آرزو مندِ نیک زخم کا انگور رہا  
کوئی یار ترے راستہ سے دور رہا  
خشرِ تنگ ذکرہ دعویٰ منصور رہا  
یاد حق سے جو نہ غافل کبھی منصور رہا

کوئی مجبور رہا باقی نہ مغرور رہا  
عادیئے جور و جفا وہ بُتِ مغرور رہا  
کب زبان پر ترے شکوہ بُتِ مغرور رہا  
آئے تو کیا وہ عیادت کو نہ آئے تو کیا  
چارہ گر چارہ گری سے تری ناسور رہا  
زاہد اکیون رہ پڑے ہوئے تجھ کو پسند  
نامِ باقی ہے سدا ہر مین حق کوئی سے  
نامِ حق دار پہ بھی چڑھ کے زبان سے نکلا

<p>تھک کے اس آدمی فرادہ سامزدور رہا          بیچ پر کا کل پر خم کا بدستور رہا          شیوہ ظلم و ستم تیرا بدستور رہا          دم کا ٹھٹھا لکھی شب وصل بدستور رہا          جلوہ گر بھی ہے وہی اور وہی طور رہا          روبرو تیرے صباحت نہ کا فور رہا          رہ سکا ساتھ نہ شوخی کے بہت دور رہا</p>	<p>ابنی محنت سے نہ اصلا وہ پوا شیریں کام          کھولے عقدے تو بہت تو نے زمانے کے فلک          چرخ نے رنگ زمانے کے بہت بدلے          انقباض دل دلدار سے بھڑان کی طرح          کس کو جلوہ ہو بجز عاشق صادق حاصل          تابش حسن کی حدت نے اڑایا اسکو          تو سن ناز ترا اس سے کچھ ایسا چمکا</p>
---	---

مسجد و بتکدہ دونوں میں اسی دہب عاشق  
 بُت کا اور یادہ گلفام کا مذکور رہا

<p>اہل محشر میں بتا کون ہے پرسان کسکا          دوست دشمن کا نہیں پھر ہو وہ پرسان کسکا          یہ مرے دل کے سوا اور ہے ارمان کسکا          منتظر میرے سوا اب ہو بیابان کسکا          مہربان تو ہو تو خطرہ مجھے جاناں کس کا          ذائقہ بخش یہ ہے سیب زرخندان کسکا          مثل گل چاک ہے فرامیئے دامان کسکا          زلف برہم نے کیا حال پریشان کسکا          شغل کنکے میں یہ گل کنکے گلستان کسکا          چہرہ انصاف سے کہتا کہ ہے خندان کسکا          ہے پیٹا ہوا یہ بستر میدان کسکا          عکس ہے ورنہ فلک پر مہتابان کسکا</p>	<p>جز پیر کے وسیلہ ہے تجھے جان کسکا          منتظر دم ہے نکلنے میں مرید جان کسکا          ایک نظارہ میں جسکے ہو وصالِ دایم          و امیق و کوکن و قیس ہوئے جب معدوم          چرخ چکرائے قرین رشک سے اعدا لاکھوں          جسکی شیرینی سے لب بند تصور میں چوئے          غیر کو جانتے ہو میری روش دیوانہ          رنج سے شائد صد چاک ہو کیوں الیش          جب وہ گل چہرے اپنا تو ہے سب کچھ اپنا          و اعطاء ماہ کو اس گل سے بھلا کی نسبت          قیس فرادہ تو پہونچے نہ سیر منزل تک          داغ دل کا ہے مرے یا کف پاک اس کے</p>
--	--



<p>ہے ارم چیر ہی کیا سخت سلیمان کسکا یاد آیا یہ مجھے طرز خسرا مان کسکا کون حاکم ہے یہاں اور ہے فرماں کسکا غوطہ دیتا ہے مجھے چاہ نہ خندان کسکا پھر خدا جانے ہے منت کش احسان کسکا</p>	<p>مجھ کو اک چاہئے تو اور نہیں چچہ خواہش لمسے دل ہاتھ سے نکلا جو چلا جاتا ہے شاہی عشق میں سنتا نہیں کوئی زباں جاہ بین جکی میں ڈوبا ہی چلا جاتا ہوں سر نہ خنجر قاتل نہ اے عسا شق</p>
<p>ایک ہی دار میں مجھ کو چکا یا عا شق تیغ قاتل کے سوا سر ہے احسان کسکا</p>	<p>ایک ہی دار میں مجھ کو چکا یا عا شق تیغ قاتل کے سوا سر ہے احسان کسکا</p>
<p>یعنی گمراہ نہ پائے گا ٹھکانا تیرا شیخ سے روز قیامت نظر آیا تیرا ہے مری جان مری آنکھوں میں ٹھکانا ہے غضب تر چھی نگاہوں کا لڑنا تیرا سارا عالم ہے مرا سازا زمانا تیرا کوئی خالی نہیں جاتا ہے نشا تیرا دل صد چاک سے دل ریش ہے شانا تیرا بہم نہیں بھولے لڑکپن کا زمانا تیرا کون جز جان حزن یہاں ہے یگانا تیرا غیر کے ہاتھ میں منہ ہی کا لگانا تیرا شوق رکھنا ہے ثنائے پشانا تیرا دار تیرا ہے غضب یا رشنا تیرا چمکیاں یکے شب وصل جگانا تیرا نامہ بریکے ہوا نامہ روانا تیرا</p>	<p>صاف دل جو نہیں مشکل سے پانا تیرا مضطرب دل ہے قیامت کو لئے جب ٹھکانا ہر رگ و پے میں سمائی ہے نجات تیری اسکے لڑنے سے لڑائی ہے جہان میں تیری جبکہ تو میرا ہے تو کیا رہے مجھ کو پروا ناوک ناز و کرشمہ سے سے بسمل غالم تیری زلفوں کی پریشانی نہ جائے گی کبھی ناز و انداز میں اُن روزوں مجھ سے بھی جان کا نام آخر ہے تو بعد م اے دل کف انوس بہن رشک سے ملو اتا ہے جگر خستہ ابرو کو نگھنے مارا تیغ ابرو کا کبھی ناوک شرکان کا کبھی زندہ و مرگور نہ ہوں کیوں ہمیں جیسا دیا کوچہ یار سے مرودہ مجھے لائی ہے صبا</p>

<p>غیر سے گو ہے نہ ملنے کا ہرانا تیرا غیر نے اتنا بھی کہتا نہیں مانا تیرا</p>	<p>میں اسی بات سے خوش دل ہوں مرا پر تیرے قتل کے نام پر کچھ سرتو جھکا ماتہ تیغ</p>
<p>کس سے فریاد کرے جو رستم کی عاشق دور تیرا ہے جہاں تیرا زانا تیرا</p>	
<p>کبھی خیال نہیں اُسکو خود نکالی کا کہ جان ہوا ہو اگر نام لو رانی کا وہ مجھ تک آئے اگر حکم ہو رانی کا جہاں سے محو ہوا نقشِ آشنا فی کا خدا دکھائے نہ پھر نہ شبِ جدائی کا یقین تھا مرے نالوں کی نارسائی کا جو خود نما کو ہو کچھ شوق خود نمائی کا فسانہ پوچھو نہ مجھ سے شبِ جدائی کا لگاؤ مجھ کو الزامِ آشنا فی کا جنابِ شیخ کو تھا نازِ پارسی کا صفائی اُسکی ہو تو لطف ہے صفائی کا مگر نہ اٹھ سکے صدمہ تری جدائی کا بگڑ گئے جو لیا نامِ آشنا فی کا نہ دن ہوا کبھی آخر تری جدائی کا پیامبری نے کیا عذرِ نارسائی کا طریق سب سے نرا لایا ہے گدائی کا حکد نہ اُنکا نہ قسمت کی نارسائی کا سفلیہ ڈوب گیا اپنی آشنا فی کا</p>	<p>جسے یقین ہے خدا تیری کبریائی کا تقص سے صید کو یہ رنج ہے جدائی کا سا سکا نہ عدم میں بھی غم جدائی کا بتوں نے سکتہ چسپایا یہ بیوفائی کا عجب طرح کی ہے شکلِ مہیب و نازِ بیا عدو کے دل کے پر خچے اڑا دیئے صد کر ہم اپنے آئینہ دل کو رونما کر دین شب وصال میں باتیں ہیں پیار کی لازم نہ اپنے پردہ عصمت کو بھیجا بکرو بتوں کے ماتھے میں دستارِ روشن مئی کی صفائی غیر سے کروں تمھاری خاطر جداموتن سے مرا سکر کہ جان بن ہو بسمجھ کے مجھ کو وہ بیگانہ ملقت تھی مگر قیامت آئی بہت بار طابون پر ترے ہماری جان ہی جا بلی کوئے جاناں میں سوال وصل میں پھر تاملے ہوں کا سر ہمیں تو اس دل خانہ خراب نے کھو یا نہاے غیر کے وہ روبرو جو دریا میں</p>

عدو کو ساتھ لئے آیا قبر عاشق پر  
وفا میں بھی ترے پہلو ہے بیوفائی کا

نہ لے تو نامِ خدا نامِ آشنا کی کا  
خواب تھے کیا نامِ آشنا کی کا  
وہ جان لیتے ہیں دم دیکھے آشنا کی کا  
نگارِ غم پہ اثر کیا ہو موسمی کی کا  
بچھایا جاں ہے یہ خوب آشنا کی کا  
شب وصال میں کھٹکا شبِ جدائی کی کا  
بتوں میں شہرہ یوں میری پارسائی کی کا  
نشان نہیں ترے ماتھے پہ جہہ سائی کی کا  
یہ ناشناس ہیں کیا کامِ آشنا کی کا  
کہ عشق کام نہیں روزِ آزما کی کا  
میں دل گرفتہ ہوں اُس بت کی دلربائی کا  
نہیں ہے غمِ عین کچھ جان کی جدائی کا  
بیان ہو کیا ترے رخسار کی صفائی کا  
یہ شوق تازہ ہوا اُنکو خودِ ثنا کی کا  
ہو شکوہ کیا ہمیں طالع کی نارسائی کا  
ہمارے دل کو نہیں شوق کچھ رٹائی کا  
وہاں جان ہے سہنا تری جدائی کا

یقین ہے دل تجھے گرا سکی بیوفائی کا  
لقبِ جہان لئے دیا اُنکو بیوفائی کا  
یہ شیوہ خوب بتوں کی ہے دلربائی کا  
بجز وصال کے چارہ نہیں جدائی کا  
بکھیر زلف کو دل پھلتے ہیں ہلکتے  
ہمارے حیش میں کیسا ہی یہ خلل انداز  
سو اترے میں کسی سے غرض نہیں رکھنا  
یہ داغِ تیرگی دل کا عکس ہے زاہد  
طبیعتوں میں حسینوں کی بیوفائی ہے  
طریقِ عشق کو طے کیجے سر کے بلِ عاشق  
رہے یہ جانِ عزیزین یا نہ ہنشنیں لیکن  
ترے فراق میں جینا ہے موت سے بدتر  
نہ گل نہ ماہ نہ خرشید ہو سکے ہمسر  
وہ بیٹھے ہیں لبِ بامِ صبح و شام ابد  
صبا نے خاک نہ پہونچائی کوئے جاناں تک  
محل کے طرہ پُرسچ سے کہاں جائے  
نہیں ہے چین کسی طرح روزِ شب ہمکو

ہزار چہن کہ عاشق بجائے گردِ شربت

بنارِ فراق تب غم سے چار پائی کا

<p>اداسے یار میں پہلو ہے کچ ادائی کا بتوں کا شیوہ نرالا ہے کچ ادائی کا ہے شوق دل کو مرے انکی رُخ نمائی کا اد او ناز پہ اپنے وہ خود ہوئے مفتون عدو کو بھونک دیا چرخ تک دُمائی ہے میں سر کے بل چلون کیونکر نہ اس کے کو بیٹھا شب وصال ہے اے جان خوشی میں بڑھ عدو کے سامنے بیباک اور مجھے حجاب ہمارے در و در کرتے ہیں شجر جمی ہو حق عدو کا نقش قدم ہو جہان مان صد حیف خیال کو جو رسائی ہو بزمِ جانان تک عدو کو ساتھ لئے پھرتے ہو غضب کیا ہے ہزار رنجِ دلم یوں تو ہو کے مٹتے ہیں سوال وصل پہ پھیر و نہ تم مجھے نا کام شکست دل کی صدا جب کہ یاز تک پہونچے جفا میں کر کے وہ کہتے ہیں پیش اور شر</p>	<p>ملاپ میں بھی نیا ڈھنگ ہے لڑائی کا نظر سے انحر عیان طرز ہے لڑائی کا اثر اب انکو ہوا ہے سنی سنانی کا نیکو نگہ ہوا انہیں پھر شوق خود نمائی کا گمان اٹانہ تھا آہ کی رسانی کا کہ دل کو شوق ہے اُس در پہ جہہ سانی کا گرد نہ ذکر خدا کے لئے جسدانی کا لگا د خود کو نہ یوں داغ بے حیائی کا یہ ڈھنگ خوب دکھاتے ہیں پارسائی کا کہ نام لئے کوئی بیچارہ جہہ سانی کا گردن کا پھر نہ تردد شکستہ بانی کا سکھایا کس نے طریقہ یہ خود نمائی کا نہ اٹھکے درد اٹھایا گیا جسدانی کا صلاد لاؤ مجھے کچھ مری گدائی کا شکستہ دل کو خطر کیا شکستہ پائی کا گلہ خدا کے لئے ہونہ بے وفائی کا</p>
--	--

نیکون ہون یار کی یہ کن ترانیاں عاشق  
کہ خود نمائی کو دعویٰ ہے اب خدا کی سزا

<p>سے کا حال جو مجھے شب جسدانی کا جہان میں جلوہ ہے چاروں طرف خدا کی کا تمام مچھلیاں دریا میں لوٹ پوٹ ہو میں</p>	<p>عدو بھی نام نہ لیٹا پھر آشنائی کا مگر حجاب ہے آنکھوں پر کس رسانی کا پڑا جو عکس نہا نے میں اُس سلائی کا</p>
---	---

<p>جدا ہو غیر سے تو لطف ہے جدائی کا  ہمین یہ یاد ہے افسون گرہ کشائی کا  کہ پارسائی کو خدشہ ہے نارسائی کا  لکھا جو حرف کسی سنگ پر جدائی کا  اسی خودی پہ تھا دعویٰ تھیں جدائی کا  نصیب غیر ہو یا رب یہ دن جدائی کا  یہ حال ہے طالع کی نارسائی کا  بڑھے گا شوق انھیں اور خود نہائی کا  بے دلربائی میں بھی شیوہ جان بانی کا  یہ وقت کا بیکوہ ہے طاقت آزمائی کا  نگاہ تیز کو ہے شوق خود منائی کا  نہ شوق کیوں ہو ہمیں پھر رہنہ پائی کا</p>	<p>وہ بدلو آنکھیں گم بولے زمانے کی گردش  وہ آج چین بہ چین برین کرینگے ذکر عدد  کبذ شیخ نہ جائیگی بام غنم فان تک  یہ وہ ہے زہر ملاہل کہ ہو گیا پانی  ہمارا کام تو نکلا نہ بندگی سے بتو  شب وصال کا ہو وے مجھے یسر جل  لبون پہ دم بھی پہونچتا ہے سخت شکل کر  ابھی رقیب سے ہے تاک جھانک چلینا  نگاہ تھی ترسل پر کہ جان ساتھ گئی  مریض ہجر صنم ہوں خدا سے ڈراضعف  ابھی خیر دلون کی یہ برق ہے بیدہب  ہمارے آباہ پامین جوش میں بیتاب</p>
---	--

ہماری آہ رسا نارسا ہوئی عاشق  
رسائی میں بھی ہوا دخل نارسائی کا

<p>گوشتہ بیت الحزن صدر شک گنج قبر تھا  اختیار انیر نہ تھا پردہ کسکا جبر تھا  ٹھنڈی ٹھنڈی تھیں ہوائیں کالالا بر تھا  مین تو تھا سیدہ سلمانہ شکر گہ تھا  داغ جو فرقت کا تھا دل میں جریغ صبر تھا  یہ گرفتاری مری آہ رسا کا صبر تھا</p>	<p>ہجر میں تاریکی شب سے وہ مجھ پر جبر تھا  کسلے چاہا تھا آنکو کیوں جفا بر صبر تھا  میری آہ سرد تھی یاد و دل تھا شکوہ  سادگی سے جان دی چالا کیوں کول لیا  بعد دن کٹتے تھیں مین کھلے گل ہو  آنکی زلفیں ام آنکا ہو گئیں اے ہشتین</p>
---	---

دشمنوں کے دم پہ کیا گہری ابھی صبح تک

## عاشق بیچارہ شب بیتاب تھا بے صبر تھا

اس چشم مست ناز کا اتنا اثر ہوا  
 مہینے چڑھا جو عشق کے اُسکانہ گھر ہوا  
 اک وار میں صفوں کی صفوں کو ٹا دیا  
 برق جہندہ کو بھی تو رشک اسپہ آگیا  
 آخر شکستہ ہو گیا رشتہ حیات کا  
 بس در و در ذمہ کا اب چارہ ہو چکا  
 تین گھنٹے گھنٹے تارِ نظر بن گیا مرا  
 سر لوٹتا ہے دوڑ کے قاتل کے پاؤں پر  
 فرقت کی رات آہ و فغان میں جو ہو پڑی  
 اُسکی خرامِ ناز سے اٹھا تھا جو غبار  
 تنہا نہیں ہے لطف قیامت ہو سا مٹا  
 اچھا تھا ہنشین مرے آنسو نہ پوچھتا  
 پنہان ہیں جسمیں تیر وہ اُنکی نظر ہوئی  
 سرسہ کا تل بنا ہے جو دنبالہ کے قریب  
 جو بن چڑھا ہے سینہ پہ اُس گلے زار کے  
 سر پھوڑنے کے واسطے دیوار چاہئے

تھا باخبر خودی سے بھی میں بے خبر ہوا  
 آوارہ و خراب ہوا در بدر ہوا  
 قاتل کا ماتم دستِ قضا و قدر ہوا  
 مضطرب شبِ فراق میں دل اس قدر ہوا  
 طول اس قدر ہوا کہ بہت مختصر ہوا  
 چارہ سے چارہ ساز کو بھی درد مگر ہوا  
 جس روز سے میں عاشق ہوئے کم ہوا  
 خون شہیدِ خنجر بُراں کے ستر ہوا  
 گتھ پتھ ہوئی کچھ ایسی کہ پیدا شہر ہو  
 آورگانِ عشق کا نورِ نظر ہو  
 یوں نوحہ گر ہو ابھی تو کیا نوحہ گر ہو  
 ہوا استین کی خیر کہ قطرہ شہر ہو  
 پیدا ہیں جسمیں زخم وہ میرا جگر ہو  
 تیر نگاہ یار کے بازو پہ پر ہو  
 حیرت یہ ہے کہ سرو میں پیدا غم ہو  
 وحشت عجب بلا ہے کہ جنگل میں گھر ہو

## عاشق ہوں چشم ست بہت نور پسند

اے بیخودی سنبھال کہ میں بے خبر ہوا

ہر گلستانِ فدا سے روے جانان ہو گیا  
 ماہِ جب پیش رخِ پُر نور جانان ہو گیا  
 موئے کا کل کا بکھرنا سنبھلتان ہو گیا  
 دیکھتے بنی دیکھتے نظروں سے نہایت ہو گیا

ذرہ ذرہ خاتم دستِ سلیمان ہو گیا  
 داغہائے تن سے مین سرورِ چرخان ہو گیا  
 زخمِ دل گویا مارِ شکِ نمکدان ہو گیا  
 سب سے بڑھکر داغِ دہرئی عزیزان ہو گیا  
 ٹکڑے ٹکڑے دستِ وحشت سے گریبان ہو گیا  
 سُرخِ لب سے خجل لعلِ بدخشان ہو گیا  
 دلِ نسیم صبح سے اپنا پریشان ہو گیا  
 اور دلِ مشتاقِ نذر تیرِ شرکان ہو گیا  
 محفلِ زندانِ مینِ لیجے شیخِ عربان ہو گیا  
 سایہ میرے ساتھ سے ہدم گریزان ہو گیا  
 تختہ تابوت بھی تختِ ستمان ہو گیا  
 میری آہوں سے فلک پر بھی چرخان ہو گیا  
 خانہ گلشن سے کیوں سنبھل پریشان ہو گیا  
 اب میسر ہو سانا چہرہ افغان ہو گیا

دی مدینہ کی زمین کو وہ خدا نے برتری  
 جلتے جلتے تیرے سوزِ ہجر مین اے لالہ زار  
 تیرا سفاک کھل کھل کے مہرِ مہم بن گئے  
 داغِ دل داغِ جگر سے مین سیرِ بادِ آغ  
 بیخِ گریس رہ گیا منہ دیکھتا کا دیکھتا  
 عارضِ تابندہ سے تیرے قمرِ پھیکا پڑا  
 کوچہ گیسو سے آئی ہے یہ شاید ہمنشین  
 جانِ میری تیرے ابروِ پصدق ہو گئی  
 اب کہان وہ لن ترانی وہ شجیت کہان  
 داوی وحشت مین ہون مین بقدرِ وحشت  
 بھول کر نہ ہا دیا اُس غیرتِ بلقیس نے  
 ہجر کی شب دیکھنا تارے شہرِ بے نگہ  
 کیا تری زلفون کی آوار مین ہے یہ بھی کوئی  
 آؤ دکھلائیں تمہیں بھی اپنے زخون کی پہل

غیر بھی اب چاہتا ہے انکو عاشقِ کی طرح

شیرِ قالین صورتِ شیرِ بستان ہو گیا

اُسکے آنے سے مجھے عیشِ سلیمان ہو گیا  
 دل مین اُسکے عشقِ دشمن تھا سوارِ زان ہو گیا  
 زخمِ برچھر کا نمک ٹکڑے نمکدان ہو گیا  
 بارِ اتریت پہ گریانِ ابرِ باران ہو گیا  
 سینہ پر داغ اپنا سنبھستان ہو گیا

عید کے دن سے بد دل روزِ ہجران ہو گیا  
 تھا اگرانی سے گران مین کا آسان ہو گیا  
 آگیا اب تو نمکِ پاشی کا متاقل کو مزا  
 نا امیدِ حالِ بیکسِ برہوئی ہے نوحہ گر  
 اُسکی زلفِ خمِ بچم کا جب بھی آیا خیال

<p>دہن عشاق بھی گل کا گریبان ہو گیا          زخم سینہ صورت چاک گریبان ہو گیا          دو دو دل ل سے نکل کر مار پیمان ہو گیا          کعبہ میں رہنے سے وہ بت کیا مسلمان ہو گیا          خار مرہک صورت نخل منیلان ہو گیا          گل ہوا زخم جگر اور غنچہ پیکان ہو گیا          مین ہا محفل میں اور نظرون پہنچان ہو گیا          نوشہید نازاب لعل ہوشان ہو گیا          پھر پھٹا انگور پھر خالی نمکدان ہو گیا          دامن امید بھی میرا گریبان ہو گیا          جاگزمین سینہ میں میرے تیر شکر گان ہو گیا          لاغری سے شست کی مانند زندان ہو گیا          جب گزرتا سوسے گنج شہیدان ہو گیا          آنکھ میں کھٹکا ہمارے دل میں پنہان ہو گیا          جب گلے ملنے گیا ہمشکل پیکان ہو گیا          کہتے ہیں اس داستان سے دل پریشان ہو گیا</p>	<p>مثل بیل گزروں کے ہاتھ سے بچتا نہیں          دست وحشت بگئی اس ترک کی نوک سنان          بجر کی شب اژدہا تھی یاد گیسو تھی بکلا          برہمن کہتا ہے کیونکہ بت پرستی چھوڑ دوں          میرے چھالوں نے دیا وہ انگوٹیاں چوڑیاں          بے تھارے تیر باران بگیا تھا باغ میں          لاغری نے شرم رکھی خوب بزم یار میں          عارض جان کی سخی دیکھ کر دل خون ہوا          چارہ گر کچھ کہہ رہا ہے پھر لب زخم جگر          ہاتھ میں دامن لیا اسنے خدا کی شان ہے          خنجر ابروئے جہان ہو گیا بے نشین          ہوں اسیر قید لیکن قید سے آزاد ہوں          خون ناحق نے کیا ہنگامہ بخشش رہا          کیا کہوں تیر نگاہ یار کی سفاکیاں          لاغری نے میری خنجر پر کیا اننا اثر          عرض کرتا ہوں کبھی اُنسے جوا یا حال</p>
--	---

کب تک اے عاشقِ سنین ہم گفتگو ازل کی  
 ایسی باتوں سے دماغ پنا پریشان ہو گیا

<p>سینہ عشاق صدر رشک گلستان ہو گیا          خشک میری چاہ سے چاہ زرخندان ہو گیا          کیا ہو اگر نام کو کوئی مسلمان ہو گیا</p>	<p>بند کس نے تیر مارے زخم زندان ہو گیا          اُف رے گری محبت لبے سوز بجر یار          ظاہری طاعت ہے یوں تو گہ تر سایہ ہست</p>
--	--



<p>جوش و خشت سنے بہار ان میں وہ پھیلا کرین باہر  ہر لب ترست پہ آئی ہے ہنسی کیا اسے صبا  میری وحشت نے بیا بان کر دیا ہر دوستان  اُس بُت پر فن کی ابتوا گیا ہے ماہ پر  زخم قاتل نے لگایا میرے ستر پر تیغ کا  یہ بھی میرے شکستہ رنگ کا اعجاز ہے  رفتہ رفتہ دیکھنا زنجیر باہر بجائے کجا  طالع بیدار نے شب و ان مجھے پوچھا دیا  اگلی تیلی کی سیاہی کہہ رہی ہر آنکھ سے  تھلاہی ہمد مہار چارہ ساز و در و دل  وقت کشتن تھا یہ میری تلخ کامی کا اثر  اسے صبا اب دیدہ یل و شان میں ہر غبار</p>	<p>مجھے وحشی کے لئے صبر بھی زندان ہو گیا  دہ گل خندان سوئے گورِ غریبان ہو گیا  داغِ سینہ سے مزارِ زندان گلستان ہو گیا  شیخِ ساجوان بھی صد شکر انسان ہو گیا  ہو مبارک نیلِ اقبال تا بان ہو گیا  آستینِ رنگِ شفق دامنِ بد نشان ہو گیا  اے جنون جو تھا اگر سیان کل وہ دامن ہو گیا  بختِ خفتہ اپنا خواب چشمِ دربان ہو گیا  مشکِ جتنا تھا وہ وقفِ غزالان ہو گیا  دمِ لبون پر تھا گیا کیا خوب درمان ہو گیا  تلخ آبِ تیغ کھاری لبِ پیکان ہو گیا  مر کے مجنون سُرِ چشمِ غزالان ہو گیا</p>
--	---

نوبتِ سینہ شگافی آگئی عاشق کہ اب  
چاک ہوتے ہوتے دامن بھی گریبان ہو گیا

<p>دستِ وحشت مجھے اے قیس ہزار نہ تھا  یا رہ مجھے تھے اسے ہائے گریا نہ تھا  شبِ فرقت میں کوئی مولدِ غمخوار نہ تھا  آپکے پاؤں گرتا رہا بخود ہو کر  جوشِ حسرت تھا کہ میں جوشِ ثمن تھا کہ میں  عاشقِ برقِ جلالان جہان تھا اسے طور  شکر صد شکر کہ آنکھوں کو ملا تا نظر</p>	<p>کیا ترے سر کے لئے سنگِ دریائے تھا  دشمنِ جان تھا پہلو میں دلِ زار نہ تھا  اسے فلکِ رحم کہ اتنا میں گنہگار نہ تھا  آپ انصاف سے کہنے کہ میں ہمارا تھا  شبِ تری بزمِ من اکدمین ہی گنہگار تھا  یہ وہ وہ نہیں جو قابلِ دیدار تھا  گو ہر اشکِ بروئے کے لئے نہ تھا</p>
---	--

<p>ابتدا عشق کی اچھی تھی کہ تجھے سب اچھے          ہمارا نظار بنا بام پہ چہرے کا نقاب          باندھ لیتا وہ کمر سے تو گر ان کیوں ہوتا          محسب توڑ دیا تو نے دل رنڈ بٹ          تو نے کیوں اپنی نزاکت کو لگا یاد بہتہ          تیر قاتل مرے سینہ میں راجہ چین چین          صورت آئینہ حیران ہوں سینہ سختی سے</p>	<p>غیر کو تھے نہیں ہنسے سرو کار تھا          وہاں بھی بے پردہ ترا جلوہ ہوا تھا          نا تو انی سے من کب جو ن کمر بارتھا          شیشہ نازک سا تھا یہ تو بہہ سینوار تھا          چشمہ خوشوار تھی خنجر ترا خوشوار تھا          کیا بٹسم کے لئے بھی لب سو فار تھا          اسے فلک زلف تھا کچھ میں رخ یا تھا</p>
---	--

ایک نل اپنا تھا وہ بھی نہ اسے عاشق  
 ورنہ دنیا میں ہمارا تو کوئی یا نہ تھا

<p>مانند تیر سامنے وہ بت جب آگیا          دین گایاں دقیب کو اور یہ کسا منے          دو چار پھول کیسے یہ نفرت ہی بد مرگ          قاتل مرے خدنگ سے بھڑائی زخم دل          پا مال کر دیا مری شربت کو کس لئے          مگر بھی اُس نے داغ دیئے مری قبر پر          دو دن کی ہے بہار فقط باغ دہر کی          تاثیر سرد مہری جانا ہے اسقدر          اُس خانان خراب کو تم جانتے بھی ہو          اللہ رے یہ رشک وہیں آنکھ کھل گئی          حسرت ہے پاس دلی شکوہ ہیں ہمیں          ابرو نے جان لی ہے تو نہ شوق قتل نے</p>	<p>آنکھوں کی راہ سے مرے ولین سجا گیا          میں اُسکی انجمن سے بہت بد مزہ آگیا          وہ بت مرے مزار پہ تیوری چڑھا گیا          یعنی جو آیا تیر وہ ٹانگا لگا گیا          کیا حرف مدعا تھا کہ وہ بت مٹا گیا          لا کر چراغ گھر سے عدو کے جلا گیا          مانند رنگ و بو کے جو آیا اڑا گیا          عاشق تب فراق میں بھی تھر تھرا گیا          مثل گدا صد ابو گلی میں لگا گیا          جب خواب میں وہ غیر کے ہمراہ آگیا          جو کچھ راجا جو گرہ سے گیا گیا          کہہ کو وہ گئے یہ سوئے کر بلا گیا</p>
---	---

پھر تنگ آگیا ہون میں زندان کچا تھ سے

عاشق ہمارے درو جگر کا ہوا یہ رنگ  
دھوئی جہان رمانی دہن ابر چھا گیا

نور خدا کے پاک رسول کریم تھا  
نظارہ کی نہ تاب رہی اُف ری بنجودی  
اغیار تازہ عشق پہ کیوں لطف بقصد  
دیتے نہ کیونکہ اشک کو آنکھوں میں ہم جگہ  
دیکھا جو آستان کو ترے عینے خواب میں  
بسمل نے اُسکے پانہ پر دی جان وقت قتل  
یار ب وہ تازہ غیر کے کیونکر اٹھا سکا  
دیکھا تھا ہنسنے اُنکے وحشی کوشت میں  
بھٹکے پھرے شب آرزو کی فریزم میں  
روکے سے دل رُکا نہ ملا خاکین ملام  
ہنکا نہ نشور دو عالم میں تھا ہیا  
بیشک تو آج کو چہ جانان سے آئی ہے  
یوں بھی وصال یار میسر نہ ہو سکا  
تجاشمہائے گور غریبان پر یہ سماں

سب لبتیا سے آپکا رتبہ عظیم تھا  
گویا زبان قفل دمان کلیم تھا  
سب عاشقوں میں عاشق صادق قدیم تھا  
دروازہ کریم طفیل نسیم تھا  
جاتا راجا جو شوق بہشت نسیم تھا  
دروازان شکر و سپاس کریم تھا  
جس کو حنا کا رنگ بھی بار عظیم تھا  
عایاں ہاں میں ہیا یہ کلیم تھا  
دل اپنا اُسکے گوشہ دل میں مقیم تھا  
جانان تری گلی میں شعرا قدیم تھا  
ہر سونے تن نو این زبان کلیم تھا  
اتنا کبھی دماغ نہ سمجھ کو نسیم تھا  
بہمراہ خواب میں بھی حدودی نسیم تھا  
گویا طہور حال عظام ریم تھا

عاشق خرام ناز سے دھوکا ہوا تھے

تھا نامہ بر مر اکہ ہوا ئے نسیم تھا

وہ لطف خاص ہونے پر لطف عظیم تھا  
دامن نے پرورش کو لیا کیا بُرا کیا

چلنا کسی کا غیر کی جانب نسیم تھا  
آنسو ہماری آنکھ کا دُورِ نسیم تھا

<p>کس دن مرا سوال کلام حکیم تھا تھا دم لبون پہ حال نہایت سلیم تھا امید و وصل کی تھی نہ ہجران کا یہ تم تھا جنت میں جا کے کیوں یہ خیال غیم تھا ہوئے گناہ اور کہ خالق کریم تھا تھا بوعلی طیب فلاطون حکیم تھا ہر چند جانتا ہوں کہ خجہ کریم تھا مجھ کو خیال کا کل غم شہیم تھا دیکھا تو آسمان پہ دماغ نسیم تھا میں اُسکی انجمن میں برنگ نسیم تھا شوق جنان تھا ہکو نہ خوف جمیم تھا اک درویش سے واسطے ناز حکیم تھا</p>	<p>پردے میں بیٹھ کر ہیں یہ کیوں لڑتے ہیں کیا جانتے کیا بنی ترے بیمار چہر پر کیا دن تھے وہ بھی تھے نعل نعلین عینِ سال میں تب فرقت تھی سامنے توبہ سے ہو رہا ہوں پشیمان میں ہشید کچھ ہو سکا کسی سے نہ ہرگز علاج عشق تقدیر کی ہے بات کہ کھائے دیا نہ پھل دو دفغان کے ساتھ ہے کچھ بوئے عطر بھی چھو کر کیسی زلف معنبر کو جب چلی اللہ سے لاغری کہ نہ دیکھا تھی پہلے مارا اس آرزوئے کہ مدفن ہو کئے یار میں تھا وہ درد مند کہ ہرگز نہ اٹھ سکا</p>
--	--

عاشق وہ کل جہنم میں تھی محو خرام تاز  
کھسکا تھا کچھ صبا سے نہ خوف نسیم تھا

<p>ہر داغ اپنا رشک ریاض نسیم تھا گر کر ہوا گہر جو وہ اشک نسیم تھا میرا غم رُسورسہ چشم حکیم تھا دو زخ کو آہ دل سے عذاب جمیم تھا حدت سے میری نبض کی سوزان حکیم تھا ترک گناہ ایک گناہ عظیم تھا دُش سے سن رہا ہوں کہ بخود حکیم تھا</p>	<p>چھپتا تھا مہر رشک سو وہ خوف ویر تھا جس سے بنا ہے جرم وہ بیکس کی آہ تھی وہ نقشہ دل ہوں آہ بجلی طور تھی حیرت ہے کہ خانہ دشمن ہوا نہ خاک مانند شمع جلنے لگیں انگلیں تمام زاہد کے گناہ حشر میں رحمت کو دیکھ کر کچھ میں ہی تیرے جلوہ غرض غش نہیں</p>
--	--

<p>دربار پر تمھارے شکوہ پہنکا نہ تھا ہوا          بیمار غیر تھا وہ صنم پھر شفا کہاں          ہر بات میں بہت سے تھے پہلو دے ہوئے          سرمہ بنا تھا دیدہ عبرت کے واسطے          غیروں کے فقرے فقرے پہ ہوتی تھی آفرین          اس نجان کو عشق ہے شمشیرِ یار سے          تھی جسکے تار تار کی خودی کو آرزو</p>	<p>فریادیوں کی بھیڑ تھی شورِ عظیم تھا          خود چارہ جو تھا جو وہ ہمارا حکیم تھا          تھے لاکھ فقرے ایک کلامِ کلیم تھا          جتنا غبارِ صرف عطفِ مریم تھا          خاموش میری بات پر لیکن کلیم تھا          وہاں نیچہ کھجیا تھا یہاں ادنیٰ تھا          وہ حلقہ بہشت ہمارا کلیم تھا</p>
---	---

<p>عاشقِ سناستے حال کسی کوئی یارین          ہر نقشِ پا بصورتِ گوشِ صمیم تھا</p>	<p>لعل</p>
---	------------

<p>زلف کیوں برہم ہوئی چہرہ کا عالم ہوا          مجمعِ امید سارِ برہم و درہم ہوا          چارہ گر کچھ اور لا بھرنے کو ہے زخمِ جگر          عمر جتنی گھٹ گئی چینی کی حسرت بڑھ گئی          وہ بھی کچھ صورت بنائے نوعِ گریہ تھا          تیرے احسان میں نہ بھولوں گا کبھی دردِ دل          رازداریِ محبت جان من آسان نہیں          اسکو کہتے ہیں مقدّر میں وہی ناکام ہوں          کر دیا برباد سب موجِ نسیمِ عفو نے          ایک مدت سے اسی امید میں تھا تشنہ          میں ازل سے خوگر جو رو جفا ہوں اے          کیا خوشی کی بات ہے اب غیرِ دینِ رست سے</p>	<p>میں نہیں کہتا تمھیں مرگِ عدو کا غم ہوا          بیکی یاس کا بھرانِ دین وہ عالم ہوا          تھا نکلان میں ناک جتنا وہ بزمِ مرہم ہوا          درد جتنا بڑھ گیا آتشِ ادا و اکم ہوا          مر گیا ہے کون جسکا اسقدر ماتم ہوا          بیکی میں کون جز تیرے شریکِ غم ہوا          کیا ہو اگر غیر تیرے راز سے محرم ہوا          خود پسندی بڑھ گئی جب عشقِ دشمن ہوا          دفترِ عصیان ہمارا برہم و درہم ہوا          آبِ خنجرِ زخمِ دل کے واسطے مرہم ہوا          رنجِ میرا بڑھ گیا جب ظلمِ مجھ پر کم ہوا          لوگ کہتے ہیں مرے مریکا انکو غم ہوا</p>
--	---

آئے وہ نرم عزائیں میری قسمت کی کچھنا چشم دریا بار لئے ڈھلے ہیں یوں لگیں	کیا تھا شائبہ کہ شادی مرگ کا ماتم ہوا گاہ آنسو خون ہوا گہہ قطرہ شبنم ہوا
دم لیا تھا اپنے عاشق اسکے شوق دیدن پزیرِ حسرت رہی خنجر کا دم کیون کم ہوا	
عزم کوئی جاتا رہا دل سے تو مجھ کو غم ہوا اس قدر اپنی خودی سے آپنا محرم کیا تھی ازل میں باعثِ تلوینِ عالم چار یار غنجے میں پڑم وہ خاطر سرو ہے حسرت زدہ اسے صبا وہ رشتہ الفت بدل کر زلف سے یا خدا آباد رکھ پہلو میں دردِ عشق کو کیون کھجا جاتا ہے اک خوشیدر کی چاہ آنکھوں دل دیکر ابھرائیں ہزاروں حشرین عشق تھار و زائل میں بھی مجھے گھیرے ہوئے وصل میں شب بھر مجھے کھٹکا رہا یہ سو نسیم پر تو عارض سے کسکے آگ پانی میں لگی رنگ میں اک ل لگی تھی چھیر میں اک ان تھی دیکھ قاتل تھا یہ شتاق شہادتِ سخت جان	یعنی اپنا اک رفیق بیکسی کیون کم ہوا جس قدر اسرارِ عرفان سے کوئی محرم ہوا خاک و باد و آب و آتش سے ہم آدم ہوا پھول کسکے مرن چن مرن جسکا ایسا غم ہوا یہ ادھر برہم ہوئی اور وہ ادھر برہم ہوا یہ مرا ہمدرد ٹھہرایا مرا ہمدرد ہوا دل ہمارا کیا ہوا اک قطرہ شبنم ہوا سیکڑوں پیدا ہوئے گرا ایک شبنم کم ہوا عالم امکان میں اگر وہی عالم ہوا زلف اب بکھری مزاج یار اب برہم ہوا عکس رخ سے کسکے دریا برہم و درہم ہوا نرم دل وہ ہوں مجھے مرگ حد کا غم ہوا کاٹ دوئی ہو گئی تیغ دو دم میں ختم ہوا
اب نہیں عاشق کہیں برقِ تجلی کو قرار خسرتِ عالم سوز کا اسکے عجب عالم ہوا	
ہماری طرح جہان میں کوئی خراب تھا نصیب غیر میں ہمدرد جو انقلاب تھا	شباب جو شِ تمنا تھا کچھ شباب تھا یہ شام و صبح یہ مہتاب و آفتاب تھا

کہ اسکے شوق شہادت کو اضطراب تھا  
 الہی شکر کہ میں قابل عذاب تھا  
 مخاطب انکا وعدہ تھا مگر خطاب تھا  
 جو ہم نے دیکھ لیا خواب تھا شباب تھا  
 کمر نہ ہو تو دہن کا ترے جواب تھا  
 حزن و خستہ و اوارہ و خراب تھا  
 ثواب جسکو سمجھتے تھے ہم ثواب تھا  
 دامن تشنہ تھا میرا خم شراب تھا  
 وہ سر چڑھا جو کبھی قابل خطاب تھا  
 تمھاری ابرو سے میاں کا جواب تھا  
 کہ پاس آ کے جو بیٹھے تو اضطراب تھا  
 وگرنہ آپکا جلوہ تو بانقصاب تھا  
 جہان میں ہمارا کوئی خانان خراب تھا

ادب سے میں جو نہ تڑپا تو یوں کہا اُس نے  
 سنا لی ہے مجھے عذریے گناہی پر  
 اشارے چشم سنجو کے ہم سمجھتے ہیں  
 فسانہ عالم رویا کا کیا کہیں ہمد  
 دہن نہ ہو تو کمر کی نظیر تھی معدوم  
 تری گلی میں بتا تو سہی مجھے کوئی  
 گناہ چھوڑ کے رحمت سے بڑھ گئی ہائیں  
 ہزار بوتلیں انہیں گلو بھی تر نہ ہوا  
 خدا کی شان اٹھاتے ہیں ابہ نازعد  
 تمھارے ہاتھ میں خنجر تھا کل جرمقتل میں  
 یقین ہو کیونکہ انھیں بقیار یان دل کی  
 عدو کو چشم حقیقت کہاں میسر تھی  
 دل خراب سے کہتی ہیں حسرتیں میری

سوال وصل ہوا جواب لے عاشق  
 دامن تنگ میں اس شوخ کے جواب تھا

وہ شوخ بام پہ آیا تو بے نقاب تھا  
 حیا کا پردہ پڑا تھا اگر نقاب تھا  
 وگرنہ آپکی باتوں کا کیا جواب تھا  
 یہ سچ ہے غیر سے کس دن تمھیں حجاب تھا  
 ترے نصیب میں اسے پاس بن جو خواب تھا  
 سرور حسن بہانہ تشنہ شراب تھا

حجاب برقی تجلی تھی گو حجاب تھا  
 حجاب میں وہ تھا اور بے حجاب تھا  
 ہمیں تھا پاس مروت کہ لا جواب نہ ہو  
 نگاہ شوق ہے بیتاب کیوں پس چلین  
 ہمارے بازو کو اُس کو میں دے دیا ہوتا  
 کبھی نہ جابنگی تا مشربے خودی میری

<p>یقین ہے کہ زمانہ میں انقلاب تھا چلے وہ چال کہ سایہ بھی ہر کاب تھا یقین جان پہ منہ قابل شراب تھا تھارے جلوہ کا مانع کوئی نقاب تھا کہ وقت مرگ بھی بسمل کو اضطراب تھا یہ التفات بھی انکا کم از عتاب تھا ترے قلم میں مرے خط کا گرجا تھا یہ کیا کہ خنجر قاتل کو اضطراب تھا</p>	<p>وہی نصیب میں اپنے وہی ہے محرومی نکل کے گھر سے گئے ہم جو دشتِ وحشت میں وہ منہ لگی کبھی چھلٹی نہ مشترک زابد عیان ہو پردہ دل سے نہان ہوا کھونین کیسی حیرت دیدار سے وہ تسکین تھی خطاب کر کے مجھے غیر سے ہو میں باتیں نہ بھیجنا تھا قلم کے پھر سیر قاصد کہان گیا اثر ہے قرار ہی بسمل</p>
--	--

نمود اس قاتل سے کب گئی عاشق  
ہمارا قطرہ خون تھا کوئی جاب تھا

<p>کون یوں تیری طرح جا کے جن سے آیا صد گل زخم لئے باغ جن سے آیا اتھ یہ چاند کا مکڑہ سا کہان سے آیا ہو کے برباد جو یوں دورِ کمان سے آیا آدمی بکے کوئی کوئے بتان سے آیا تھم میں تو دم ہی نہ تھا شک کہان سے آیا جو کچھ آیا وہ اجل بکے دمان سے آیا یادہ خواہی کا نرا کچھ رمضان سے آیا لطف تکیہ وہ قاتل کی زبان سے آیا</p>	<p>دل مایوس تو کیوں کوئے بتان سے آیا جو گیا پھوڑ کے سترے مکان سے آیا داغِ فرقت مجھے دیدیکے وہ فرماتے ہیں دل میں اُس تیر کو کیونکر نہ جگہ دون ہم جو گیا سنگِ دریا رہنا حیرت سے کیا تسلی ہے دم گر یہ جو یوں کہتے ہیں تیرے کوچہ کی ہوا ہو کہ خیالِ شمن تشہبہ جلنے ساتی لئے لگا دی سبیل میں تو کیا خنجر قاتل کا بھی دل لوٹ گیا</p>
---	--

چارہ گراں چمکتا ہے نکالے عاشق  
رحم اسکو مرے زخموں پہ کہان سے آیا



<p>فقرہ فقرہ ہر گزہ کا گفتگو ہو جائے گا          ماہ میں تجھ میں مقام گفتگو ہو جائے گا          ہر گل باغ شہادت میں یہ ہو ہو جائے گا          تیرے قاتل دلیں ہر آرزو ہو جائے گا          پابگل سر و کنار آبجو ہو جائے گا          محل کا دل اب بدخشان میں لہو ہو جائے گا          ایک دن اُٹا تو اسے ماہ تو ہو جائے گا          ہم نہ سمجھے تھی کہ وہاں جا کر عدد ہو جائے گا          کیا خبر تھی جرج اُٹا تنہا ہو جائے گا          اب خجرا ب کوئی دم میں لہو ہو جائے گا          ٹکڑے ٹکڑے ہو کے پیوند گلو ہو جائے گا          آب سے اُس آئینہ رو کے وضو ہو جائے گا          نشنگی سے میرے وہ تشنہ سبو ہو جائے گا          اب خجرا صورت آب وضو ہو جائے گا          اس قدر میرا جھوم آرزو ہو جائے گا</p>	<p>پھنس کے زلفوں میں جو دل خاموش تو ہو جائے گا          بام پر شبکو اگر بے پردہ تو ہو جائے گا          قاتل اچھا ہے جو خون آرزو ہو جائے گا          ہون وہ مشتاق غاش خجراے گایا دشرہ          قاسم جانان کا گر باز دھون تصور غین          رنگ لاکھے نے جایا اُسکے لب پر دیکھنا          برق خویون سے یہ آنکھیں بینکنی اچھی نہیں          دیکھتے کیون گزہ ہوتا نامہ بر پر اعتبار          آہ کیون کرتے جو ہوتا ٹوٹ پٹنے کا یقین          گرہی شوق شہادت ہے تو قاتل دیکھو          دل وہ مشتاق شہادت ہے کہ قاتل قتل دگر          زار و دین کعبہ ابرو دین پڑھ لو نکا نماز          خم کے خم حالی ہوں تو بھی تر بیوں تو کس لب          سو کے اس محراب میں قاتل شہید دلی نماز          بزم جانان میں نہ ہوگی بار یا بی غیر کو</p>
--	--

کاٹ ڈالے گا جو عاشق غیر کو چورنگہ  
 خجرا قاتل کا شہرہ چار سو ہو جائے گا

<p>آب آئینہ سے طوفان چار سو ہو جائے گا          ہو کے دامن دھجیان طوق گلو ہو جائے گا          اُس زبان پر آب آتے آتے تو ہو جائے گا          ناتوان اب یہ مقابل مو ہو ہو جائے گا</p>	<p>تیرے رخ سے گرد و چار سے تند جو ہو جائے گا          اسے جنون وابستہ عاشق جو تو ہو جائے گا          معجزہ دکھلا بینگی ایک دن تھاری شوخیاں          المدد اسے ضعف اُس بُت کو کمر پناز تھا</p>
---	---

<p>سکدے میں جانے کا ساقی جو یہ گرد نصیب          آج پھر قاتل نے شمشیر دوم کو آب دی          آئینہ میں بال پڑ جائیں گے عکس لفسر          گھٹنے گھٹنے ایک دن امید ہو جائے گی یاس          دشتِ وحشت میں بلند و پست سب ایک          حشر کے دن مود و محشر ہے - تم ہو اے تہو          اسے خدنگ یا اس گھر میں ہر شے روشنی          طائر رنگِ شا کی طرح یہ لائے گا رنگ          ہوش ارمانِ منہ سے بول اٹھے گا ایک دن بھٹنا          خوبی قسمت سے میری رنک ہو گا عو کو          رنگ لائے گا شہیدِ ناز قاتل بعدِ قتل          دیکھ لیں گے روئے جانان سے ملا کر ماہ کو          کا کل پیمان سے سنبل کے نکلیا میں گے بل</p>	<p>مہر ساغر ہو گیا گردن سب ہو جائے گا          آج پھر اسے دل ہر ازخم گلو ہو جائے گا          مہر ہو کر رو برو بے آبرو ہو جائے گا          شوق بڑھتے بڑھتے ایک دن آرزو ہو جائے گا          بانو کی بیڑی مجھے طوق گلو ہو جائے گا          فیصلہ میرا تمہارا رو برو ہو جائے گا          زخمِ دل شکل چراغ آرزو ہو جائے گا          دل ہمارا اس گلِ عارض کی بو ہو جائے گا          میری خاموشی کا فقرہ گفتگو ہو جائے گا          میری تربت پر اگر وہ خور ہو جائے گا          اب خنجر خون ناحق سے لہو ہو جائے گا          آئینہ سے آئینہ جب رو برو ہو جائے گا          بوئے زلف مشکبوسے مشک ہو جائے گا</p>
--	--

پہلے یگانا اسکو اسے قاتل اگر شمشیر کا  
 بار و عا شوقِ نخل آرزو ہو جائے گا

<p>کھلا مقدّر دلِ حزین کا مکان ہے یہ ایک نازنین کا          ہماری اکون نگار باز ہوا ہے بحرِ روان کو سودا          تمہارے کو یہ میں ہر سے آنا نشانِ بائو عددِ شاننا          بنا ہوا شوق کے خون کا محضر گواہ اغیار میں سر اسر          ارادے میں کل ناؤ طبع کے کبھی فلک کے کبھی زمین          زبان پر آیا جو حرفِ مطلب ہے انکو سننے کی ہر غرض</p>	<p>لیکن یہ وہ جو نہیں کہیں کا داغ ہے عرش پر زمین کا          فلک کہتے ہیں جبکہ جزا و نعت گوشہ ہے آئین کا          کیسی جو کھٹ سی ہو رہا جانا جاسی ہو نا کھجے جبین کا          جو مہر کے میں حرفِ نشتر تو رنگ تک شمع ہو گئیں کا          ازل سے یہی آفتنِ جبین کیہ ہے نوشتہ خلدِ جبین کا          وہ بند کر دیتے ہیں میں لب گھٹا جو حرفِ لغتِ جبین کا</p>
--	--

عدو کے نوک پر بارے جلن ہرے تیر کا کب مقابل  
 نصیب لین اگر میں رتبے تو دیکھ لیکادہ سب کا  
 ابھی ہو جاؤ شکر شیون یہ شوق کہتا ہے وقتِ مرن  
 جواب کیا دے گا سور محشر وہاں بناؤ گے بات کیونکر  
 عجیب لائی ہے رنگ دنیا طلب کیا کیا ہو ہویدا  
 پسند کرتے ہیں اسپہ مرا کہ اپنے کو چہ میں فتنِ مرن  
 یہ حال انھوں سے ہے بدن کا کہ رنگ پھیکا ہو چمن کا  
 کیا تھا کس دن عدو کا شکواعت و دشمن ہو اہل  
 یہ حال ہے عشق میں تمھارے کہ چھان مارے پریشانی  
 نصیب سب میں نہ کر ماضی نصیب پر جو پہنچے ماضی  
 نہیں ہو شمعِ شمسایہ تمہارے ازام سب سے بیجا  
 پر جو میں پہنچے نوشتے اپنے نصیب میں تجھے جو حرف لکھے  
 یہ کہہ رہا ہے دل صفا پلٹ کے ہو جائیگا کچھ اچھا  
 انھوں کا اُسے رنگ ہے جامہ دیا ہے مرجان کج رنگ کیا  
 بشکل سایہ میں جا پڑا ہوں نصیب کہتا ہوں سایہ ہوں  
 عدو کے دلیں مقام کیسا نکالا تنے بہ خوب رستا

کہان سے کہ لاینگادان حوصلہ کب سے بھکتہ چیر کا  
 برفش الفت تمھارے بیٹھے تو بھاؤ بڑھ جائے ننگین کا  
 جھکاؤں قاتل کے اگر دس تو قتل ہو قتل میں آفرین کا  
 یہ مانا دھواؤ گے اپنا غم نشان بن جائیگا آتشین کا  
 کہ سبز و گل نے ہو کے پیدا بنا دیا صوتِ آفرین کا  
 ہمارے غم عزیر کر دیا ہے جان مول میں کس میں کا  
 ہوا ہے منہ فق جو یا سمن کا تو رنگ بڑا سمن کا  
 جو عشق دشمن اسے ہو تا یہ حال ہو تا نہ مہ جبین کا  
 وہ پاؤں کھلے میں اب ہمارے کہ چاک میں ہوا زمین کا  
 نہیں سچا صبح کہیں کا قاضی دل نہ ہو زلفِ عنبرین کا  
 تمھارے دلیں گرو لیکار مکاں ہے یہ اُسی مکین کا  
 کیا ہے خطا تھے پرزے پرزے یہ نہ تھا تھا خدائیں کا  
 نہ ہو گا ورنہ نصیب سید ہا یہ خطِ سکوس نہ لگیں کا  
 شفق تلک جھکا کھنسنچا وہ رنگ ہے اپنی آتشین کا  
 تمھاری جو کھٹا کو کیوں نہ چاہوں کہان تیرے چہرے کا  
 پتا تو دو مچھو اپنے گھر کا گھر کھکا نا نہیں کہیں کا

وہ بیخودی سے ہوئی غموشی نہ نہ نہ سی عاشق کہان نکلی  
 برنگ سبز ہے اشک غم بھی یہ عشق چٹم ستر لگیں کا

نہ میں فلک کا نہ میں زمین کا کہان ہر گاہ چھو حزن کا  
 غم جلدی ہو تا تو ان میں نشانِ حشر کسب عیان میں  
 بحث ہی تدبیر سچی باطل کہان سے مطلب کوئی حاصل  
 تری گلی کے سوا کہیں کا نہیں ہے عاشق کہہ رہی ہیں کا  
 کہ بیٹے دہن کی ہجیمان میں خیال کسکو ہے آتشین کا  
 نصیب سید ہا ہو گا اٹل کہ خط ہوا لٹا کر لگیں کا

ہون ہوں خاکسار کتنا نہیں گریہ ہو فرصت اصلا  
 ہوا ہوں بالکل بنو بھائی بیکر کہ حبیب صد جاں ہو سر  
 ہزاروں بچیں سپند سے ہزاروں آرام سے میں دے  
 بچے میں نفون کے ام سے کم نثار عارض ہو ایک عالم  
 خیال تھا اسکے قد کا ایسا پلٹ گیا میں جو سر آیا  
 یہی ہو بار بخیال لکایہ آرزو ہے سری خدا یا  
 جو خم میں مانند برق چمکا پیاں جسکا ہی دست سے  
 کرے نیکوئی نکت زکنا نہیں کج وقت میں کچھ ادا  
 سر کھڑی دن جاکے کہد کہ حاجت غل کیا ہو بار  
 یہ ہے مقدہ کی نارسائی کبھی جو تقدیر آزمائی  
 یہاں بھی ایذا و مان بھی ایذا نہ یہ یہاں نہ یہ دنیا  
 ترے بستم سے گل کھلا ہے تمام گلشن جہک رہا ہے  
 تمہارے گرج کا ہے عکس را ہزار ہوا یہ عالم آرا  
 وہ جان شیریں جو ہے مانگیں غم کے شوق کو شوق کر  
 مجھے طبع کی ہنر ساری حیا کا فرمان ہو بار باری  
 نظر میں شیر تھی مقدہ داغ رکھتی تھی زلف دلبر  
 رقیب کیا ہو کمر مقابلہ ہوں میں تیغ جفا میں مل

کہ چشم مینا کو مجھ سے گویا لگان ہے درد و تہ نشین کا  
 راہ جو دشت کا سایہ سر نہ کام کیا ہو آستین کا  
 جہان کی کچھ عیب نقشے علاج پایا عجب زمین کا  
 بنا تھا شاید خمیر دم تمہارے کو چہ کی سر زمین کا  
 چمن میں لالے کو دل سمجھا کہ عکس سے روی آئین کا  
 کہ دہد میں ہو مر چنازلے جو کندھا کسی حسین کا  
 وہ قطرہ قطرہ ہوا ک شرار ہمارے صہبا آئین کا  
 بنا ہو گویا لہو ہمارا وہ رنگ ہے آب آئین کا  
 کفن کی جادو نقاب مجھ کو شہید ہوں چشم شکرین کا  
 گئی ہے بر باد صہبائی ہی تھا لکھا مری حسین کا  
 نہ شہر بھائی نہ اسکو صحر ہوا یہ عالم دل غمین کا  
 خوشی سے غنچہ جو ہنس پٹا ہے اثر ہے لبھائی زائر کا  
 کر کا کنس طرح یہ ستارہ مقابلہ تم سے میں حسین کا  
 فراق میں لگو کیوں دیدین ہر جہ ہے یہاں تلخ لکھن کا  
 کہ مجھ کے لیتا ہو جان ہماری خدا نگاہ چشم شکرین کا  
 کبھی گھر سے جو نکلا باہر عکس ہو خون مشک چین کا  
 کہ کچھ ہر نہیں مجھ کو قاتل خیال تعاتری آستین کا

وفا کا اس تبت کی ہے یہ نقشہ خیال عاشق کا دل آرا  
 دم پسین بھی وہ پاس ہوتا جو عشق تھا روز اولین کا

دو غزلہ قافیہ بقافیہ بر غزلہا کے سند جہ دیوان مراد الغیب حضرت  
 اسیر پستانی لکھنوی صفحہ ۲۹۵ و ۲۹۶ مطبوعہ

خوشید ماند ہے ترے کالون کے سامنے  
 اب دیکھتے ہی دیکھتے یہ بات ہو گئی  
 دو بابے اُنکے چاہہ زرخدان میں مل مرا  
 پھیٹا پڑا ہے اُنہے گر آب رشک کا  
 شمشاد و سرو اُس قد بالا کے رشک سے  
 رہتا ہے جھکوف کہ انکی نظر نہ ہو  
 کیا کیا فرسے اُڑائے ہیں شب بے خواب  
 رونے سے میرے دہریہ میں طوفان بپا ہوا  
 تیرے غم فراق نے ایسا سا دیا  
 جو چیز مل سکے وہ غنیمت ہے ہمیشہ  
 بہستان میں اختر امین سر اسر دروغ بین  
 قمران اُن ابرو و پنہ میں جو جان کشید  
 یوں گرد چشم مست کے ٹرکان کا ہے نجوم  
 محفل میں جھک دیکھ کے آنکھیں چراگئے  
 کترا کے دور نبی سے نکل جاتے ہیں حسین  
 چلتی نہیں ہیں چرخ کی کچھ چال بازیاں  
 سنہ فقی ہے ماہ کا ترے تلوی کے روبرو  
 یہ وہم کیا ہے دور سے بونہ نہ لین گے ہم  
 مخلوق کی زبان پہ سبیل کا نام تک  
 ترشا ہوا سا بن پاس ہے ہلال عید  
 ایسا ہوا ہوں مجھ کو باروں نواز

کچھ ہے گھٹا گھٹی ہوئی بالون کے سامنے  
 وہ دیکھتے ہیں دیکھنے والوں کے سامنے  
 کچھ بس جلا نہ زہرہ جمالون کے سامنے  
 پائی ہوئے جناب جو چھالون کے سامنے  
 کیا پاگل ہیں تازہ نہالون کے سامنے  
 آیا کرین نہ آپ غزالون کے سامنے  
 کیا کیا رہے ہیں حور جلالون کے سامنے  
 جل تھل میں خشک آنکھ کے تھالون کے سامنے  
 دل مٹی ہو گیا ہے ہلالون کے سامنے  
 مٹی ہے جام، جم بھی سفالون کے سامنے  
 اُنکے جواب میرے سوالون کے سامنے  
 ہم ہو گئے حلال ہلالون کے سامنے  
 پیٹھے ہیں مست دمے کے پیالون کے سامنے  
 یہ چوری اور دیکھنے والوں کے سامنے  
 کیا چور ہیں یہ پھانسنے والوں کے سامنے  
 چکر اگیا ہے یہ تری جالون کے سامنے  
 لڑان ہے ہر رشک سے کالون کے سامنے  
 کیوں آپ ماتھ لائے ہیں کالون کے سامنے  
 بیشک وبال ہے ترے بالون کے سامنے  
 ان تیرے ابروؤں کے ہلالون کے سامنے  
 میں ماتھ جوڑتا ہوں نہالون کے سامنے

عاشق کو ناز کیرن نہ ہو طبع بلند  
ہے پہلی سیر ہی عرش خیالوں کے ساتھ

بال آئینہ میں پڑ گئے بالوں کے سامنے  
میں بھیجتا ہوں شیر غزالوں کے سامنے  
ایسے ہیں جیسے شیر غزالوں کے سامنے  
شیر عین ہے لاکھ غزالوں کے سامنے  
میں لٹ گیا ہوں قافلے والوں کے سامنے  
آتے نہیں میں چاہنے والوں کے سامنے  
ہم بال بال بندھ گئے بالوں کے سامنے  
محو نظارہ ہم میں غزالوں کے سامنے  
غنجے میں سب نہال نہالوں کے سامنے  
اسے باغبان نہ چھیڑ نہالوں کے سامنے  
کرتے ہیں ناز و رجا لوں کے سامنے  
آنکھیں نکالو دیکھنے والوں کے سامنے  
ہر دم میں آپ میرے خیالوں کے سامنے  
کیا پھوٹ پھوٹ روئے میں چھالوں کے سامنے  
شکل نہیں بنا ہے والوں کے سامنے  
فتنے ترپتے ہیں تری چالوں کے سامنے  
شہر مائے کب وہ آنکھ غزالوں کے سامنے  
ہم رہ چکے ہیں برق جمالوں کے سامنے  
پانی بھر بگا تو سیرے چھالوں کے سامنے

بھولے گی کیا شفق ترے گالوں کے سامنے  
پڑھتا ہوں شعر لکھنؤ والوں کے سامنے  
دہلی کے لوگ لکھنؤ والوں کے سامنے  
اک دہلی والہ لکھنؤ والوں کے سامنے  
دل لیگئے وہ حسرت و ارباب کو چھوڑ کر  
بے پردہ یوں تو بام پہ بیٹھے رہیں گے وہ  
آخر کو پھسکے تری زلفوں کے سچ میں  
یاد آگئی تھی دشت میں ہمو وہ چشم یار  
وہ گلزار سرسبز وہاں ہے چمن میں آج  
وہ نو نہال حسن بگڑ جائے گا ابھی  
عشاق اُنکے سامنے ہیں کس حساب میں  
یہ عین بیوفائی ہے دیکھو تو اسے بتو  
طاہر میں مجھے اپنے پردہ کیا تو کیسا  
کائناتے ہمارے دلکے پھچھو لوں کو چھوڑ کر  
یہ کیا ستم میں ان سے بھی افزوں کرو تم  
ہے آگے ہاتھ باندھے قیامت کھڑی ہوئی  
شیروں سے بھی جو آنکھ لڑی ہو بلا خطر  
اسے آفتاب جھڑ جلائے گا کیا ہمیں  
اسے ابرو دکھڑی کے لئے ہو تری چھری

شہزادے سر جھکائے وہ پیٹھے میں نرم ہیں  
بے خار رائے دشت کو میرے قدم پر فیض  
دین لاجواب میرے سوالوں کے سامنے  
سوکھی زبان دکھاتے ہیں چھالوں کے سامنے

عاشقِ عدو کے دل میں ہے بیشک غبارِ  
ہے خاک دھول میرے ملا لوں کھاسنے

قصیدہ شملہ مناظرہ زلف و رخ بر قصیدہ جناب میر مینا ملی لکھنؤ  
مندرجہ دیوان مطبوعہ جمیلین شانہ و آئینہ کا مناظرہ ہے قافیہ بقافیہ  
ہر شعر بدح جناب مستطاب علی القاب شاہ کج کلامہ آصفیاء  
حضرت میر محبوب علی خان صاحب بہادر نظام مکران دامہ اللہ اقبالہم

کل شب وصل فلک پر جو گئی میری نظر  
ایک تو حسنِ جہان سوز اور اس پر طرہ  
خاک بن لگئی سب آبروئے کاکشان  
شکر صاف کے نظارہ سے چھو ہو جائے  
اُسکے گیسوئے سلسل کا ہوں کیا عالم  
خود نانی لئے پلک تک نہ جھپکنے دی اسے  
رُخ لئے زلفوں کو دیا طعن سیدہ رونی کا  
زلف سے رُخ لئے کہا دور پر سے کالا مٹنہ  
میں ہوں عالم میں وہ ضد غیرت ماہ و خورشید  
ماذ ہو جائے اور آئینہ ہو پانی پانی  
مٹنہ کی کھائے جو قمر میرے مقابل آئے  
صبح صادق کو مری ذات سے یہ تابش ہے

رُخ جانان سے نجل ہو گئے چھپا صاف شہر  
رشتک سے ماذ ہوئے دیکھ کے اختر زبور  
سُرگیں چشم کو دنیا لہ ہوا بد نظیر  
بال پڑ جائے اگر آئینہ دیکھے وہ کمر  
بتدا تھا کہ نہ تھی جسکی دو عالم میں ضمیر  
کبھی زلفوں پہ نگاہیں تھیں کبھی رُخ پہ نظر  
زلف بتے رُخ کی عداوت پہ کسی اپنی کمر  
سہر حیدون کے چڑھی تو بھی یہ تیرا ہے جگر  
آئینہ ہے مری حیرت سے ہمیشہ ششدر  
پس چلن کبھی اپنے جو دکھا دوں جو ہر  
میری غمخیز کا شہرہ ہے جہان میں گھر گھر  
مدعی سامنے کیا آئے کہ جھوٹا ہے گھر

سچ تو یہ ہے کہ سعادت یہ سعادت ہو نصیب  
 میں ہوں وہ نور کہ جس گھر پر مرا گلشن چر  
 لعل حسن جہان سوز سے میرے دم میں  
 آنکھ سورج کی طرف کون اٹھا سکتا ہے  
 ہوں مے حسن سے بدست الہی توبہ  
 میں زمانے میں ہوں اک شعلہ اہل ظلمات  
 میری افشان سے ملے ہیں یہ فلک تارے  
 مرا جلوہ مرے جلوے کیلئے ہو وہ نقاب  
 سینے سمجھائے ہیں والفجر کے معنی اسکو  
 میرے دعویٰ کی شہادت ہو کہ ہر صبح و سہا  
 سانسے میرے ہوالا تو سناؤں پھنپھتی  
 گرد سے جاؤ زمانے میں کہاں چھپتا ہے  
 ایک میں صورت آئینہ قلب سو میں  
 تیرہ و تار و سیہ باطن زاغ و زنگی  
 تجھ سے اسے تیرہ درون لاشیں بلر اٹھتی  
 ایک عالم میں ہے تو تیرہ دل تیرہ برون  
 ہمنے مانا دل عاشق کے لئے بید بھی  
 سانپ کہے تجھے چپکے سے اگر دل کو ٹوٹے  
 صرف مجنون کی لٹک کے تو نہیں ہم قائل  
 گلشن عارض جانان کی گھبانی میں  
 بال بال آپکا مجرم تو نہیں ہے لیکن

مجھ کو گردیکھ لے کوئی عوض ماہ صفر  
 غیرت وادی ایمن ہو سہرا سرودہ گھر  
 کوئی باقی رہے دنیا میں نہ دیوار نہ در  
 میں بھی وہ پیش نظر ہوں کہ نہیں نظر  
 پردہ ہشیار ہوں رہتی ہے زمانے کی خیر  
 ساتھ مجھ کو نہ لیا چوک گیا اسکندر  
 ذرے تابش سے مری بنتے ہیں رشک اختر  
 وقت نظارہ پہنچتی نہیں موسیٰ کی نظر  
 جہل میں حضرت واعظ کی ہوئی غیر  
 آئینہ داری میں حاضر ہیں دی شمس و قمر  
 گویا کوٹے نے نکالا ہے یہ سرخاب کا پر  
 مسری زینت ہو جو بالفرض ملون کا ستر  
 ایک تو ہے دل کافر کی طرح بد اختر  
 تجھ کو القاب ملے از طرف اہل ہنر  
 تجھ سے سو مرتبہ ہے شام جدائی بہتر  
 وہی ظاہر وہی باطن ہے وہی زیر و زبر  
 کس نے دیکھا ہے کہاں بید میں لگتا ہے شہر  
 آشکارا تیری الفت ہو تو ہے پچانسی گھر  
 تو ہے شہر نگ پہ لیل کے کہاں ہیں جو  
 دو بلا میں ہیں کہ رہتی ہیں ادھر اور ادھر  
 کشمکش لاش کی رہتی ہے یہ کون اٹھ پھر



دل را یون سے مجھے قطع تعلق اچھا  
 سر پر گر شام شب غم ہو تو مجھے اولے  
 صورت آئینہ جب صاف رخ انور نے  
 موبو ہو کے زبان بھر کے بہت بلبلیز  
 یون لگی کہنے کہ اسے دشمن عقل روشن  
 قدر ہے میری حسینون میں تجھ کو کیا معلوم  
 سر پر رہتی ہوں حسینون کے ہمیشہ لیکن  
 سرنگون یاد خدا میں ہوں وہ ہوں شب بیدار  
 ختم والیل کی تفسیر ہے مجھ پر غافل  
 پھیلتی ہوں تو شب وصل سے بڑھ جاتی ہوں  
 کھینچے لیتا ہے جو نشتر کو رگ جان کی طرف  
 ہو گیا عشق سے میرے دل شاہِ ہند پاک  
 چاہنے والوں کی گردن کے لئے ہوں وہ کہند  
 ملتی جلتی ہے مری شکل سے تصویرِ ہلال  
 رات ہو کر میں ابھی یومِ دُخان دکھلاؤں  
 چشمِ بد میں تو بر کندہ ہو دتا بہ ابد  
 عیب گر تیرے گنوں میں نہ ہوئی سی جھٹے  
 تھک کر چاند کہوں داغ کہاں جائے گا  
 مینے مانا متعدی ہے صباحت تیری  
 شامِ وصلت تری تویر سے ہے صبحِ فراق  
 شمعِ محفلِ نرما جب پس چلتی آیا

کیون بلا بن کے ہوئی ہے تو حسینون  
 آستین میں ہوا اگر سائب تو مجھے بہتر  
 زلف کے عیب نمودار کئے۔ اپنے ہنر  
 زلف نے طول دیا یا سخن کو یکسر  
 عیب جوئی سے دل پاک کو ہوتا ہے خدا  
 سلسلہ حسن کا ہے ختم مرے دعوے پر  
 طوق ہوں گردنِ عشاق کا میں آٹھ پہر  
 مجھ میں سوتی نہیں۔ دیدہ ہے مرا خوف و  
 بے مری تاب سے عالم میں جانِ نور  
 میں سمٹی ہوں تو ہوں مردِ مکمل نظر  
 رگِ مجذوب میں یہ میری کشش کا اثر  
 جگر انسان کا ہے دیکھے جو مجھے ایک نظر  
 لشکرِ حسن کو مجھے ہے بس آئینہ ظفر  
 تکیلیں جامہ ہے میرا صفت پیغمبر  
 ہے عیان مجھ میں عجب شانِ خدا کے کبر  
 جملہ اش عیب نماید ز سہرا بے ہنر  
 میں نہیں کہہ کر پرولاؤں گی جھوٹے گوہر  
 سنگِ مرمر کہوں تو ذات ہے تیری پھر  
 پر یہ ایسا ہے کہ جیسا تن ابرص کا اثر  
 داہ کیا شام تھی اور آہ یہ کیسی ہے سحر  
 ایک جلوہ کے سوا اور نہ تھا تجھ میں ہنر

<p>یاد آجائے وہین چادر پر نور کفن  نہ لے پر نہ ملے نہ بھی چھپانے کو جگہ  الغرض بان بڑھی بحث کبھی طول ہوا  حامی رخ ہوا آئینہ صافی باطن  ماہ کامل نے دیا ساتھ رخ انور کا  جانب رخ وہ جلی یہ طرف زلف بڑھی  زلف کے ساتھ ہوا سخت سیاہ عشاق  ایک ہونے کو تھا ہنگامہ مختصر بر پا  پیر دانش نے کہا جنگ نہیں ہے اچھی  جائیں اس درگہ عالی یہ یہ ملکہ و نو  <b>میر محبوب علی خان بہادر جمیہ</b>  اُسکے لشکر کی اگر خاک بنو سر نہ فروش  تکر کہتی ہے کہ اب مطلع ثانی لکھئے</p>	<p>ترا جلوہ کسی بیار کو آئے جو نظر  تجھ میں جو عیب ہیں سب منہ پر کھنڈن  پہنچی دونوں کھڑا رون کو اڑتی سی خبر  شب یلدا نے کسی زلف کو لشکر میں  زنگی خال نے لی زلف کی خاطر سے ہر  فوج تار کی شب اور سپہ نور سحر  تابش برق ہوئی جانب روئے انور  کیا تعجب تھا کہ ہو جائے جہان نیر نور  صلح ہو جائے جو دونوں میں تو سب بہتر  ہے جو آفاق میں مشہور عدالت گستر  مصدر مہر و کرم مظہر صد علم و ہنر  کو عالم میں رہے دیدہ ماہ و اختر  دل میں جو کچھ ہے وہ آجائے زبان گو</p>
---	--

### مطلع ثانی

<p>اُسکا اقبالِ عدو مال زمانے کی سپہر  عدل اُسکا ہے وہ عالم میں زمانہ کی سپہر  اُسکا گر حکم ہو خورشیدِ حلم کو تھامے  نام اُسکا جو لب سوختہ جان پر آئے  نہ تو دارا کو مستر تھا نہ جمشید کو یہ  اُسکا گر نام نہ ہو اسپہ تو ہو جائے بلال  اثر عین غایت ہے یہ اللہ اللہ</p>	<p>گرد پاسے صفِ خدام کے پیدا ہے شکر  شیر بکری ہے سدا سے صفت شیر و شکر  قتلِ اعدا کے لئے باندہ سے متوجہ بہتر  فیضِ مقدم سے ہو اکسیر میں خاکستر  ایک دُر کا دیا اللہ نے جیسا اُسے در  ماہِ کامل صفت موسیٰ بیانِ لاغر  چشمِ مظلوم کا آنسو بھی ہے صدرِ شکر</p>
---	--

ہاتھ جھوٹا بھی پڑے تو بھی ہونے چاہیے رنگ  
 طبل لشکر کی صدائیں ہوں جو گرد و ناپند  
 اُسکی اک ذات میں بچا ہوں بڑا صفتین  
 دلیں تادیب عدو کا جو بھی آئے خیال  
 لشکر بحر ظفر خضر قدم ہے اُسکا  
 اُسکے خدام میں جمشید و فریدون بہت  
 بانی کعبہ دل ہے وہ جلیل عالم  
 شرق سے غرب تلک سکے بخشش رایج  
 چادر چرخ کہن میں نہ تھی پہلے یہ چمک  
 اُسکی توصیف سے عاجز ہے زبان خام  
 بام گردون پہ نہیں کا کھشان اور بلال  
 قوت و زور خدا دے کے معنی یہ ہیں  
 اُسکی مدحت میں زبان سے جو نکلتا ہر سخن  
 اُسکی شمشیر عدو سوز کی تابش یہ ہے  
 برق کی طرح جو کانون سے سماعت چھینی  
 غیرت حافظ شیراز طبیعت ہے مری  
 اصل بخشی کا اگر اُسکے کرے ذکر کوئی  
 اُسکے فخر کے دم و خم کا اگر ہوند کور  
 بخشش عام تے عالم میں بٹھایا سکے  
 کچھ تہرے کر دے ابھی بانی بانی  
 اس سے وابستہ ہے رنگ عرض جان

۷۸۲

۷

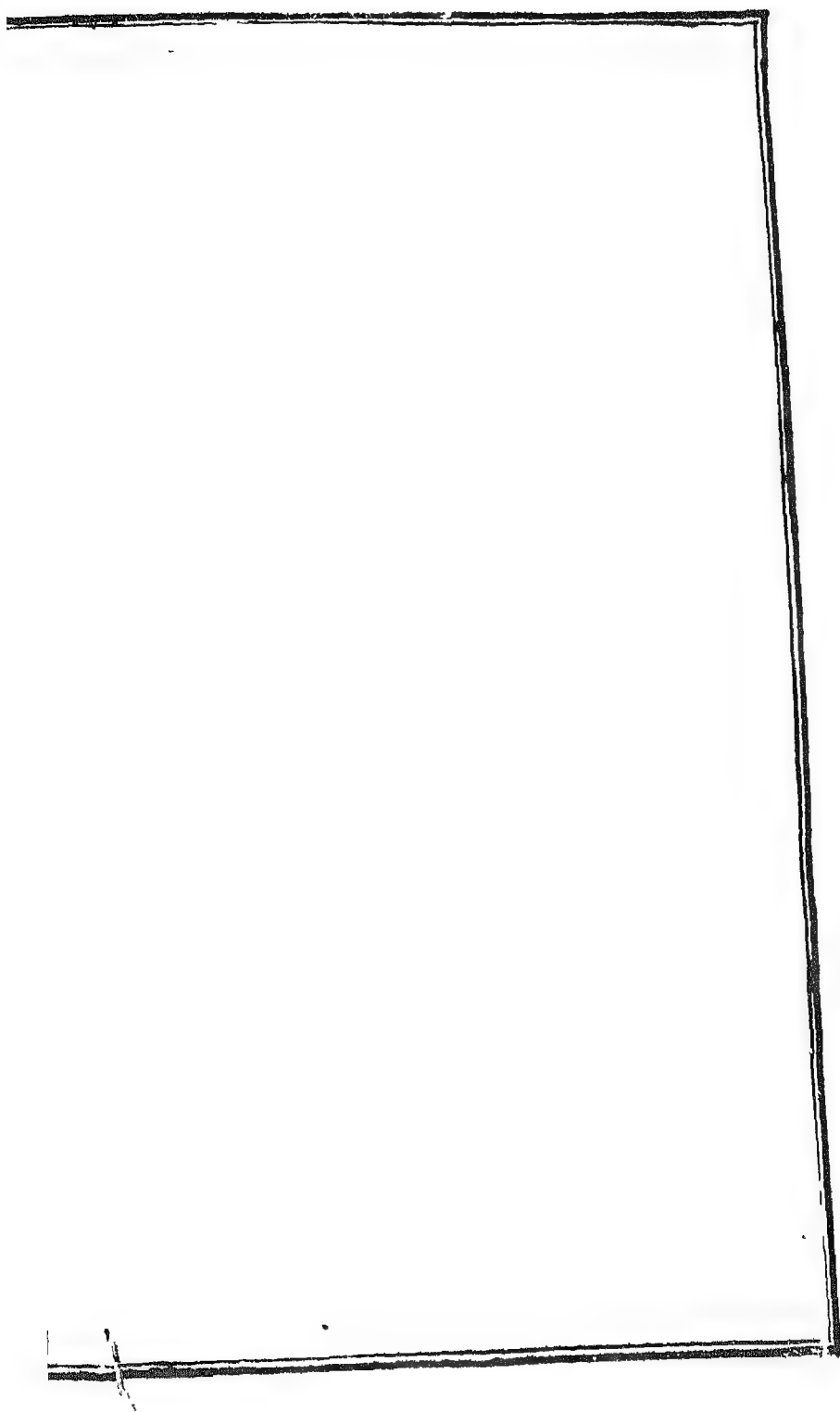
جان شمشیر کی کھا بیٹھی ہے سو گند ظفر  
 آسمان ٹوٹ پڑے زعد کا پانی ہو جگر  
 جطرح گنج معانی ہے فقط اک مصدر  
 پیشوائی کے لئے عیب سے حاضر ہو ظفر  
 خشک صحرا میں اگر جائے تو سب ہو خضر  
 اُسکے لشکر میں مین دار اسے ہزاروں فخر  
 بانی کعبہ نکل ہے جو خلیل آذر  
 شہرہ لطف و کرم عام ہے کشور کشور  
 ذرہ خاک کف پاسے بنے ہیں اختر  
 اُسکی مدحت کے لئے فرد میں سارے فخر  
 در عالی کی وہ زنجیر ہے یہ حلقہ در  
 ایک جھٹکے میں ابھی تو رے رستم کی کمر  
 آب جیوان ہے وہ یہ ماہی آب کو شر  
 ہو تصور سے کبھی گردل دشمن میں گزر  
 ساف یجاے اچک ویدہ مینا سے نظر  
 کیونکہ اسکو ترسے اوصاف ہو مین ازہر  
 ابھی دریا سے نکلنے لیکن گوہر احمر  
 بھاگ جائے سر میدان سے عدو کا لشکر  
 فلس ماہی دیئے غنچوں کو بختا ہے زر  
 اُسکے آگے نہ ہو خم گر سہ تیغ و خنجر  
 جو ہر فرد ہے شمشیر کا اک اک جوہر

جام بردار سر زخم ہے جمشید اُسکا  
 نگہ بطف سے شمشیر کو پھل ملا ہے  
 داد خواہی کرے گراُسکی حفاظت سچو راغ  
 جیسے تحریر ہو کچھ رائے نمود کی صفت  
 اس میں ہوں گرمی احسان کے شامل نظر  
 محل سینہ دشمن میں چھبے جون لینا  
 ہوا اشارہ تو ابھی برق ہوا اُسکی تلوار  
 تاب کیا دشمن دین سامنے آئے اُسکے  
 سر اعداد ہے سر دار پہ ہے یہ اعجاز  
 اُسکی شمشیر نے تخیل کیا ہے عالم  
 شہرہ فیض ہے ہر سمت جہان میں بیکان  
 شہر طائر کا بس اک دم میں کیجا چھید  
 ستارہ بھڑکنے لگا ہے پیدا ہو جانے سبز  
 ہے یقین مشک ہی پیدا ہو جانے سبز  
 تو سن تیز روان کی ہے یہ ادنی تشبیہ  
 صورت بک در غیبت پرواز پیری  
 عاشق اب بس یہ دم ہرزہ سرائی تک  
 مدح مدوح زمن تجھے ہو کب بے ممکن  
 ختم ہو جائے دعائے در دولت پہ سخن  
 جب تک تابش اختر سے ہے زیب گردون

آئینہ دار حضوری میں ہے گر سکندر  
 نظر قہر سے کٹ جاتے ہیں تیرون کچر  
 سر سترائے نہ کبھی باغ جہان میں صر  
 کاغذ مدح بنے غیرت بہر انوار  
 عمر انسان کا لہریز نہ ہو مے ساغر  
 اُسکی شمشیر سیہ تاب میں ہے یہ جوہر  
 اُسکا ایما سو تو آجائے سپر بکے قہر  
 اک اشارہ میں ہمو لے سے جدا ہو پیکر  
 نخل تابوت پہ دیکھا نہیں لوگوں نے شہر  
 اُسکی تدبیر سے منقاد ہیں ساتون کشور  
 شرق سے غرب تک شام سے لے تا خاور  
 تیر اُسکا پے پرواز جو کھولے شہر  
 محبت خلق جو شامل ہو ہو اے اندر  
 طبع شاعر سے سوا - وہم و گمان سے بزرگ  
 لامکان ایک ڈپٹ ایک قدم تا نظر  
 کہ نہیں طول کلامی صفت اہل ہنر  
 نہ تو خامہ کو یہ طاقت ہے نہ یہ حد شہر  
 منظر تھ اٹھانے کا ہے مدت سے اثر  
 جب ملک جلوہ خورشید سے ہے نور قہر

اُسکا ہر وقت رہے بہر سعادت تابان  
 تیر بہر درخشاں رہے تا محشر

۱۳۸



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد سے کہ عالم عالم اعتراف نارسائی نکشت کنش پیرامون والش گردو۔ یگانہ دادار سے راست  
کہ از ماہ تا بہاری دوازشرے تاثر تا وجود ہر ذرہ با صد زبان بے زبانی بنولے لا الہ الا انت گویا  
ہو سندر فکرت بلند پر دلان امج سپہر وحدت جوئی درید اسے نلید اسے وصول میدان  
حقیقت چگونگی ذاتش بہر طرف پویا۔ واجبے کہ صورت ہما دراز یک باقی امر کن در مرآت وجود  
چنان جلوہ گر ساختہ۔ کہ شہباز معقول اولی الالباب ہر چند تیز بری بکار بردہ لیکن آخر الامر  
با صد عجز بان پر انداختہ۔ ہر ذرہ را در عشق صد خوشید ستایش راستین۔ و ہر قطرہ را  
در نیایش صد قلم تبیح گوئی ساحل میرے موج جبین۔ دیدہ حقایق بین ہر سو نگر  
شعشعہ تجلی چہرہ شاہ ظہور شہید۔ و دست عرفان گزین از ناوک نوک ہر قطرہ کو ناوک  
چیند۔ نالہ بیدلان از شوق جلوہ دلداران در ہر آئینکے صد نغمہ جدیہ عشق سراپد۔  
و اسقفائے سمین تنان از آئے ہوئے دلدارگان از ہر جلوہ ہزار رزم بے نیاری وے  
و انامید۔ مشت آب گلے را شیوہ دلربائی دید۔ و در ہر مادہ جو ہر انسانی تاثیر مجہ سانی بزم  
نیاز نہد۔ تا گرمی بازار قدرت خویش افزاید۔ و محبین مار و طینی را از حقیض بشریت بزرگ  
ہمپاگی الوہیت رساند۔ تا غرق مطلق العنانی خلائی خویش بر چہرہ طالبان جلوہ عارض  
شاہد حق یقین کشاید۔ زہے توانائے کہ مور تا توان را ہم پہلوئے پیل و بان سازد۔  
و خجہ جواد سے کہ ریشہ ضعیف ہائے را در عرصہ وجود با غنائے تیر و پار ہم معنا نازد ہر کجا  
شمع خلوت خانہ وحدتش نور بخش محافل قدس گردو۔ ظلمات کثرت را چون اعتقاد بے اعتقاد  
رگہ آئے ملک عدم سازد۔ و ہر سو کہ کثرت حقیقی حقیقت فطرت ازلی ذاتش جلوہ گری نماید

از ہر گوشہ ابرو ہزاران ترانہ وحدت بہ سر انگشت ایسا نوازد۔ اگر نہ تاثیر حقیقت فطرت  
ازلی ذاتش جلوہ قدرتش نافذ موجودات بودے۔ کجا ممکن را خیال یارائے حمد واجب  
بر سر افتادے۔ و اگر نہ جذبہ عشقش اس دل ہر مخلوق کشیدے۔ کئے انسان ضعیف البلیا  
سرور باد یہ محویت صنعتش بخود نہ ہادے۔ نے نے کہ ہزار پنجودی و حیرت ناخون  
عقدہ نتواند کشاد۔ و جہاز اعتراف بحر نفس ناطقہ جہہ بر آسانے نتواند نہاد۔

### ابیات

ہر چہ خواص تفکر در سخا و حمد او	غوطہ در گرد دنیا بد جزو ہر عجز و نیاز
گرچہ وصف صنم او ہر ذرہ را دارد نقص	لیک عقل محرومہ بین محو است با این کم و نیاز
ملک سدر اک و شہر فکر انسان شد خراب	بسکہ جیش وصف او دارد در اینان ترک نیاز
جلوہ تاثیر صنم خویش چون سازد عیان	در دل محمود آرد شورش عشق ایاز

ہاں اسے ریش کلک ہو شد ار کہ دشت ستایش واجباً لوجود رہیمودن نہ کار بست  
و اسے شہباز خامہ قلہ قاف نیایش بہر کن نہ جائے اپنی کار تو دے سر گرم رہ پمائے  
میدان لغت خیر الورا و اوج گرین سپہر ثنائے خلاصہ آفرینش ارض ساگرد اعنی قدسی  
سرشتے کہ در جائہ امکان رمزد جوہ را آشکار ساختہ۔ و غلغلہ اول ماخلق اللہ نوری در  
کاخ استماع مستعان بزم مقربان قرب حضوری انداختہ۔ زہیندہ افسر لولاک در رونق افزائے  
سریر زینت بخش آب و خاک۔

### اشعار

محمد عربی رہنمائے راہ یقین	کہ یافتہ ست نبوت از وہب و ضیا
حبیب حضرت حق پیشوائے کون مکان	کہ خواندہ ختم رسل خالفش فضل و عطا

رونق بخش اورنگ نبوتے کہ پنجہ معجز نمائش بیک اشارہ ماہ تابان را دینیم ساخت۔ و فار  
میدان رسالتے کہ فرس اشتیاق را طرقتہ العینے یک سیرہ بسر حد عرصہ مواصلت حق جل جلالہ خست

تا زم بر تبه بنویش که مقامی را که بنیای سلف را آرزو سے جبهه سائی جلوه گر خاطر بود و  
 امکان نه پذیرفتی که امکان پذیر بود به تعلیم مبارک مشرف نمود - و عرصه را که قدسیان کمال  
 فخر از ممکن آن بود سے نه بخار اقدام میمنت التزم زینت بر زینت افزود - اگر نه جلوه  
 ذاتش علت غائی ایجاد بود سے - تا ابد وجود از عرصه عدم رخ نه نمود سے - تا حیات  
 عالم را از جمال جهانی آرا سے خویش بر نور - و قلب عاشقان را بتجلی وجود قابض اجداد  
 پر سرور ساخت - آن یک نرد برتری با علی علیین - و این یک کوس همسری بر قاطان  
 امار اعلی باخت و نورخت - اگر نه خوف از تشیدگان حقیض کوه فطری داشتی - لو اسے  
 تفاخر رب الارباب از وجود حقیقت نمود حضرتش براوج بشین برافراشتی - مخلوق بمانے  
 خالق صفتی که هر ذره را امکانش غیر تده صد خورشید و جوب - و بشر صورتی که مشاطه  
 فکرش شاید کش طره و قایق رمز اسرار علام الغیوب است - رحمة للعالمین که کردگار  
 دوسرایش مدح سرا باشد انسان را که تاب آنست که تخم نعتش در مرز عه بیان باشد  
 پس همان به که طوطی قلم را در شنائے اصحاب کبار و اولاد اطهارش شکر افشان سازم  
 و سیف مرج ایشان از نیام بیان بر آرم - شنائے که جهانیش ناگوید سزاوار و الا گوید  
 که خلیفه بلا فصل و نخستین جانشین خاتم انبیاست قدسی نزاد سے که پس از سرور پیغمبر  
 نظیرش جزو آینه تصویر توان دید - و بانی نائے شمر بیست که هر کس از دلایش بهره  
 نگیرد ذائقه حصول روضه مینو نه پیشید - اگر نه پر تلا خورشید ذاتش عرصه دین را متور ساختی  
 توان گفت که تند باد ظلمت کفر سفینه شمع را در گرداب عدم انداختی - والا نشی که شاید است بقول  
 رامبیین بر ایام و مصداق اذیبا لکونک را بهین سمرایه است تا جیام با عیسا بشی و قی بخش ملک  
 دینداری گردید بنیاد عیسا و پوری منهدم شده در آغوش عدم آرمید - اسلام از و سے همان  
 فخرست که تن را از روان و گلستان از ابر نیسان - و صداقت را از وجود مسخودش همان ناز کنه  
 از نور و طهر از عذوق و از دهر نشان - و عشق متوق به اند و سوس صدق و کبر از کجا بشی گفت که شمع برده دار



پروردگار و بر عرش برین کلیم احمد مختار و محض کر و گار باشد غفران نامحدود و در خوان  
 رب و دودنثار و دان پاکش باد - اینک سمنه منقبت در مضمار مع قانع بیان کفر حضرت  
 فاروقی نظر در جولان آرم - و قطرات گهر و صفش از سحاب خامه بر صفحه نامه بار هم مصداق  
 لقبی که برق پیرایم کفر گذارش خرمین جهان اعدا سجده بود که دست زمانه در زانوش حرف الحاد  
 را از لوح هستی بزد و - و عکس عارض شادایان را در مرتبت ایتقان هر ذی روح بنمود - و غضنفر فری  
 که بہر دیار یکہ لوائے نصرت التوائے حبش چہا نگیش نوح نہادے - نوعروس فتوح با صد شفقت  
 بر شہم رکب دلیران اقلیم کشایش قنادے - اسلام را طراوت از رشحات ابر وجودش علی الاعلان  
 ہم آغوش - و فروغ دین حنیف از بر تو ہم لقائے حقیقت آسمایش با آفتاب عالم تاب  
 دو شاد و دوش بودے - خطر ان کیوان پاسبان بخلامیدش سر افتخار بر سپہر سودندے - و  
 فرمانروایان ہفت کشورش حلقہ اطاعت در گوش جان نمودندے - نہ جان سرشار جام عشق  
 یزدان بود کہ از ہستی خویشش خبرے - و نہ آفتد گر گرم روجادہ رفائے آفر و گار و نہ سوا  
 بنیاد ہدایت و حال خودش نظر سے باشد باز دے نموت را مہین بہ تظہار و ملک خلافت را بہین  
 کمار گزار - از یک تدبیر صد ملک اور حصار ظفر بستے - و از یک بحیرہ مراران لشکر شکستے - عدل آتادید  
 بر رخسار مہر آتش نیفتادے خود را در جہان بے شمر بنداشتے - و شجاعت را نا ششعہ بحالش  
 جلو گذر نہ شدے کیہان را بے نگہبان انگاشتے - از حقیقت امکانش تا وجوب جزا لفظ مجاز تغافل  
 یکسر مہر نہ - پس حقیقت جزا از دے مبداء اصلش ہو ادر سر گئے - کسے را کس شمر دے  
 و نہ قائم طے را بہ سخا نام نہ بردے - حبیب حضرت کبریا مع سرایش رکلام ربہ عطا فرماید - و وجوب  
 الوجودش فی اللہ ہم ستاید - اگر خلافت را پس از دے سزاواری - و شریعت را بدو گاری بسزا  
 بود و کاتب وحی یزدانی و صہر محبوب سبحانی تابان نیز فلک علم و ایمان حضرت عثمان است کہ  
 بستان حیار را از آبیاری ذات اقدسش سر سبزی ابد قرین - و شہر بند فتوت را از عروان  
 وجودش آرایش ازلی در آستین ہست گنجینہ سینہ اش را لآلی اسرار حق سرمایہ کہ حدش خارج

از حد شمار و عامه مشکین تمامه اش شکر فلک طوطی که در دوش انهار معرفت پروردگار می بود  
حفظ کلام احدش حرز بازو بے بیان نطق بود - و جز از وصل حقش اشتیاقی در  
خاطر رخ نه نمود - اگر جودی جودش دستگیری سفینه فقره کردی تند باد افلاس  
کشتی نورمازگان بحر حیات را بسلامت گزارشته - و اگر که تاز طینت قدس غیرش اقلیم شرع  
لغصون از ترک و تاز کفر داشته چنان دست دین سیرق ظهور برج حصار آفرینش برافراشته  
ملت بیضا از حمایتش پائے شهرت بر فرق فرقدان گزارد - و سر انگشت عجز نهانیش نقش خوان  
فرموده رب الارباب را بر صفحه هستی تبیین نگارد - رسول داودش و جبرگوشه و داتا و الزون  
لقبش خوانند - و به تحریر و حیث فرمان دهر تا فاذن در حقیقت حقش دانند - سرشت امان  
را بهترین آب و گل از دسے عیان - و ظهور و وحدت در کثرت در عالم امکان از حقیقت  
و سے زینت بخش بیان است - حالیا مشام روحانیان را از رائحه شنائے مولائے  
متقیان مسطر و دیده قدسیان را از جلوه منقبت لنگر زین و آسمان منور سازم و صفو  
کاغذ را از زمین نامی و اسم مبارکش و فقه رضوان نمایم - هو الله الغالب المطلوب  
لکل طالب - نبی عم محبوب کبریا و برگزیده خالق و دوسر شمس و عرصه لا فتا و صدر آراستے  
صفحه قل ثنائے کننده در خیر و مقابل عمر و انتر - چالش برگزیده و شرف خواهم که چنانکه فخر  
عربی از خاتم انبیاست همچنین سے را از خاتم خلفا و الی ملک خلافتی که در عهد او در درو -  
و در عرصه رزم بیک اشاره سرازیر حجب برد - و بنیان اسلام را از ذوالفقار کافر کشش بانی -  
و مضر صایمان را سیف اعدا سوزش ابر نیسانے - خراج شکے بگدائی دهد - و گردن کشے بقلند  
که جز از قبول ایمان از برق تیغش باز دهد - آسمان ولایت را خوشید سے تابان سماء سماعت را شیر

لعلکم که بیدار  
سینه طغیان فانی  
بلان و تارک  
و عالم و فانی  
فردی ۱۲

لعمریه شریف  
از غلام انقلوب  
شیر بود ۱۲

رخشان	اشعار
آنکه در دوش سرباز شغف پروردگار	لا انا الا اعلی لا سیف الا ذوالفقار
با ولایتش قهر و دوزخ خوشتر از خلدی برین	بے رعنایش صحن مینو بدتر از نیران تار

جہاں یاد اللہ کہ بازوئے صف شکست محی ملت بیضا - وز ہے خرقہ ہم تہمتیں تنے کہ پنیہ قلمہ کشت  
 رونق افزائے اعجاز حضرت حبیب رب دوسراست - پس ہمان بہ کہ عنان ابرش تیر کام  
 ملک را باز کشیدہ عنان غنیمت را بدار الملک خاموش و عجز منخطف تمام و نعمہ در و ناخذ  
 بروان قدس آشیان حضرت خیر الورا و اصحابہ الصادقین و اولادہ الطاہرین سرایم  
 سہار سیدی شباب الہ الجنتہ ابی محمد الحسن ابی عبد اللہ الحسین و نور دیدہ شفیق ہر دوسرا  
 و سرور سینہ قبول زہرا و صدیقہ کبری فارسان بیدای حقیقت پشرومانی کہ عرش اعظم را  
 دو گوشوارہ گران بہا و سپہر امانت را دو اختر خوشیدیا - را کبان خوش نبی - و زینت  
 اخترش محمد عربی اند - فردوس برین را از گردن لیلین شان پایہ انتخاب بر ذرہ ملک دوار  
 - و ذرہ مجازی را از جلوہ حقیقت ظہور شان از ہمسری آفتاب ہزاران ننگ عار -  
 جہان صداقت را دو محیط پیکران و چرخ قنوت را دو نیر خشان - شبستان شریعت را  
 دو شمع فروزندہ - و خرمن کفر را دو برق سوزندہ یکے از شوق جمال زہر ملائک اشیر  
 از شکر خورد - و یکی در آرزوئے وصال سر بکف نہادہ جان را شوق شہادت سپرد  
 یکے مسموم زہر اسما گشتہ بیفتاد و دو پارہ جگر - و یکے شہید خنجر اعدا بخون آغشتہ  
 بے سر گردید - یکے در جنت البقیع از ظلم عدوان بنجاک - و یکے در دشت کربلا از زخم  
 نیزہ و شمشیر خرقہ خون آشام سینہ جاگ -

### ابیات

برائی بخشش با عاصیان برو جزا	یکے سر و گردے جان خود فدا کرد
ہنوز جلوہ نکرده ز دست ظلم عدو	ازین جہان فنا رخ سوئے بقا کرد
چو عہد دادن جان از ازل بہ نزد ان	ز شوق وعدہ خود را سخی وفا کرد
اما بعد این خوشہ چین ضررہ بزم آرایان	محافل سخندانے - و در یوزہ کروالہ ہمان
ملک شیعہ ابائی حقہ العباد محمد اقبال حسین	دلہ نشی نور الدین احمد صاحب سر و خفا

ملک شیعہ ابائی حقہ العباد محمد اقبال حسین

لکھنوی و دہلوی گوید کہ اگرچہ درین آوان گوہر نایاب کمال سخن ہمہ تنک سید و بختہ سبحانی  
 ادیب ہمایہ غنقا گردیدہ - و نہ چنان دست زمانہ نبل بمقدری بر رخسار شاہ معانی  
 کشیدہ کہ چون کیمیا سے وجود انسان کامل جز در عرصہ عدم نشان توان ادغام اہل کمال اند  
 نایابی سخندان ہر دم سرشک حسرت از دیدہ بارو - و طوطی لطف بہنندگان ہر لحظہ از شوق  
 تنائے حصول قدرو انان یاد از نفس جلو گاہ بیان آرد - آوچ کہ جوہر جبین بے بہا  
 نہ چنان از نظر افتاد کہ جز از نامش نشانے - و بدو کہ روحانی ثرا دچنین دالایا نگاہ  
 نہ چنان پائمال خاک مذلت گردید کہ در محفل یہا نباشش باریابی دلانے باشد خوشا زما  
 کہ نقل محفل شاہنشاہ پیش خواندندے - و یاد از او اسنے کہ در حضور رخسروانش  
 از رخسار بردندے - اگر دائقہ چشان خوان سخن ماتم علم گیرند رواست - و اگر  
 نادرہ گفتار ان چار سوق کمال و فن مرثیہ دانش سرایند بجاست - آرسے ارباب ہنر  
 را کجا فروغے باشد کہ شعرا کم از شعر سپدارند - و حکات پیر و ان را کے مقدار کے باشد  
 کہ شاعری را یادہ گوئی انکارند - اگر در سالف زمان بہترین شرف گوہر انسانی را  
 ادب و کمال دانشندے - حایا اہل مذاق را فروترین طبقہ ناس شمارند - و جہل  
 خصلتان را بر ہنر پیش گاہ برگمارند -

کو آن وقار دانش و آن غریب سخن | درو کہ قد فضل و ہنر رفت از جہان

نے نے غلظم کہ بازار جہان کنون نیز خالی از خریداران جنس معانی و دارعباد گہان  
 ہی از گوہر شناسان لعل لایلی بختہ دانی نیست - مشتاقان جلوہ جمال دوشیزہ گلان  
 مضامین در ہر گوشہ مست بادہ جہانے این قدسی نہاد - و فرامدان بیستون شہان  
 لبان نغمات شیفتہ این حورائے معنوی نژادند - اسے بسا فاتح قلاع فرود نژاد  
 کہ توسن کمال را رام و براورنگ ہنر وری باد لارام سخن سنجی ذوقے تمام دارد  
 - پس خرف زبیرہ چند کہ گاہ گاہ ہے از بساط طبع فسر و ریختہ بود

در طبق انفعال نموده بایک جهان عجز کم یابی حاضر پیشگاه انظار ارباب معرفت می نمایم  
و ترنم چایند چمننا هر پضا عجز مزخات - بامید عطا سئ عفو خط سئ سراید  
ازیم بنوع حقیر

قطعه

پرده از لطف به پوشند بران اهل کمال  
مے توان دید شبیه ساز و در راجه سغال

دارم امید که گر سهو خط سئ بیفند  
ز آنکه خود آئینه ذات خود انسان باشد

مشت با نخیر

بسم الله الرحمن الرحيم

## قصیده در حمد باری تعالی عز اسمه و جل شانہ در بحر رمل

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

<p>شاهد یمکتابی تخیلاتی بے ہمتاستی عالم و کون مکان از قدرتش بر باستی صد چو افلاطون و لوقا با یزدی استی محو کلک صنعتش صد آذر و آناستی ہر کیے با صد زبان در عدا گو یاستی لیک او چون از ازل خود بد اشیاستی لیک گویم فاش نے چون قطرہ و دریاستی کو بود یک خور و لیکن بر توش ہر جاستی نے بانند خیال صرف سوسطاستی نے معاذ اللہ غلط این نزد ہر داناستی ناکہ اولاً کذا لائسان درین بیداستی</p>	<p>ناہر پا این گرد گردون گنبد میناستی صانع بچون خداوندے کہ از یک حرف کن قادرے کا ندر قضائے قدرت خلایقش واہیے کر کلک قدرت نقش اسکان انبیا کل اشیار اگر بینی بحشم حق بنگر عقل گوید خالق از مخلوق گر باشد بری عین وحدت کثرت ست عین کثرت وحدت وحدت و کثرت اگر خواہی بہین خورشید و ضمیر اوست خلاق و قدیم اندر وجود خویشین ایک گوید عالم و معلوم باشد متحد بود عالم در وجود خویش و معلومی نبود</p>
---	--

ایست کہ سہ عالمیہ  
خیال تصور می نماید خالق  
از انسان دینی کہ را و انفق کریم  
ش از کہ معلوم نہ بود

وہ عجب آمد مرا زانکہ گوید در جهان  
 ذات حق نے طرف وئے مطروفی باشد از  
 چونکہ او موجود بود و او رده است اندر وجود  
 ہر کجا بینی بحشم دل نہ بینی غیر او  
 واجب از خواہی شناسی حکم خود را شناسی  
 با وجود کنت گفتن ایس عجب آید مرا  
 چونکہ نادانی درین نہ یمن دانائی بود  
 گفت موسی گر بگوہ طور ارفی نے عجب  
 غرقہ این بحر حکمت فوج گشتہ است و ہنوز  
 کل مامور می توان کردن دلیل  
 از سے آسے کے توان نمود ابناست  
 ممکن و در کار و جبہ مہ زدن حاشا غلط  
 اسے کہ ہستی بس بیان بس نہان چشم و دل  
 نے مکاتے از تو خالی تاکہ بینیم غیر تو  
 گر کسے بیند بحشم حق مگر پسند کہ تو  
 ہر کجا بخت ویران گنجے اندر و سے بود  
 گنج حق را جاسے دہ در گوشہ ویران دل

ذات واجب حاش شد مخزن شایستی  
 زانکہ ابداً احد شاید برین دعواستی  
 کل موجودات اگر اعلی و گرا داناستی  
 چشم دل بکشا بہ بین او را اگر بیناستی  
 من عرف نفسه ویرین رہ مجھے زیباستی  
 کہ تخیل ماعرفنا عقل کل گویاستی  
 اسے بسا بینا کہ درین راۃ نابیناستی  
 کا ز جواب کن ترافی تا ابد شیداستی  
 رشتہ این حیرت اندر سوزن عینستی  
 زانکہ ذات او ہر دن از حد فہم باستی  
 لا یحیطون بہ علما درین پیداستی  
 کہ کر کردن وصف بینا وہ چہ ناز باستی  
 نے تو ان گفتن کہ پیدا تو نہ ناپیداستی  
 بے بود جائے ترا تا گویت کا نجاستی  
 در دل ہر زردہ چون مہر جہان اداستی  
 خاتمہ دل را تو ہم ویران کن ارداناستی  
 زانکہ ہر خاقلب ویران جاسی حق تہجاستی

عاشق این حمد خلاق است نے مدح کسان

اندرین لب فروستن کنون زیباستی

قصیدہ ولایت سرور کائنات خواجہ مخلوقات ختم المرسلین و  
 حبیب رب العالمین محمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم





<p>که گم گرد سکندر سان خضر نذر بیابانش که چون الیاس مظلومات بسند آب جوانش چو در قرآن بود خلایق گیمان خود شناخانش که خط آفرینش را بود ذات تو عنوانش ولا که تو بود کاخه که رضوان است در باش هزاران قرن دست حق به بودی عهد جنانش به ماندی تا قیامت در عدم هستی و نامش بسوی تو در فیض اے رحمت للعالمین خوانش جهان گاه به بهار است و گه به باشد مرغانش که نه توان تا ابد دست قضا گرفت از انش</p>	<p>دران ظلمت چنان افزودن و کز تیرگی رسید دزان عالم میان روشن شود تا شاید اعمی را بشر را کشته بود یار که سازد نعت ادانش ز بهای مظهر فیض ازل و شهباب و بدین وجود تو بود بحر که عقل کل بود موجش بد اندر عهد هستی طفل ذلت پیش امکان نمودی ذات پاکت گر سبب یجاها مکان شهادت دار و امید و وضعت از جان دل حاکم همیشه تا که از تاثیر این گردون گرد ندره بهار عمر احباب تو با و اندر جهان باغی</p>
---	---

## قصیده در ستایش و نیایش حضرت ابی کر صدیق با تحقیق رضی الله تعالی

در بحر خفیف فاعلاتن مفاعلهن فعلات

<p>کرد در آشیان غریب قرار کز مریه و از شد پرستودار بست بر او نظاره از انظار بادی از غم زمانه فگار خفته گه به بستر افکار بختم از خواب ناگهان بیدار باری به چو ماه ده و چهار ردی گلگون طبق طبق گنگار</p>	<p>دوش چون باز آتشین منتظار مُریغ مشکین جناح شب هر سو بال بر بال دوخت طائر شب من به بیت الحزن ز غمّه دژم کردی تکیه گه به بانس غم خواب در دیده ام نرفته که شد چارده ساله ماهم اندر شد سوئے مشکین چمن چمن سنبلی</p>
--	---

لب لعلش بعلتائے عمر روان  
 بارغ چون تمبر نموده قرین  
 سرخوش دینم مست و غمزه کنان  
 چون مرادید از الم بزمان  
 کاسے ادیب این چنین نشینی چند  
 دل تہی کن ز محنت و برخیز  
 سے رباید تبار و صبر از دل  
 اعتدالی ہوا بہ بین و شنو  
 عرصہ دشت گشتہ رشک چنان  
 منہم از شوق و ذوق بر جستم  
 رو نہادیم ہر دوسوئے چمن  
 پس بدیدیم گلشنے کان بود  
 لوحش اللہ چہ بگلشنے کہ دران  
 گل بستر ہشتہ تاج فیروزہ زی  
 زلف سنبل شکن شکن در ہم  
 ہر سوا از غمزدہ نرگس شہلا  
 سر داز بسکہ دلربائی داشت  
 لاله راسے نمود اندر خواب  
 سوسن صد زبان چمن کردی  
 بانی کاخ شریع مصطفوی  
 منبع فیض حضرت صدیق

چشم مستش فنائے صبر قرار  
 گیسوان ہجو عقد بجزار  
 دلبہر و جست و چابک و عیشار  
 بکشد آن دو لعل گوہر بار  
 در ہم از جور چرخ کج رفتار  
 نامنا بنیم روسوے گلزار  
 چہچہ بلسل و ترانہ نیم بیل  
 نغمہ عنایب و صوت ہزار  
 طعنہ برخلدے زند گلزار  
 نہ نمودم ز گفتش انکار  
 بادے پر ز شوق فصل بہار  
 رشک جئات تنہا الانہار  
 کردہ چہرہ باز ہر دل بزار  
 بلسل از شوق گشتہ نغمہ گزار  
 اوفتادہ چو چین زلف نگار  
 رہزن عقل و ہوش صبر قرار  
 گویا بودت مست و لداہ  
 باد و صد شوق سبز بیدار  
 طرح سالار دین ہے تکرار  
 حامی دین احمد مختار  
 سدن جود و قندہ اجسار

آنکه حق در شنائے او گفت است  
 آسمان با همه جلال و شان  
 هر کجا با بر فیض او بارد  
 اے که بعد از محمد عربی  
 شد معطر ز خائے نیکویت  
 روید از مهر ارغوان زلف  
 اختر ذات تو چو جلوه نمود <sup>قطعه</sup>  
 هر سحر گم به خاک در گهر تو  
 باد و صد آرزو فلک در کف  
 بے ولایت تو جان در ابدان تنگ  
 سینه گمان <sup>چچین</sup> تھی ز مهرت باد  
 هر سرے کو به پیچ از امت  
 خاک در گاهت از کمال شرف  
 در مدیج تو لطف در ابرحام  
 نام فیض تو چون پر مریزد  
 عاشق از شوق دل کند مردم  
 تا بود دور روزگار چنین  
 پیروان تو روز و شب شادان <sup>دیگر</sup>

ثانی اثین اذینا فی النار  
 بر در <sup>ای کلام مجید</sup> قدرت او ست خد متکار  
 روید از خاک تو کوسے شهوار  
 بر همه اهل دین قوی سالار  
 ناله در چین و مشک در تانار  
 جهد از قهرت آتش از گلزار  
 ماه بامشتری گرفت قرار  
 اے فلک رفعت اے جهان وقار  
 عقد پروین گرفته بهشت نثار  
 بے رخنائے تو ستر بگردن بار  
 بدین شیر و <sup>چچین</sup> بامن سو فار  
 باد زیب سنان و بر سر دار  
 تخیل سان چو رکزده در ابصار  
 در شنائے تو طیر و را و کار  
 مردم از خامه ام در شهوار  
 وصف و مدح تو آنکے شیه ابرار  
 تا که در گردش است یسمل تبار  
 روزگار عدوت چون شب تار

قصیدہ در مدح حضرت قدرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 بحر مریح معاعیلن معاعیلن معاعیلن

چو شد صدیق اکبر و یقازین عالم فانی  
 شد از لطف خدا فاروق اعظم بر جهان مانی

غروب نیز اول جهان کردار چو شب مظلم  
 چو اهل دین بنامش خطبه در سخن عرب خوانند  
 عراق شام مصر و اندلس ایران و بلخ و سمرقند  
 بنودی در جهان گزنا خدای جوهر پیشش  
 بهر جانام او کس بر زبان راندی که سجا  
 ز بهر اسے منی الس بقون اسے شادین پروردگار  
 شریعت را چنان از ذابت تو فخر است در گیتی  
 از خجالت روح حاتم در عدم ریزد عرق مردم  
 از از فیض تو خوافی چنان گسترده در گیتی  
 به خدام تو قیصر را شرف باشد به فراشی  
 یک احسان تو بر پی همه گدازد به شاهی  
 بنودی منی اسجاد را شایسته حق جوئی  
 نیازم واجب گفتن نمکن زانکه میدانم  
 سیم گفت چون لوکان بعدی در نائے تو  
 سخا و دست تو مصدر بهم را شخص تو میزان  
 نکرده سایه گرا پر وجودت بر سر عالم  
 ز بهر می تواند کرد هر یک ذره خورشید  
 بر انکس انباشد مهر تو گنجینه سینه  
 شهاب عاشق ز دل خواهد که نماید نائے تو  
 بود چون پایه وصف تو از عقل بشر برتر  
 الا تا هست قمری را همی شوق تو اسخی

منور ساخت شرق مغرب عالم جلوه ثانی  
 زبان بستند در میانان زنجیری و سربانی  
 به شمشیر ظفر بکشود آن همصام یزدانی  
 به بحر کفر گشتی گشتی اسلام طوفانی  
 ظفر ظاهر شد که از شوق نام او آسانی  
 که شد شخص تو از حکم ازل سلام را بانی  
 که گل از شاخ و شاخ از باغ و باغ از ابر نیانی  
 چو آید دست جودت گاه بخشش در در آشتانی  
 که دایم میکند آنرا ابد از دل گسائی  
 بدرگاه تو دارا منتظر باشد به در بانی  
 یک ایما تو بخشی مور را فر سیلانی  
 نکرده ای آید ذات تو آنرا اگر که عنوائی  
 نئی واجب دے آفتابی تو ترک خدا مکانی  
 چنان در مدح تو قاصر نباشد فهم انسانی  
 کرم را فیض تو گلشن جهان را ذات تو بانی  
 بنود که گلشن اسلام را سبزی و ربانی  
 ز لطف می تواند کرد هر یک قطره عکائی  
 نیاید در شام جان از و بوسے مسلمانی  
 و لیکن پرده اش بر بطیق هست از شرم نانی  
 خموشی پیشه دارد در نه دست افضل خلعتانی  
 الا تا هست بلبل اس کل شوق تو فنا خوانی

ہر آن کس از دل جان من ندارد چہ نہ تو  
کند بر لقمہ اش اندر گلو تا شیر پیکانی

قصیدہ و ثنائے حضرت ذوالنورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما  
دیگر

بحر جنت مفاعیلن فعلات مفاعیلن فعلات

چہ شد کہ سے چلدا از نوک خامہ مار معین  
ہوائے مرج کہ افتادہ در سہر طبعم  
قلم بہج کہ اندر در بقی شکر زیر بست  
خرد بوصف کہ بکشد لب در روئے ادب  
فضائے چرخ شود تنگ تر ز دیدہ مور  
بلے سزا ست کہ طبعم کند و چندین فخر  
ہمائے اوج سپہر فیوض کا تب وحی  
شہد سہر خلافت جہان جود و جیا  
محیط شوکت اقبال حضرت عثمان  
شہنشاہ کہ بصد عجز ہر صباح و سہا  
بود سہان حد و تہریش آنچنان کہ بود  
ز بے وجود تو بحر علوم را ساحل  
عمود خیمہ قدر تو قامت غلمان  
مہند سان جہان را قتادہ خامہ ز کف  
سوزد کہ نسبتہ تکلم کشاید اندر بطن  
ندیدہ دیدہ انصاف چون تو در عالم  
کجا بایہ جاہت حسود آرد چشم

ثنائے کیست کہ گشت استخنین سخن شیرین  
کہ باز فخر نہد بر بساط چرخ برین  
کہ مرغ طبع جو طوطی بود بہ نغمہ پسین  
کہ طبعم از پئے تعظیم سر نہد بہ زمین  
کند جو فارس نطقم سہند فکر ت زمین  
کہ لب کشودہ ز فرحت بلوح خیر دین  
مضی شمع شریعت جلیو جسم تمکین  
روشن کند کہ بحر فیض ازل راست بچو در زمین  
کہ کردہ صیبت سخایش جہان بریزن کین  
نہادہ بر در قدش بہ سجدہ ہر چین  
بہ خرمن خس و خاشاک آتش بر زمین  
چہ ز ذات تو بزم فیوض را تر زمین  
طناب چادر جاہ تو زلف حور عین  
ز بسکہ داد گفت زربائل و مسکین  
اگر کہ حرص ثنائے تو او فتد بہ چین  
بہ چشم مردم ہمیش توئی چو نور مہین  
و گر چہ گنبد گردون درم کند از کین

ز تند باد حوادث جهان شدی دیران ز بعد حضرت فاروق جز تو کس که بود بمغز نافه از فرستد ز طیب ز کام بس است طول سخن بان و عاتق عاشق مدام تا که زاکسیر آفتاب شود همیشه باد مجبان و پیر و ان ترا صود قدر تواند ر جهان بود دایم	اگرش نه عدل تو گشته ز روی لطف حقین که شرح را و داینگونه رونق و تزمین اگر ز خلق تو بوسے صبا برد در چین که خضر لب عین البقا کند آیین نیاس و هر بهر صبح از ضیا زین سرور و فرحت و عیش و نشاط و وجد ز فرط محنت و سرخ و عان و غم غمگین
--	--

دیگر

قصیده و منقبت اسدالله الغالب حضرت علی ابن ابی طالب کرم الله وجهه

بحر ربیع مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

دلانا که چنین سرگشته در اقلیم چمنانی خریداری گیسو بر جنس عشق و هر دوین پرور نیار و کا در تقدیر شستن باد و صد عمان قضا خوان گنا به را به خلوت خانه امکان نه آگه گر از موت کاندر راحت گیتی ز بس بارگنه بردوش داری عاقبت ترک نه پندارم دلاراه شجاستی بهر تو هرگز شهنشاه ملک لشکر علی عالی اعلی شهنشاه به که گردانش بود باعث امکان عصائے مهرش از موسی نبیا و سبکچهره هرگز نبود اندر ازل گریسل برقی و الفقار او	چو طفلان و زو شب داری هوا شغل نامانی گر قتاری گیسو در بزم عیش عالم فانی قبائے شفق نفست را ز بس آلوده مانانی نگه دست کش جز تو بود ناخوانده جهانی سوار عصیان ز بس خوش گرم جولانی که اندر تپه اول منترل مقصود درانی بجز ازین صفت سرور وین شیر زبانی که دارد برورش روح الامین امید یابی نکردی تا ابد امکان به گیتی هرگز امکانی نمودی در بیابان عدم تا حشر جانی نکردی در فضا که هر کج کفر ویرانی
--	---

<p>بود از خاک راه شخص نصاف تو نورانی  نمود این دگرگیتی هر چه بود اسرار پنهانی  کند یک لحظه جولان جلال از رنگ میدانی  کند هر ذره خورشید و هر یک قطره عثانی  کند در آسیائے جیح کیوان آسیابانی  که جبریل میشن میکند هر روز دهرقانی  مر آن را اگر نبودی شخص انت در ازل پانی  گرا از روستے غضب یک به بسویش شرم گدانی  چو بحر مدحت رامی نباشد هیچ پایانی  الا تا چشم خراب است مردم شوق فتانی  سخن آن نقشه و رنخش کند هر روز جهانی</p>	<p>ز به اے شاه دین پرور کیشم شاید بیان  توفی آن شهسوار کو کشف کز ذات تو ظاهر  نیار دابرش جاہ تواند رخصه امکان  شود گر عام فیض حضرت اندر جهان کیم  ز بهر آنکه آرد آمد بهر مطیع جاہست  ندامت کیست یارب خوشه چین مریض فضلت  بنائے علم و دانش کے شدے اندر جهان کیم  چو تا رنگبوت انہرم باشد قبہ گردون  شہا عاشق ثنات را چه سان آرد بیان  الانا زلف تیرکان است دایم میل گچ گردی  بر انکس کجروی در راه جنت میکند گردون</p>
---	--

قصیدہ در مدح حضرت عوث الثقلیٰ محبوب سبحانی حضرت شیخ  
عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

بحر دل فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

<p>مر حبا اے کاس عشق اے درو عشرت زانی  مر حبا اے تو گل آرایش بارغ مراد  بیخود مکن تا نماند ہوشم اندر سر کہ ماند  پایے بند عقل گذارم بنو نازین سپش  در حیات از کہتر از خاکم وے بعد از مات  چون تنالم از جھائے جرح کز نا بھر دی  نہین سبب در آتش سحران مرا افکندہ دوستا</p>	<p>مر حبا اے داروئے درد دل شید اکمن  کر تسم تازہ کردی بارغ استدعائے من  بے شرم ز اندیشہ عشق آتش سودا گد  تا اگر برداری از پارشتہ تقوائے من  گردا کسیر سعادت خاک خلق آسائے من  کرد زیب تاج عالم گوهر و الاسائے من  تا نماید خویش را معروف از غوغائے من</p>
---	---

من نہ شایان جهان بودم و لے از بہر چہ  
 کن علابے اسی حکیم از خود چہ مید انم یقین  
 اسی زہار غمت معمور و دہا خراب  
 بسکہ خون گرید بہ بجران و ز شیب چہ ترم  
 این بیل ہرگز نہ گرد بہ مگر کمال سخت  
 خسرو دین عوث اعظم نفس ختم المسلمین  
 شہسوار عرش سند و سنگیر بیکان  
 برو لا دوستی و اعتقاد و حبت اوست  
 بغض اعدائے یاشیں مسلک من در جان  
 شمشیر در گاہ قدرش مہر را گوید نہ مہر  
 ہیچہ را یات جاہش ماہ را گوید نہ لطف  
 ابر گوید لطف اور از نیت تاج شہان  
 عیسیٰ گردون نشین گوید کہ آدم ارمان  
 اسی شہنشاہ ہے کہ باشد و ضلالت اندر جان  
 تابدا مان ولایت دست بیعت بر زدم  
 سرفرازم کن ز بوس خاک در گاہت کہ ہست  
 سے نہ بیند اندران جز مہر و حبت حضرت  
 عاشق از سر قدم میا ز گرداری ہست  
 تا ہی نور شید گوید بہر سحر اذروئے غم  
 نا امید از لطف حق در سوئے محشر باد آنکہ

چند روز سے داوی اندر دہر و نواہن  
 جز جوہر یاس نبود دار و بے صہر یکن  
 خانہ آبادان کہ در ویرانہ داوی ہکان  
 کس نیار و فرق نہ عی دیدہ بینائی من  
 تو تیا ساز و ز خاک در گہ مولائے من  
 ہلکہ آمد کوئی بخشش جنت الما وای من  
 مادی من رہبرین سرور دالائی من  
 دین من ایمان من سر شستہ تقوائے من  
 حبت اجاب کر امش حاصل عقبائے من  
 متقیس باش از ضیائے چہرہ دشائی من  
 کن نور دہر را از پر تو سہائے من  
 گشت از پسان جودت لولوی لالائی من  
 گر بود شایان بزمت بیضہ بیضائے من  
 گلشن من باغ من فردس من لمجائے من  
 سرخند از شوق ماہ و اختران مہربائی من  
 خاکبوس روضہ توفایت القصوائے من  
 گر کہ بشکافند سرتا سر ہمہ اعضائے من  
 تا بہ بغداد آئی و بوسنی در مولائے من  
 مکن جہان گرد و منور از رخ رخشائی من  
 نہ غار و دوستی معرور و المائے من

ملہ  
 و در ہر چہ جزا  
 و شہر طالع  
 و ہر ہر علم  
 و ہر ہر علم

قصیدہ در مدح حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین



### قدس سره العزیز

بودم بجزم با من غم دوش دل خراب را	کان بت من جبین در آمد و برد خواب را
سر خوش مست باده خواسته ام ز ساقی	کز لب جام آن بود قرب ره صواب را
بنگ ز باده محتر ز ساقی من به میکرده	هنی طلبید که زود نوش باده شکنا را
خون جگر بجائے من دین دل بزرگبار	من چه کنم شراب را من چکنم کباب را
آتش حیران من سوخت چو شمع تنخوان	باز چه سان بود قرار جان پر اضطراب را
عیش و نشاط و خرنوبی رفت بهم شد رنج	آه چگونه آورم عمر و گهر شباب را

### قطعه

برق مشے که جلوه اش سوخت چو شمع طور	برز به نیم غمزه طاقت و هوش تاب را
چشم و دلم چنان بده تا که تباب جلوه اش	خوب کنم نظاره پر تو لا جواب را
هست چو خند یکدگر جمع چسان بجا ک کرد	قدرت بی مثال او آتش و باد و آب را
هر چه تو گفتی همه عین صواب دانمش	باز بگو بگو بمن تا شنوم جواب را
گفت که خیر و نوش کن جام من که بنشد	فهم نکاد هوش و عقل رونق آب و تاب را
تجربه بود و نه تمیز و انش هوش و غل	پیری ازان هزار به یاد کن شباب را
این نه من مجاز هست تا که دل بیه کند	راه نگو نماید کم بکند عذاب را
نشد نمانی و شود بهتر و کون ازان بیان	سیر شوی و بگری راه حق و صواب را
خواهی اگر نجات خود مدحت خواهی عرض کن	جمع نماز فیض حق نعمت بحساب را
دیدم دل کشاد و شاد و شدم ز فرط شوق	ابن چوندا شنید دل خیم گزشت خواب را
گفتم اندک ساقی را بپر و نادیم شدی	گوش بکن تو مطلع مدحت انجنا ب را

### مطلع

اے که ز لعل رخت روشنی آفتاب را	دے ز فروغ چهره ات شعله با تاب را
--------------------------------	----------------------------------

<p>اے زینم زلف تو بکھتے مشکناں را          را بکھنی اگر گہے از رخ خود نقاب را          جلوہ چسان کند کسے چہرہ بانقاب را          تابش عکس عارضت پرودہ درد نقاب را          سرمہ چشم حور را زاب جان سرشتہ ام          خواجہ خواجگان توئی سرور سرور توئی          ذات تو مظهر فیوض در گہ تو ظہور نور          از رہ عجز و انکسار سر بہ زمین نہد فلک          چونکہ ز گونہ التفات ذرہ شود چو آفتاب          مشعشع زہر خواہ اطلس خوب از سپہر          در عجب کہ میدد دل بہ کنارم از چہ رو          عاشق خستہ را چو نیست جز تو معین و یار          سر بہ نہم بیائے تو زد و بدایم بر سر</p>	<p>و سے کہ ز خوبی لبت تاز گئے گلاب را          تاب نظارہ کسے بود دیدہ آفتاب را          کاش نسیم داکند این ورق کتاب را          نیست حجاب از سحاب ہیچو کہ آفتاب را          تاز قلم کمر رقم وصف فلک جناب را          اسم تو خواجہ معین خضر رہ صواب را          انس و ملک چسان کند مدحت بجناب را          رفعت و عظمت آنقدر بار گہ جناب را          دست دلم گرفته است آن در انتخاب را          بہر طنباب و نیمہ در گہ بہ ستیاب را          نیست مجال دم زدن تابش آفتاب را          از رہ لطف کن عطا نعمت بجناب را          تاکہ شود تسلی جان پر اضطراب را</p>
---	--

عمر عزیز من گزشت جیف بلہو و معصیت

یک شفیع کردہ ام دھمت بے حسابا

قصیدہ و ثنائے امیر کیوان بارگاہ جناب کرنل براؤن فورڈ صاحب  
 بہادر سی ایس آئی ایچٹ گورنر جنرل بہادر سابق راجپوتانا

در بحر زکلی فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

<p>داتش و فیض کمال و شوکت و ملکین و شان          آفتاب چرخ حشمت گوہر بحر جلال          بانی کاخ کرم کرنل براس فرڈ آنکہ ہست          ختم شد اندر جہان بر سرور جم پاسبان          عندلیب گلشن داتش امیر کامران          دست جودش و فرشتان نیم قہرش جانستان</p>
--

آن خداوندی که بنهد هر کجا یک قدم  
 می نهد روید در صفت ممشر گیسو از زمین  
 نماند اندر ازل شخصی و جن او چشم  
 لطف او باد و مست همچون گلشن ابریا  
 بسکه اندر عدلش جهان این بود بجز زمین  
 آفرید خداوند که بخشید و بدش بخش  
 خیمه قدرت ترا فراش قدرت در ازل  
 هر که چون خورشید در تن چاکری از جان دل  
 اگر سپهر شوکت گردد به یگهسان آشکار  
 در صفت رزمی که گردد برق تیغ آشکار  
 شست نام عدل کس را فلک ز لوج  
 از برای آنکه بوسد آستان شوکت  
 گر نگشته خلق ابر ذات اندر روزگار  
 گاه کین پسند یابد ندر آری چون از قیام  
 زمین شکوه و حشمت و زمین عقل و دانش سرور  
 چون کنی بوز چهر آسای تدبیر ملک  
 تیغ و دست را به بند گاه رزم و نرم آنکه  
 خشت ماه و سنگ انجم در فلک بر نموده جمع  
 روز طوفان نماند اگر نام شمشیر بر د  
 نه فلاحون چون تو بد از عقل و دانش مشتبه  
 همچو آصف روز و شب داری بام از ابر کلاک

گر بود چون ساحت دوزخ که گرد و گلستان  
 گرفتند از برق تیغش یک شمر اندر جهان  
 شاید دولت نه شد در ساحت گیتی عیان  
 قهر او با خصم همچون خرمن و برقی میان  
 صاعقه باشد ز شعله باشد روز و شب هم شیان  
 هر چه تا صد سال گردد عاید از دریا و کان  
 زو بعد تلکین و عزت بر فراز لا مکان  
 می کند زیر نگین از باختر تا خاوران  
 نه فلک در و می شود چون قطره در میان  
 روید از خون عدو تا صبح ممشر از خوان  
 تا چو خور گرفت صیبت عدل تو ملک جهان  
 هر دم از عرش برین عیون سازد نردبان  
 گلشن خود و گرم تا حشر می ماند سر خان  
 هر زمان که ز دلبان بید از بیم آسمان  
 محو کردی از جهان بیشک تو نام هر دوران  
 به مرج آصف گردد از خجالت بجاک علم نهان  
 برق جوید جان گدازد ابر خواهد در نشان  
 تا بسازد شمس قصر جلالت فرقه این  
 بسحر گرد و آتش و خیزد همی از آن دُخان  
 نه سکندر چون تو شد از تخت و دولت کمر  
 ملک را خورم به گیتی بر لبان گلستان

<p>عاشق اندر دعایان ختم کن این مدح را          تا شود گیهان بهار از تیر بر فردین          خصم و بدخواه تو ناصح قیامت سوگو آرز          شادمان باش اسعد اندامی روزگار          خیر خواه دولت و کثوریه یارب بد هر          یارب این دولت به اند تا قیامت برقرار          دشمنان دولت سر کار را بادا مدام</p>	<p>زانکه هر کس یار و کرد و وصف سر دران          تا شود بستان خزان از تند باد مهر کان          یار و احباب تو نادانان محشر شادمان          کز تو دارد ملک دولت نغز و شادی هنر          هر که باشد باد تا روز قیامت کامران          یارب این دولت به باشد تا بخشش و رحمت          چشم بر غم دل بر از غم خاک بر سر هر نما</p>
--	--

قصیده در توصیف جناب مجرای سی البیث حبیبها صلی ای آئی  
 ایجنٹ بیکانیر

بحر نثر سجع مفتعلن فاعلات مفتعلن فاع

<p>دوش چو شد نوعروس چرخ نمایان          خیم نخم از هر طرف قناده و دوزلفش          تر گس متش بپشوه آفت دل با          نغمه وصلش نوید مایه عشرت          سرودش تو نهال گلشن جنت          هر چه بزند این زلف پر خرم و چشیش          اسعجب از زلف او که جمع نموده          زلف بر بند بقدرش آنکه ندیدست          گشت همی ز اثر و جام شعله حسن          کیسوسه خیم و رخسار قرطیای          قلزم مجد و هم سپهر فتوت</p>	<p>ماه من آمد ز در چرخ و خرامان          بر سر دوشش لبان باغی پیمان          ترک نگارش بنمزه رهنر ایمان          عرضه هجرش قضاے عالم حرمان          لعل لبش یادگار چشمه حیوان          کرد نظر دیده دیدنی دل و دینی جان          این همه دل از چه مانده باز پریشان          مار سپید بر فراز سر و خرامان          بیک نظر بر رخسار چو آینه حیران          بود چو بخت عددی سرور دیشان          نیز بر جلال منبع احسان</p>
---	--

معدن تو قیور و رتبه مال بر ط آنگه  
 آنکه بگاه دغانه سیم پیش  
 شیرکاری که از مهابت پیش  
 سرور بار بتی که چخبه قهرش  
 حاجت گیهان کجا و کاخ جلالش  
 شخص خرد در فضائ عالم جایش  
 اے در فیضت به خلق گلشن مینو  
 گلشن هستی نماندے این همه خرمن  
 لو و و مرجان بجائے خوشه برآرد  
 دست عطائے تو گاه بخشش و ایشار  
 لے جب چون تو زمانه جوان مرد  
 ملک چنان خرمن است از نئے کلکت  
 شمع عدل تو تا گرفت ترازد  
 ذره از کراحتیاب تو بر کرد  
 خاک و رخانقاه فیض تو بهتر

مے نمود همسرش به فیض به دوران  
 لرزه قند در دواق گنبد گردان  
 شیرازیان <sup>یا اوستا</sup> نفوذ بطرف نستان  
 لطمه زندگاه چشم بر رخ کیوان  
 قطره باران کجا و لجه عثمان  
 کم شده ره مے دود چو طفلک نادان  
 وے دم قهرت به خصم شعله تیران  
 ابر وجود تو گر نبود در امکان  
 باشد اگر خشم گاه فیض تو دهقان  
 طعنه زند بر سخاے خاتم و قان  
 نئے زنس چون تو پاک زاویه دوران  
 کز اثر ابر تو بهار گلستان  
 سردی و گرمی را بر است به میزان  
 مرد کم دیدہ تعدی خوانان  
 در نظر اهل دل ز لعل بدیشان

در این کتب و کتاب

قطعه

از ازل این بود و تا صبح اند باز  
 عدل او شیردان سخاوت عاقم  
 دفتر خورشید ز رنگارازان باشد  
 ختم سخن عاشقا کنون بدعا کن  
 تا که فلک گردش است و قیمت ثوابت

گشت مقوض ترا از حضرت یزدان  
 عقل فلاطون و علم و حکمت لقمان  
 کز ازلش بود خط مهر تو عنوان  
 بزور احسان بے نهایت متان  
 تا که جهان نعم است خلقه و ران

در این کتب و کتاب

گردش بپنج تیر راسے تو محور  
شیخ تو بر فرق خصم متاطع و نران  
قصیده در تهنیت محمد جناب منشی دیوان امین محمد صاحب  
مدار المہام راج بیکانیر

بحر جغت مفاعلن فاعلن مفاعلن فاعلن

<p>رسیدہ موسم عید اے نگار سیمین بر زفر طغم ملہ با شیم چند زار و نزار کنون کہ گاہ نشاط است و جد بے پایان چغانہ باند و چنگ و رباب و تار و سرود بتانہ وقت غم و رنج اندہ است ایون یکے جو سرور دان شو بسوئے مجرہ و زود از ان شراب کہ گر قطرہ بخاک چکد از ان شراب کہ چون از سبوح جام از ان شراب کہ از عکس آن توان تو ہی ز حام بلورین بنوش باد و من گہے ز روئے تو بینم زمین بزار خوشید تو کہ گشتی بر رخ از تیغ ابرویم شمشیر من از جفائے تو گریم جو ابر در نیسان تو ہی شراب خوری از نشاط و من ہم شویم مست چو ماہر و واسے نہ طنناز بصد ہزار سرور و بصد ہزار فرح ز بہر تہنیت عید جامہ گویم</p>	<p>کجاست مطرب و ساقی و شیشہ و ساغر ز جو رہ چرخ نشینم نایکے مضطر کنون کہ روز سرور است و فرحت بھر کباب باید و نقل و مس و دوف و منتر مہانہ گاہ ملال و تاسف است ایون بصد سرور و ترغیم بطنے شراب آور بجائے سبزہ بروید ز خاک محل گہر بود جو مہر در خشنودہ جلوہ اش بنظر امور و غم اعمال در قضا و قدر ز بوسہ لب شیرین تو خورم شکر گہے ز زلف تو یابم جہان پیراز عنبر تو گہے ز فی بدل از نوک مژدہ ام نشتر من از برائے تو عالم جو رہ عدد در آفر بروئے چون نہ تو افکنم ز شوق نظر من از مے لب تو تو با دہ خلہ پس آن زمان بکف آیدم خامہ و دفتر بمحر ہر سپہر کرم جہان ہنر</p>
--	--

شمع شمع هم عند یب گلشن فیض  
 روشن کند و الا گهر که می نه بود  
 بود خرد ز وجودی آینه شادان  
 به نزد دانش او هیچ دانش لقمان  
 ایا امیر فلک رتبه که دست سخات  
 هر آنکه نزد مخالف به شخص بود بازید  
 سخائے تست سحابی که گوهرش مطار  
 بیک دو سطر قلم باج گیر از خاقان  
 دلت بنور جهانگیر چون طلیعه صبح  
 ز فرط نظم امور تو زین سپس شاید  
 به فیض و فضل و دیانت ز مردمی مثلاً  
 عجب نه که اثر فیض عام تو زین پس  
 فلک عددی ترا خون دل نفیب کند  
 خدایگانا اے آنکه سوده جبهه عجز  
 خدا گواست که عاشق شوق صبح و ساء  
 همیشه تا که دید در جهان بفصل بهار  
 خلیل قدر تو بادا بسان گل خرم

خدایگان زمین سرور فلک جاکر  
 بسجود و فیض و ذکا در جهان کس نبهر  
 که عند یب ز گلزار و گل ز فیض مظهر  
 به نزد بخشش او هیچ بخشش جعفر  
 نه کرده فرق که بود سنگ را ز گهر  
 قلند قهر بخشش زمانه در ششده  
 جلال تست سپهر کس آسمان اختر  
 بیک دو حرف رقم تاج گیر از قیصر  
 دمت به فیض روان بخش چون نسیم  
 که غیر جنگ نه ناله کس در ان کشور  
 بدان مثابه که از اختران همیشه قمر  
 بجائے قطره به بار در زابر و زهر  
 ازان زمان که بود در شیمه مادر  
 بر آستان جلال تو خسرو خاور  
 مدام مدح و ثنائے تو میکند از بر  
 بلغ سنبلی و نسیم و لاله اهر  
 عددی جبهه تو بادا بولاله خون بگر

در این کلام  
 در این کلام

از امام تا به ابد مافی این چنین بجلال

بحق شاه ولایت امام جن و بشر

قصیده در تهنیت عید الفصحی بحضرت ابی محمد روح بالا

کنن که موسوم گل گشت وقت فصل بهار  
 چغانه باید جنگ در باب و بر لب و تار

چو چشم یار را بدید همی تسرار از دل  
 نیم صبح هوا از طرف بوستان آید  
 شمیم لاله و ریحان همه به مفر آید  
 ز عکس لاله و رنگ شفق فضائے چمن  
 پری رخسار همه چون لعبتان عین فرنگ  
 یکے بجانب سنبلی کند نگه از دور  
 که این چه زلف من از چیست این چنین برغم  
 یکے ز عکس رخ خورشید چمن داند  
 یکے به سر و سببی افگند نظر از شوق  
 یکے بوجهی آید از ترائد کبک  
 یکے بسائی گوید که بنی بدو باد  
 غرض که روز نشاط است و نوبت شادی  
 به دیر آنگه بود عید و چاه باید گفت  
 سپهر مجید و فتوت امین محمد آن  
 بنائے عدل کجا در جهان شد قائم  
 نیم خلقت اگر یک نفس زود به چمن  
 رسد بدامن جایش پس از هزاران قرن  
 ز به ز طوطی گلکش که جائے شکر لفظ  
 آیا کریم نهادی که جود دست ترا  
 سپهر فضل و ذکار دل تو مهر منیر  
 کند بجان حد و نوک کلفت آنکه نمود

نوازے قمری و بانگ تذر و دعوت زار  
 چو زلف یار ز مشکش برست جیب کنار  
 تر باغ و راغ و دروشت کوه و بازار  
 همه چو سینہ عروسینا است مطلع الانوار  
 چو سرو و ناز خرامان بساحت نظار  
 یکے بجانب زرگس کند نظر ز کنار  
 که این چو چشم من از چیست این چنین بیا  
 که جائے سبز همه رسته هر طرف گلزار  
 که این چو قدم من است از چه داشتی قمار  
 یکے برقص همی آید از ترنم ساز  
 یکے به طرب گوید که بنی بزین منازار  
 ز جابجائی آنکه نشیند کس عزم و فکار  
 بهر سر و زوالا گهر جهان و قار  
 که آسمان بدرقدر اوست خدمتگار  
 اگر نه ذات ویش بود در ازل معمار  
 بجائے برگ همه نافه ریزد از اشجار  
 به خیزد از به مثل از نیم سپهر غبار  
 همیشه گوهر و یاقوت ریزد از منقار  
 چو موج بھر نیار دکسے نمود شمار  
 جهان فیض و عطار اکف تو ابر بهار  
 بر روز مهر که شمشیر حیدر کز آرد



<p>             ہمی ثنائے تو خوانند طیر در او کار              سمند فکر ترا جھن آسمان برفناز              بہ چشم مور زند نوک تیر در شب تار              کہ این ہمیشہ بود ثابت آن دگر ستار              بگاہ مہر تو ریحان دمد ہمی از تار              کمال بند و ہنر قبہ و ذکا بہنہار              چو بحر مدح ترا نیست در زمانہ کنار              ز طوف کعبہ مقصود شادمان ز قرار              دل تو خرم و بخت تو خوش حد تو خواہ           </p>	<p>             ہمی دعائے تو گویند لطفہ در اہام              عقاب قدر ترا اوج لامکان منزل              ز نور راسے تو گر پر تو سے برداعمی              ز خرم و غم تو دار د اثر زمین و فلک              بروز قہر تو آتش جہد ہمی از باغ              از چو خیمہ ذات تو زد نمود آن را              ثنائے را بد عا ختم ہی کند عاشق              مدام تاکہ بہ عید الضحیٰ ہیے گردند              ہمیشہ مقصدت از فضل حق شود حاصل           </p>
---	---

نت بالخیر

بسم الله الرحمن الرحيم

بحر منج موسوم به ترانه عشق

<p>ستایش مر خداوند جهان خلّاق امکان را خداوندی که از روح و زبان و خاصه انسان ندارم چون زبان نیست ختم المرسلین خاتم الما یک فخر خود دانند او را آستان بوسی کند از نور و کس حضرتش هر ذره خورشید یقین انم که شوید شافع محشر ز لطف خود شود رضوان حق حاصل ثمر را ز تو لایش تویی نازی به زبده اتقائے خود چرا زاید</p>	<p>که بخشد از کرم بطق و بیان هر فردان را نیده وصف او هرگز کران و حد و پیمان را خداے نام پاک حضرتش سازم دل جان را بس خاک در گهش باشد جبین کسیر و خاقان را چه نسبت با ریح تابان او مهر در رخشان را کنم با صبد تضرع پیش چون این باغ عصیان را نه چون سازم پی خاک رهش جاد و جگران را گنبد کارم بر اسے عفو دارم فضل یزدان را</p>
---	--

جو عاشق عاشق صلیست از وقت بجان

الهی کن مبتدل از وصال این و بیحجران را

بحر ایضا

<p>چه خواهم کرد اسے ز اید من این تسبیح مر جان را ز بس از آتش حیران دل جان را بود و پیش گهش در دل بود منزل گهش اندر جگر مسکن هزاران گل دران بشکفته از تیرگی بجران دل جان فرشته سازم بصندوق بعد شادی</p>	<p>در اشک کفایت می نماید رشته بجان را زلف آه هر دم سوزم این گردون گردان را نمی دانم چه الفت هست باین سینه پیکان را بداغ سینه من نیست نسبت باغ و بوستان را هم از قدگان کنم جاد و جگران کوئے جانان را</p>
--	---

حدیث حر و جنت را نخواهی زین پیش گفتن اگر بینی تو اے زاهد مر آن سرور زمان را

دل مجروح عاشق را بریشانی بود و بعد  
پریشان کرده تا آن ماه زلف عنبر نشان را

### بحر هزج

بیاد باد ز کین بنوشان می پرستان را  
شخصد و هیچ گل تا بنگرد آن روئے جانان را  
که نسبت میدهد باشع رویش داغ سوزان را  
چه سرم می نهی اے چاره گرد زخمها کو دل را  
توئی بر زده خود نازان منم بر عجز خود شاگرد را  
اگر در زلف او گم شد تلاش او نه سازم  
فروغ آن بود گاهی و نور این بود دایم

بهائے جرعه می دهد عاشق دل جان را  
نه گریش محفل تا نه بیند داغ سوزان را  
که آن بر خویش سوزان دان بودند داغ جان را  
که خالی کرده است این دوشم صد نمکدان را  
که سوز چشم گریان از گریان داغ عصیان را  
که جاوادم بجائے دل من اکنون تیر جانان را  
چه نسبت با رخ تابان او مهر درخشان را

تو سه خوردی ز دست غیر خون کردی دل عاشق  
شکستی بیوفادریک نگه صد عهد و پیمان را

### بحر هزج مقبوض مکفوف - مفعول مفاعیل مفاعیل مفعول

از سرگذر د شعله و سوز دل و جان را  
در دلوله آریم اگر عشق بتان را  
چون جائے ادب بود بمرگان تمنا  
از دل هوس و ساغر و صیاد آریم  
آب از دم شمشیر بخشدی و رفتی  
آن سان که چراغ سحر می جان بسپارد  
وقتست که جان و دل دین جمله سپارم

در سینه کنم ضبط اگر سوز نهان را  
صد شعله فشانم و بسوزیم جهان را  
در سیکده رفتم و بر قسم مکان را  
بینیم اگر یار دگر چشم بتان را  
سیراب کردی ز چه این نشه دمان را  
در عشق تو اینگو سپاریم روان را  
آریه کنون بر سرم آن آفت جان را

<p>تسکین چه دهد این دل بیتاب تو را در کوئی تو گریست گذر باد خزان را رسیده شده اندر شب غم تفته دلاں را</p>	<p>نئے بوئے گل دلفنم بلبس لبش بچر خلط زبہ ہر خطہ بخون چون دل عاشق غلطیدن دیگر بستن و آہ کشیدن</p>
<p>المنہ شد کہ از سینہ عاشق دل برد و بجایش بہ نشاندن</p>	
بحر بالا	
<p>باقی گذارم بچان غار و خسے را دزدید چنان دل کہ خبر شد نہ کسے را در موسم گل رنج و الم نیست کسے را نسبت بہ شکرست ہمانا گسے را با خیال رنج یار چہ نسبت عدسے را پس راز نہان چون برسانیم کسے را ہشد از کہ این نالہ بسوزد قسے را</p>	<p>از شعلہ دل گر کہ بر آرم نفسے را آن آفت جان نازکنان آمد بگزست بلبل بہ غزلخواہی و قمری بہ ترنم عشاق نباشند بحث تشنہ آن لب این مہر سلیمانی و آن دانہ آرزان وقت رقم از سوزش دل نامہ بسوزد صید و لم از جور تو صیبت دینا لد</p>
<p>عشق تو چنان در دل عاشق اثر کد کز باد تو خالی نہ گذارد نفسے را</p>	
بحر ایضا	
<p>ہمان نہ داریم بجز یار کسے را کہ زندہ کند شوخی گفتار کسے را از ساغر دمی نیست سرو کار کسے را آن راز نہ من می کنم اظہار کسے را در عشق دیدیم نہ ہشیار کسے را</p>	<p>در خانہ دل من نہ دہم باز کسے را گر قتل کند فتنہ رفتار کسے را چون ست آلت اند بہ خمنانہ وحدت منصور بیک بود کہ بکشا دربان را در آرزوئے وصل تو بخود ہمہ عالم</p>

<p>             هرگز نه شود همچو من آزار كسي را              طعنه چه دهد زاهد دين دار كسي را              معلوم شوم سايه ديوار كسي را              همراه خود آرزو چو زيار كسي را              كه گشته كند گاه دل افكار كسي را              در بزم بتان نيست چرا بار كسي را              معلوم چه گردد دهن يار كسي را              از حال كسي نيست سروكار كسي را              ايا چو كند زابرويه خدا ر كسي را              هر روز نمائي تو چو ديدار كسي را              باشد نه چنين نيره خوشوار كسي را           </p>	<p>             نه خواب و نه تسكين نه راحت نه قوام              بيند اگر آن مه گذرد از دل دين خود              از ضعف چنانم چو نشينم پس ديوار              از قبر برون آيم و صد ناله نمايم              اين نرگس جادو سيه تو يا نيز قضا هست              صدمه بار تصور نموديم و نه شد جف              چون نيست وجود سيه تو خيالش بگزينيم              مصروف بعشرت كسي و كس به غم دردم              چون طائر بسمل بزمين غلطد و نالد              ز آينه دل عكس مه و رو سيه تو بينم              دارد دوزبان كلك چو شمشير دو پيك           </p>
---	---

عاشق به فروشي تو متاع بهر خویش

در دهر نه بيني چو خريدار كسي را

بحر مل سوس

<p>             داده از كف طاقت و آرام را              يعني از آن سرويسم اندام را              كه نمايد ضيع و گاه به شام را              با كه گويم آخر اين پيغام را              و يد سيه از آغاز اگر انجم را              كه كشد تير و گسي مصم را              سيه بهر سي عاشق گنم را           </p>	<p>             ديده دل تا آن مه كلفام را              اسيه دل از من بهم دعائي ميكران              از رخ چون ماه و زلف غنبرين              چون صبا هم نيست محرم نزد دوست              كسيه دل اندر زلف او گشته اسير              از پي قتل زابرويه و مژه              دين و دل داده ست اندر عشق تو           </p>
--	---

گسترانیدی زهر سودا ام را	از پے صید دلم از چسبن زلف
	یاد ده گر عاشق غاری روزی بجز کن ز خون دل لبالب جام را
بحر مل مقبوض مکفوف فعلاتن فعلاتن فعلات	
ماند اخسوس بسے در دیهوس مردل ما کرد آسان نگه ناز تو این مشکل ما عوض سبزه دمدیر و سنان از گل ما که بمر دیم و عیان سے نبود ساحل ما گفت یلی که به بندید کنون محل ما ساحت سینہ منصور بود محفل ما	خاک کشیم و نه شد کوسے بیتے منزل ما گر چه از بجز رخت دادن جان مشکل بود کشته تیز نگاهیم عجب نیست اگر بحر غم را نبود سیچ کرانے یارب آه زان دم که چه بشنید صدای مجنون خیزد آواز ناامنی همه از ناله جنگ
	ساغر عشق بتان گیر تو عاشق شب روز که جز از عشق نباشد بجهان حاصل ما
که مثل مرغ بسمل در برم تفقید ه گویا ز رنگ چهره ات پیدا بود ترسیده گویا هزاران صنعت نادر دران پوشیده گویا هزاران نکته بنجیدنی سنجیده گویا شراب ناب از دست کس نوشیده گویا که صد نادیده نادیدنی ما دیده گویا مثال کاغذ و صلی بن چسپیده گویا اسیر دام عشق مدعی گردیده گویا بسان عشق بیجان بادلم پیچیده گویا	ادا سے ابروئے خمار سے دل دیدہ گویا تو ہم اے شوخ رنگ شام بچران دیدہ گویا خوش طالع زبے قسمت بان بخشده گویا سخن گفتی گهر سفتی ز لعل لبے را نشانده چکد از هر گ چشم سید خون نایبستی ز گوش ماے چشم میونایت صاف بناید بفرقت هم و چنان تو دوری نمے گیرد شمر دم کن بهین رومد عایم ناگوار آمد خیال چین کیسویت مراد ریح و خم دارد

<p>زمین زیر قدم چرخ فلک بالا سر کردی  فغانم در شب فرقت از آن شو ملک رفتی  نه چون برخویش نازم تیر نازت بدلم جا کرد  دلم را چون گسل از عنکبوت چشم میگیزی  فرستادی عدو را بر سر پیش بنی یالینم  اگر فهم رساداری بدین طبع روانم را</p>	<p>زگردش ماسه نیرنگی مرا ساییده گویا  تخته میکشی زمین سان صدانشیده گویا  بمقتل از صفت عشاق مارا چیده گویا  مراد رنار نار صد بلا چیده گویا  چنان پرسیده مارا که نا پرسیده گویا  چنین نازک سخن شاعر بگیتی دیده گویا</p>
<p>دولت یار دستان دارد دلبت کام از فغان دارد  چنین خوابیده عاشق که نا خوابیده گویا</p>	
<p>تو ذکر غیر بنمودی ملک پاشیده گویا  مرا کشتی جزاک الله قاتل منیر خرد کردی  دلازان خوش کنی چون ما و هو کن ترافی ما  بقربان سرت گردم دلم از کین نظر نزدی  ندارد انتهای فقر تا یابم قرار آسجا  مگر تو بگناهی را گناهی بشمری قاتل</p>	<p>مشال خنده زخم دلم خندیده گویا  ز آب تیغ ابرو ابرو و بخشیده گویا  تپیدن ماسه مرغ نیم بسیل دیده گویا  متلع زندگانی از برم دزدیده گویا  خراش دل مزارم را چنان کندیده گویا  بدین سان میکشی مارا گناهی دیده گویا</p>
<p>قطعه</p>	
<p>تو غفاری و ستاری سیاست بیکران شد  ندام از داغ عصیان تیره اکنون آفتابتم  همه جا باست جالے تو و جانی رست و جانی  خیال تو سن طبعم از آن سوئے فلک تازد</p>	<p>گنه بخشیده مارا خطا پوشیده گویا  ز آب بے نیازی داغ دل شویده گویا  ترا در دل بود جادو نهان از دیده گویا  نوا مانے که میدارم تو هم نشیده گویا</p>
<p>بجویم درد و غم داری و غمخواری منی بینی  لسان خار و سن عاشق تو هم بالیده گویا</p>	

## ردیف بابے موحده

بحر زمل سالم - فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

تازگیسور بخ گلگون فگند آن مه نقاب دل بر سباب جهان بند کجا اهل خرد از رخ رنگین او دارم دله لبریز خون ایچنین کو خون عاشق ریزد اندر نفس تشنه دیدارم دست آستین از ازل گردل بیتاب من درو سے نیکی کو در مکان	در شب دیو رگوار کرد پنهان آفتاب کین فضا سے عالم امکان بود کیسرا ب وز قد و بچو سے او باشد مرا چشمه پر آب مے نادر و بیچ پروا گوئی از روز حساب آب کئے باید مرا ساقی بدہ جام شراب زلف مشکین ترا هرگز نبود سے بیچ و تاب
---	---

مے نادر و غیر وصل دست اصلا آرزو  
گرد عاے عاشق دہشتہ گرد مستجاب

بحر ایضا

از رخ تابان خود بردار دآن مہر نقاب ایدل ایل زینت دنیا خون سیم است بیچ ناصحا در سحر آن مہر و چہ سے پرشی زن این بود خون جگر کو را ہی دانی شفق	محشر سے گرد عیان شہ زندہ گرد و آفتاب وین جیاع ستغاریا بود نقشے بر آب آہ برب دست بر سر دارم حال خراب وین بود و دو دل من کش ہی غوافی سما
--	---

عاشق رنجور را جان برب آمد و فراق  
اے اجل لطف کن و بران مرا و ازین عذاب

بحر زمل مقبوض مکفوف

اے دل خستہ شفا از لب جانان مطلب قطرہ اشک مرا ساز تو آویزہ گوش ایدل از روز ازل بودہ مرا و این رسم	غیر جان اذن از ان ناوک شرکان مطلب اے بت ماہ جبین لعل بدخشان مطلب غیر کین پروری از گنبد گردان مطلب
--	---



<p>دل سودا زده آن کاکل بجان مطلب باغ و گلشن دگر آس سر و خزان مطلب بخیه زخم دل از سوزن مرگان مطلب</p>	<p>این نه دزدیست که چیز ببرد و باز دهد سینه ام گشته چو از داغ تو رشک گلزار هر نفس سینه مجروح شکافد از هم</p>
	<p>چون بجز وصل دوا کس نبود بجز آن را چاره عشق تو عاشق ز طیبیان مطلب</p>
ردیف تمام	
مفعول مفاعیل مفاعیل مفعول	
<p>کین چشم پر از خواب تو فاکر جان است کان عارض چون ماه تو ام نظر جان است دل راجه تو ان گفت که فرما بجز جان است دل راجه تو ان گفت که فرمان بر جان است وزیر سیر کوئے تو دل رسر جان است کان جوهر تن باشد داین جوهر جان است</p>	<p>مرگان دراز تو نه بس نشتر جان است کس دیده تو انم ز جمال تو فرو بست جان بسته جانان بود و من بپئے جان از دوست جدائی نتوان جست بهر حال از بهر نثار تو خرد تابع دین است بالعل لبش جان چه زند دم ز مساوات</p>
	<p>عاشق بسیر زلف تو دل داد و لیکن با خود نگهش دار که این جوهر جان است</p>
بحر ایضا	
<p>دزبیر تو هر دم بلم آه و فغان است نمے ده که دران فائده هر دو جان است دل از تب بجز تو چنان شعله فشان است اسے مل تو بهش باش که آن کوئے بتان است کین رهزن و برهم زن صد پیر و جوان است</p>	<p>در بجز تو خنابا به ام از چشم و دان است چون وضع مژده نده خالیست ز حکمت تن سوزد و جان سوزد و افلاک زمین را بس مل که پیشد آن طرف و باز نه آمد فاصل نشود شیفته و هر دنی زاد</p>

تا ناکب مرگان بدلم سخت رساند | ابروئے غم گشته از ان همچو کمان است

عاشق نه فقط در غم نوسخته جان گشت  
گل داغ به دل دارد و بلبل به فغان است

### بحر محبت

چو دوش از برم آن ماه بے نقاب گزشت ز جام باوہ گلگون علاج پیری کن بیابا که هنوزم کباب دل باقیست هر آنکه گشت زاسر این جهان آگاه بخواست و لوله کان شوخ بے حجاب آمد نشاط و سنج جهان را بدان ثبات امثل	ز چشم بے ترم و جلد و جلد آب گزشت مکنون که وقت هوساکی و شباب گزشت اگر چه دورہ جام و گہ شراب گزشت بسان سیل عیان گشت چون جاب گزشت بپاست حشر که آن ماه بے نقاب گزشت که موسم طرب و ذوق انقلاب گزشت
---	--

گزشت از سر جان عاشق از ره غیرت  
به بزم غیر چون شوخ بے حجاب گزشت

### بحر ایضا

### روایف ثناء

مرادیدن گلزار یا رشد باعث نه مهر و ماه عبث روز و شب شوند نهان بلا سبب نه شد اندر زمانه این طوفان ز کوئی دوست نه من خود بخود بروی گفتم از ان بهمه باد صبا بدیدم یار	نه عنذ لیب و نه فضل بهار شد باعث که تاب عارض به نور یا رشد باعث که گریه بامسئله دل اشکبار شد باعث چه گویت که غم فاضل او شد باعث که ضعف و نپاید جسم نزار شد باعث
--	---

ز شوق روسی تواند کرد عیش عاشق

که این نه محنت قیودش ار شد باعث

# ردیف جیم

بحر رمل مقبوض مکتوف

طریز ناز درم آن شوخ ادا را چه علاج گیرم از دست اجل جان بسلامت ببرم گرچه از چشم رقیبان به نهفتم او را خود نشینم اگر از بجز تو خاموش می وصل او خواستم از حق شب بجران آمد دل بر منزنگه و عقل بایا بردی	دوان خم و چین سر زلف و تارچه علاج ناوک غمزه آن ماه و تقار چه علاج لیکن این رهبری باد صبار چه علاج این دل خسته دین آه و بکار چه علاج کجی طالع و تاثیر دعا را چه علاج این ستمکاری و این جور و جفا را چه علاج
--	---

گرچه دزد دیده نگه دین و دل صبر نه برد  
عاشقا این روش طریز حیا را چه علاج

دل ز کف بردن و آن طریز غضب را چه علاج ز نواز تیر شنه صید نگه را چه مردم روز اگر در پس دیوار تو خود سندانستم گیرم از غمزه ادب جان حزن سالگشت زلف مشکینش اگر صبر و قرار من نه بود در قفایش و سحر و دج و صد شوق می	جهان بلب بودن این پاس او چه علاج این ستم پردری و رسم عجب را چه علاج آه پی در پی و این ناله شب را چه علاج این دل غمزه ناز طلب را چه علاج این خم ابرو آن محل و لب را چه علاج آن رم و آن نگه رو به عقب را چه علاج
--	---

عاشقا فصل بهار است و گل عهد شباب

ساقی ماه و شربت عجب را چه علاج

## ردیف جیم فارسی

بحر رنج - مفعول مفاعیل مفاعیل مفعول

ایسبل نالان کن این آه و نغان ایسج	چاره نمود در غم بجران بتان ایسج
-----------------------------------	---------------------------------

<p>بے مطرب و گلزار و سوسے و برابط و مشوق چون عالم امکان ہمہ غایت سر اسیر عمر نیست کہ جان میدهم و خواب آمد میکرد همی جلوہ زهر سو زرخ دلدار چون محو به عشق تو شدیم هیچ خطر نیست کردیم شارب سیر کویت دل و جان را جز بے اثری در غم بجز تو ندیدیم</p>	<p>حاصل نشود فائده کون و مکان تا هیچ پس آمد این فصل بهاران و غزلت هیچ در چشم من از سحر تو اسے سرور و روان سحر زان پیش کزین هیچ نمی بود ز نشان سحر باشد نه مرا فکر ز آسیب جہان هیچ دیدیم چو آسودگی باغ جستان هیچ زین ناله و زین دیدہ خود ناله نشان سحر</p>
--	---

عاشق نہ بود رسم و فادگیل خوابان  
دم سے نازن از عشق تو بالالہ رخاں هیچ

### روایف الحار

بحر رمل مقبوض مکفوف

<p>خوش بود بادہ در اطراف گلستان دم صبح ترسم از خواب شود ویدہ نرگس بیدار رفت سو سے چمن آن رشک گل ترا موند اسے بسا دل کہ شود زار و پریشان نگار چه عجب گر بہ تن خستہ من حسان آید شمع سان جان دہم از سحر تو اسے یار آخر مے ندارد بجز ناله و افغان کارے ناید از شرم بردن تا بدم صبح ابد لذت عمر بود با بہت گل و رشتن لالہ نہاد ز رشک تیغ او داغ بدل</p>	<p>خاصہ با دلیر طنار و غزلخوان دم صبح بہل خستہ کمن ناله و افغان دم صبح کرده گل بارہ ازان جیب و گریبان دم صبح چون پریشان کنی آن کل چجان دم صبح گر صبا بوسے تو آر و من این سان دم صبح بادل موختہ و ویدہ گریان دم صبح عاشق رو سے تو و مرغ سحر خوان دم صبح مہر بند اگر آن رو سے درخشان دم صبح با دغ و جنگ چغان جاسنبدستان دم صبح شد چو سو سے چمن آن نو گل خندان صبح</p>
--	---

بلبل زار بطر زو شود شیدائی  
عاشقا سوئے چمن تو غزلخوانم صبح

### ردیف انخار

بحر مضارع مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

از عکس لاله بے نه نماید بهار سُرخ	کز عکس سوئے تست که شد لاله زار سُرخ
بارم ز بجز روئے تو هر لحظه اشک خون	زان رو مراست دیده گوهر نثار سُرخ
نبود عجب که از اثر شوق روئے تو	خیزد ز خاکم از پس مُردن غبار سُرخ
از دود آه من شد موج برین کبود	وز داغ سینہ ام شده سنگ برار سُرخ
نگرفته رنگ پنجه ز گینش از حسا	کز خون عاشقان شده دست کار سُرخ

رنگی ندشت خون تو عاشق بنزد یار  
زان رو نگشت دامن آن شهسوار سُرخ

### ردیف الدال

بحر خنجد سدس محذوف متفاعیلن مفاعیلن مفعولن

فلک گردیست از کوئے محمد	مهر علیست از روئے محمد
جهان را بجز کند از نامه حسین	بشیم حسین گیسوئے محمد
بهشت از بهر آن باشد که سجده	کنده و طاق ابروئے محمد
بودش منده اندر خلد طوبی	ز سر و قد و نجوئے محمد
نسیم آرد حیات جاودانی	گر آید از سر کوئے محمد
بود تا حشر باز از شوق دیده	اگر بند دے سوئے محمد
ز اعجازش بشد شق سوز روشن	قسم چون دید نیروئے محمد
از ان بویند گل را از سر شوق	که دارد بوئے از خوئے محمد

چنان محوم ز شوق نام پاکش ہزاران موج دریا زد و یسکن از ان نازد بخود غیر کہ بوسے بود در نزد او فردوس و نرخی فلک زان رومد و شکل باشد امید من بود آخر کہ روزے	کہ ہر سو آید م بوسے محمد نیاید تا بہ زانوے محمد شنید از خلق نیکوے محمد ہر آن کو دیدہ مشکوے محمد کہ تا روزے شود گوے محمد شوم حناک سر کوے محمد
--	---

از انش بر ملک فخرت ہر دم  
کہ شد عاشق نناگوے محمد

بحر دل مقبوض مکفوف فاعلاتن فعلاتن فعلات

از ازل درد و غم و آہ و فغانم دادند دل دین و خرد و تاب و توانم طاقت سوئے مسجد زچہ رو باز روم آزدند ہر زمان پیش نظر ہست مرا صورت یار جیف صد تیغ شکستند و بسکہ و ش نہ شد اشک خوین و قف آہ و دم ہر دم نام سرچہ دادند بہان و ز ازل بود نصیب کشتہ ناوک شرکان شدن و دم نہ زدن گرچہ از غم نہ بکشتند بتانم یسکن تا کہم موج و شائے شد لولاک بیان	سینہ پر سوز و زبان شعلہ فشانم دادند بگر نقد و فقط بہر بتانم دادند چون رہ میکہ امر و ز نشانم دادند از ازل چونکہ دل آئینہ سانم دادند این نہ سر بود کہ بن بار گرانم دادند در شب ہجر تو اسے سرور و انم دادند چند گونی کہ چنین بود و چنانم دادند ہر چہ میخواست دل خستہ بہانم دادند از لب لعل شکر ریز روانم دادند زان سبب غایت فطرت و بیانم دادند
---	--

روم از ہند بستر جانب یثرب عاشق

گز قضا و قدر از موت امانم دادند

صبح دم از سر کوسے تو صبا می آید از تو اسے شوخ نہ رحم و نہ وفا می آید تا موک غمزہ دلدار دلا یا ز رسید بوئے خون سے شنو تم باز ز باد آہ مگر بسکہ بر غریب شہد ہر نفس نہ در دم نزع تشنہ لب بردر میخانہ تو ان چند شست	دلہ پایا نہ بصد ناز و اداسے آید کشتن و سوختن و جور و جفا سے آید با خیر باش کہ این تیر قضا سے آید از سر کوسے تو اسے ماہ لقا سے آید بہر بیمار تو از مرگ دوا سے آید مژدہ اسے دل کہ کنون ساقی ما سے آید
--	--

منی اندازی خبر اسے شوخ کہ اندر شب ہر بچہ  
بر سر عاشق دل خستہ چہا سے آید

بحر مریخ مشن سالم - مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

ز قش در چمن گلے قناد و سر وستان شد چکید از چشم من خرمین سر شک جملہ مر جان شد کہ باز دم دست و حشت ابل چاک گریان شد ز شوق مقدس جان در تن من باؤ کو بان شد کہ از تاب شمع احسن و سے یار بر بیان شد نہ حکم غوغا و اشک خون من رشک گلستان شد کہ ایام زمستان رفت و ہنگام بہار ان شد کہ بس یک دل مراد رینہ بدوان غریبان شد شب تار یک از یاد رخس روز فروزان شد نہ انسان باشد آن کو نام او در لفظ انسان شد	ز چرخ بر تو یو برج رفت و مہر رختان شد عرق نشانہ روئے یار و یکسر در غلطان شد سخا بہ جانیان ماند بر تن بعد ازین باقی ببالینم بہ گاہ نزع چون آن مہ جبین آمد الا ای ہنشین من حال دل چہ سے پرسی سوے صحرایے بخوام یا اسر و سال کاہ دن الا ای مہ سیمین تن چہ شد جام سے و ساقی بجہان حنین باقی چہ باشد تا خدا سازم شب بچران چو یاد عکس نہ سے او بدل آمد کمال وجہ ہر و رحم و مروت شرط انسان شد
--	--

بمحل شمع گرید ہر نفس در عشق روئے تو  
نہ تنہا عاشق شوریدہ در عشق تو گریان شد

## بحر رمل مقبوض موقوف

ماہ من لعل لبش تند مکر ز شمشکند بچین گر چہ از پاسے فتد سرو سہی تیر مرثگان بہ کمان خانہ ابرو چو نہد خوب رویان ہمہ انگشت شجرہ غایند کند ار جلوہ دے آن رخ ہیچون فشر یارب این تشنہ خون کیست کہ از تیر چھا	زلف پہنچ و محش قیمت جبر شمشکند روفق لستون دلا لہ امر شمشکند مرغ دل در برم از شوق ہی بر شمشکند روز سے ار عشوہ کتان طرف کلہ بر شمشکند پو تو ش ششعہ مہر سنور شمشکند ہر نفس خاطر درویش و تو نگر شمشکند
--	---

داسن وصل بتان چون بکفت یاد عاشق  
صعہ کئے پنچہ عقائے مظفر شمشکند

## بحر ہزج مثمن سالم

مگر امشب بزمم آن بت طناز سے آید نمی دانم کہ امی ماندہ باقی از دل و دینم ز لب در سحر نالیدم و مادام بعد مدتی ز صوت قمری دلیل تو گوئی از چمن ہر دم نیدانم بد صد جان چہ سان از یکہ شکو خند یقین دانم کہ جو ہند اہل محشر او جان از تو	کہ مرغ در دم اندر جسم در بر و از سے آید کہ بہر بردفش آن سرو قامت بازمی آید سنور از سہوین مویم دو صد آواز سے آید نولے بر لب و تنور و جنگ و ساز سے آید کہ این شوخی نہ از سحر و نہ از اجماز سے آید اگر آن بہر و بمشتر ہم بدین انداز سے آید
--	--

## البضا بحر ہزج مثمن سالم

سہ من زلف پر خم و ابرویشان ہر زمانہ آرد کشیدہ خنجر مرثگان بہ ناز آن ترک شکن مرازان خنجر مرثگان ہی در خون تپان آرد	نمی دانم دگر در سر چہ بہر عاشقان دارد مرازان خنجر مرثگان ہی در خون تپان آرد
---	--



<p>نہ پرس از من کہ قتل عاشق میکنی کردی  نمیدانم خبر زاهد ندارد از نگار من  دل غمیده از عشق رخ چون رخوان  چو تیر غمزه اش سازد مرنانی ابد هرگز</p>	<p>بپرسان آن سگدرو که تیغ غنچکان دارد  که بر لب ذکر جو رقصه باغ جان دارد  همیشه ز اشک خون دامن رنگ رخوان  چه سودار آن لب لعش جیات جاودان دارد</p>
<p>مزن این سان سرگیسوی مشکین آبنا شانه  که دران این دل مجروح عاشق آشیان دارد</p>	
<p>بحر مل مقوض کفوف</p>	
<p>جلوه روی نگار آن بدل شید کرد  چند روزیست که از دل خبر نیست  شد پریشان و دل غمزده را بخون حست  خواستم عشق تو در سینه نهان دارم لیک</p>	<p>که بوسی اثر جلوه گه سینا کرد  گوئی رفت و بزللف صنی ماوس کرد  فتنه تازه سرگیسوی او بر پا کرد  چشم گریان و رخ زرد مرار سوا کرد</p>
<p>قطره درازل از چشم دل عاشق ریخت  آسمان آمد و نامش به جهان دریا کرد</p>	
<p>بمخفیف فاعلاتن مفاعلهن فعلات</p>	
<p>بله ساقی بهار می آید  از صبا بوی بهار می آید  دل و دین را بود از پئے جان  می نهد دل بسینه ام هر دم  ساقی او تو جام پئے در پئے  بابت لاله رو به صحن چمن  دل به جگر تو سوخت و شب غم</p>	<p>موسم لاله زار می آید  دل و جان را تو سر می آید  دگر آن گلزار می آید  مگر آن شب سوار می آید  که بدین سان خسار می آید  جام می خوشگوار می آید  بویش از جسم زار می آید</p>

مژده اے دل کہ بعد مردن یار	یک دسّم بر مزار سے آید
در شب بجز آن نگار اجل	بر سرم بار بار سے آید
گر نہ سازم فدائے تقدّم او	دل و دین پس چه کار سے آید
<p>بهر چه بجز بحدّه و بر دوست</p> <p>عاشق دل نگار سے آید</p>	
بحر مل مقبوض مکنون	
اے خوش اندم که جزا یار مر یار نبود	پرده چشم میان بن و دلدار نبود
بهر چه در صفحہ دل دیدہ تماشای کرد	بیچ نقشے بجز از نقش رخ یار نبود
ز گس پر فنش این همه نیز گشت	تیغ ابرو سے کجش این همه خنجر نبود
کشته ترک نگاهش بند این سان هر گس	دین چنین زهرن دل آن بیت یار نبود
کعبه و بتکده و صومعه گر بود و لے	در میان بجمه و ستجاده و زار نبود
بیل عشق ز گلزار خشم اشت فغان	لیکن اندر نفس حسن گرفتار نبود
<p>تا که عاشق شد از تیر غمش غرقه فغان</p> <p>با شد از فرقت آن شوخ خبر دار نبود</p>	
بحر مضارِع - مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن	
گر عاشقان وصال ترا آرزو کنند	اول بکج خاطر دل جستجو کنند
گرد و ملوث از گل عصیان مجذوبند	گر جسمه گناه مرا شست بشویند
بهر دم خدنگ ناز تو از ہم شگافند	صد بار اگر چه چاک دلم را زخو کنند
از عکس جسم وادی این شود عیان	گر خسته بیا دروئے تو اندر سبب کنند
در طاق ابروئے تو چو عشاق رویند	لازم بود ز خون دل اول وضو کنند
واعظ و دہر چه خوف شد بد القاب را	رندان بیان آید لا تقنطوا کنند

عاشق ز رشک خون به تنم جوش نازد  
چون زاهدان ز حور میثان گفتگو کشند

### ردیف ذال

بحر مخمض

که تیر ناز تو در جسم ناتوان نافذ که حکم او بود اندر شن و روان نافذ که نوک غار نگردد و در ارغوان نافذ که گشته در شب بجران ز آسمان نافذ بسینه نایک مژگان و لبران نافذ اگر نه حسن تو می بود در جهان نافذ که گشت عشق تو در مغز استخوان نافذ نگشت ناله ام اندر دل بتان نافذ	رموز عشق به جانم بود چنان نافذ بغیر احمد مرسل که باشد اندر دهر کند نفوز چنان تیر آهیم اندر جرج بود فراق تو گویی یکے بلائے عظیم چنانکه تیر قضا نافذ است آن سان است چگونه عشق سرایت نمود که اندر دل نه جان و صبر تن دین دل بشارت برو اگر چه چرخ برین را بسوخت از تف سوز
---	--

ز عشق رسد تو عاشق نداده دل اکنون  
که بود مهر تو اش از ازل بجان نافذ

### ردیف رای مهمل بحر مخمض

بکوه و دشت و بیابان دویدم بنگر ز مژه قطره غمین چکیدم بنگر لب خیال بدندان گزیدم بنگر بیال شوق بسویش پریدم بنگر بغمزه دامنش از کف کشیدم بنگر باین تضرع و زاری رسیدم بنگر	ز سحر رسد تو در خود چکیدم بنگر اگر بحال دل خسته ام نمی بگری ز حسرت لب شیرین آن سہی قامت بسان رنگ رخ عاشقان بگاه نگاه بمجز سربقده و شنباد نم تو بسین ز یک نگاه لطف مکن در یغ ای شوخ
---	---

گو کہ عشق بتان چون کند اثر عاشق بکمان صفت بجوانی خمید نم بشکر	
بحر رجز مستفعّلن مستفعّلن مستفعّلن مستفعّلن	
چین بر چین پر عرق آن عارض پاکش نگر ناصح چه می چرسی ز من احوال آن شیرین سخن شد محور ویت بمحرم گل از دل جان بزمین سوز درون عشق را نازل چه پرسی ناصحا دل بردن جهان سوختن از طرز رفتار شمعین عاشق چه گوید کز عمت چو نست عالیشان و زرد	وان ز گسستش به بین ابروئے سفاکش نگر هر خطه صید عرق خون بسته بفتراکش نگر آن چشم پر خورش به بین وان امن چاکش نگر هر خطه از درد چکواه شش در ناکش نگر صبر و خرد برون ز کف از چشم بے باکش نگر افغان و فریادش به بین چشمان نماکش نگر
رسم و فا از کف نواذ عاشق این مژدن هنوز هر صبح بابا و صبا در کوئے خود خاکش نگر	
بحر مضارع مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات	
طرز نگاه و رسم و فا را چه اعتبار صبر و قرار نفس اگر برد برد یک اے دل حدیث عشق میار از زبان لب گاهی شود شکسته و گاهی شود در نست	آئین مهر و ترک جفا را چه اعتبار دل را نگاه دار بلا را چه اعتبار باهوش باش باد صبا را چه اعتبار قول نکار و قوبه ما را چه اعتبار
عاشق خیال وصل نکار از چه دو گنم در بزم شاه شخص گدا را چه اعتبار	
بحر رمل سالم	
چون نباشد آن پرسی پیکر بهر اغیار بار از سر زلف گره گیرش را کن دلبار	کیم دل مسکین بے یار و در این دربار بار دارم آخر یک نفس باین دل افکار کار

گر نباشد ذوق عشق مهر خانش آرزو هان بود وقت انا الحق ای دل نگین از آنکه در غم عشق بنان از بسکه دارم سوز دل بهر سحر از فرط شوق عارض آن گلزار	نزد من و الله باشد این دل غمخوار خوار عشق بر پا کرده اندر کوچه دلدار دار جلای خون آید برون از سر رنگینار بمحو بلبیل ناله اندر دامن گلزار زار
---	---

روز عاشق در فراق روئے آن مهر بود  
چون شب از جور و جفا بے چرخ گنجفتار تار

بحر محنت

فروغ روئے چو ماه تور شکب جلوه طور بغیر قتل ینا ز خاک کنه خیزم ز فرقت تو ز می آنقدر تنفر گشت ز نوک ناوک مرگان آن بری پیکر ز بسکه صوت انا الحق ہے ازان خیزد گمان وصل تو دارد مرا بدل نزدیک بیا و از غم جان کند غم ربائی ده فزوده در دو غم آن دو سبیل شلیک چنین که کینه اهل بهر بدل دارد چو عندیبت تالو چکونه این دل زار ز فرط طاعت حق جان دهم اگر دادم بنیر آنکه خود از غیش می شوم غائب	غم فراق تو در سینه روکشش ناسور بگوش من اگر آید صدای نفخه صور بر زخم دل نه مرا ماند خواهش انگور تمام ساحت دل شد چو خانه زنبور فضای محفل ما گشته سینه منصور خیال هجر تو دایره مرا ز خود مجبور اگر که قتل من خستات بود منظور ز پوده دل ز کفر آن دو زگر گیس مخور ز جور خیم چهرسان می توان شدن مسرور که گشت از رخ آن گلزار آخرد که در بهشت برین چون تویی و بهندم حور همیشه جلوه دلدار باشم بجنور
--	--

ز بسکه در دل عاشق به شد هجوم الم  
محال نیست که گلاب کند سرور عبور

## روایف الزار بحر مضارع

<p>دل را ر بود نامه اندر نظر هنوز گر چه نکر دیک نگه آن گلزار پیش یک جلوه کرد دروئے تواند رازل بناز تیر فراق باز زهم پاره سازد شش آید صدائے نفخه صور از شب فراق امس چاره گریه فرهم زنگار سوخت بگزشت آه من اگر از آسمان ولے یار با چه شعله بود بجانم که بعد مرگ</p>	<p>دین طر فیه ترک نیست مرا هم خبر هنوز تیر نگاه او خلد اندر جگر هنوز وان طرز جلوه می بردم در بدر هنوز ناکرده بخیه زخم دلم بخیه گر هنوز در بحر آن نگار بخشه سحر هنوز فصاد غشقی نے زندش نیست هنوز با آشناست یک دعا از اثر هنوز ریزد و ز دامن کفن من شرر هنوز</p>
---	--

عاشق اگر چه خاک شد اندر غمش ولے  
خاکش نقاده بر سر آن کوئے در هنوز

### بحر محبت

<p>کنند خاک شهیدان گذر چو از ره ناز ز رشک عشق نخواهد دلم که تایی هم اگر به کلبه من پاکد از آن مهر نو صفیر بلبل نالان ز گلستان برخاست کنون که عهد شباب است فصل فردین عجب بود که دل و جان و دین شود سالم چو صبر و دین خرد رفت جمله از کف من بیابا که به همسر تو غمگین بود</p>	<p>هزار مرده کند زنده از سیر اعجاز کنم نسیم سحر را به خویشتن همراز ز شوق جان و دل دین و هم پاندا ز ز شوق خون من آمد بجوش و ترن باز چنان باید و چنگ و شرباب و بر لب و ساز اگر بسوئے من آئی تو با چنین انداز به هم جز دل نالان که باشدم و مساز که مرغ جان کند از قالب بدن پرواز</p>
---	---

روز عشق بهر ناسر امکو عاشق

که نیست هر کس اندر زمانه قابل راز

## ردیف سیلن

بجز هنج ازب مفاعلهن مفاعلهن مفاعلهن

عاشق تیغ یارم لذت غم از من پرس خال و سگ گندم گون برده از کف من دل سینه زخم و دل فگار در فراق آن دلداری این بود مریشویه و آن بود مرا آیین زهر بحر دلداریم شد بجان و دل کاری من که محو فاستم جگر را یک دانه	آتش غم نجرم شور با تم از من پرس چون فریب شیطان خورد حال دلم ز من پرس رسم ناله از من خواه در دمر هم از من پرس اشک خون چنان ریزد چشمم بچشم از من پرس مان بود که مردن لذت سم از من پرس رغم عشق از من جو اسم اعظم از من پرس
--	--

دل چنان برد دلبر جان چنان بد عاشق

آن زن چو پرسیدی دین دگر هم از من پرس

بجز هنج مقبوض مکتوف

دلخا و دین پیغمبر را چه کند کس پرناله نمودن همه افلاک و لیکن گیرم که خود از شوق بسویش نهیم رو گر عشق تو از دیده افیاز نهان ساخت گیرم که شود ضبط فغان در دل مجروح بیاخته هر سو چو روان سیل هر شکست	جان بردن و آن فتنه گری را چه کند کس تاوے نرسد بے اثری را چه کند کس دل بردن آن رشک پری را چه کند کس غمازی باد سحری را چه کند کس بیابانی و آشفته سری را چه کند کس در بحر تو این برده درمی را چه کند کس
--	---

گویند ببرد از نیک ناز تو عاشق

این ماتم و دین نوحه گری را چه کند کس

بجز هرل مستغن

در فراق روئے جانان مهر نفس از هجوم شکر آه و الم گاه موت است استیمن بر رحم کن نست کارم با اجل زین پس که هست کے بہ ہجران خوابد آن مہجور کو گوشہ تنہائی و جام شراب	این دل شوریدہ نالہ چون جرس تنگ شد بر من جهان بہ چون نفس وقت ترع است ای پری فریاد رس بہر مردن شیر شرکان تو بس بستر جان باشدش پر خار و خس خوش بود بایا ربے بیم عس
--	--

ہم ترا از خویش تن خوابد مدام  
نست در عشق تو عاشق ہم اہوس

### ردیف شین بحر ہزج سالم

اگر دستم رسد یاد کرتا چاکہ انارش شود پر خون بزرگی شیشہ ہجام در گیتی نہ نیم غیر خستے از دل مجروح در سینہ حدیث عشق اندر پردہ جان از سیکوید عجب در دیت زو عشق کو را نیست زانک	جدا سازم دل شوریدہ رازان لطف پشانی بران دل کو نہ دارد ذوق کو ذکر بانارش برون آدگر سخت و گر بانوک پیکانش زمانے کو کہ تلافی نایم نزدیکارانش ز چشم تر بینا کردہ ام اسباب طوفانش عجب بحر یست بحر غم کہ پیدائست پایش
--	--

نمی دانم چه آد بر سر عاشق بجز مرگ  
کہ سے ناید صدائے نالہ و فریاد و افغانش

### بحر مل مقبوض مکفوف

دوش روی رنجان مہچہ بادہ فروش ہر بن ہوئے من از شوق در آفغان شوق از ہر طرف آمادہ و فریاد و بکا	بر از یک کجھم طاقت و جدیل ہوش ہر رگ جان من از عشق در آید پخروش عشق ہر سو بشارت کہ دلائل خاموش
--	---



<p>از رم و حشمت دل طایر جان در طیران  هر طرف ناله ساقی و من از خود میخورد  حیرت آوازه فغن از چپ و از دست بدل  بمنه تن مخوچو آینه زانفسراط نظر  من چنین واله و سرگشته که آگه آمد  که بهش باش که این جلوه فیض اندازست  همه ندانند و لے واقف اسرار و کون  گر تو هم آرزو سے سر حقیقت داری  بند این خرقه سالوس و ریایا به کنار  از بد و نیک جهان هیچ نگردی آگاه</p>	<p>وز نفا شعله غم خون بیتن زار به جوش  هر نفس قفل مینا و من از خم مدبوش  هر طرف صوت انا الحق ز سر دشمن در گوش  تا که راحت و سا آوردم در آغوش  ز نهان خانه تقدیر ندائے ز سر دش  حلقه عشق کن از من سعادت در گوش  همه گویا بدل و یک زبان با خاموش  یک دو جام از کف این میخچکان گیرش  مست عشق از لی می شود زار به جوش  چون شدی بر در تسلیم رضا حلقه بوش</p>
--	---

نیست که وجه می آماده ترای عاشق  
دل و دین و خرد و صبر و روان به فروش

بکھر بنج سالم

<p>تپه سرخ نگه از بیم ترک چشم فروخوارش  عجین بادیه مستی است لعل گوهر آموش  سجایان نام تواند کرد آنکس جان شیرین  خوار تا اگر بوش رسد اندر مشایم جان  مقید کرد آخر در خم گیسو سے پر چشش  بنزاران زنده جان بسا و از نظر نگاه  مگو چون شد دل پر خون گرفتار سز زلفش  تیارم زو بهم این چشم گریان که می ترسم</p>	<p>بخود لرزد ز در بهشت سایه از انداز قمارش  شهید جلوه ناز است تاب رنگ خمارش  که با چشم سیه مست تو افتاده سر کارش  مرا یک لحظه اندازد اندر پشت دیوارش  نگفتم می نشوای دل سیر زلف طارش  بنزاران کرده صد ساله بر خیزد ز گفتارش  به بین آن شیوه هستی و آن لعل گهر بارش  بسم چشش خمر کان کن از خواب بیدارش</p>
---	---

بیک ایمائے ابروئے توجان زلف بد عاشق  
که اندر بحر تو مردن نباشد هیچ دشوارش

### ردیف صا د بحر محبت

دل مراست به زلف بتان چنان افکار	که روح را نبود آنچنان بجان اخلاص
لب نیست بدین ناله و فغان مشتاق	سرمراست بآن سنگ آستان اخلاص
مرست چشم گهر بار از ره نسبت	بدان دو لعل لب نوش دُر نشان اخلاص
ازان ز زلف تو هرگز جدا نگردد دل	که مرغ را بود باز جان باشیان اخلاص
ز شوق بوسے تو هستم بشک چین یق	بیاد روستے تو دارم به گلستان اخلاص
مرا عزیز زبان زان بود که او دارد	بذکر مدح شهنشاہ انس جان اخلاص

ایفس منس شبهای تار عاشق شد  
نباشدش ریح باناله و فغان اخلاص

### ردیف ضا د بحر مضاعف

دل از سر نشاط و فرح جان دهد عوض	که بوسه بر لب جانان دهد عوض
من از برائے هدیه آن لخت دل دهم	مهرگان یا رنا وک و پیکان دهد عوض
هرگز ز کوسه او هم پایی جان بردن	حقم اگر که روضه رضوان دهد عوض
امید زندگی ز چه باشد مرا دگر	دوران بجایے وصل چهر چهران دهد عوض
من در خیال دامن وصلش لمی چه سود	دست فراق چاک گریان دهد عوض
من آب دیده مید چشم و مبدم از آنکه	فریاد و ناله سینه سوزان دهد عوض

مفت است و اندازے بیک نگدل بگیر  
عاشق بیک نگاه تو ایمان دهد عوض

### ردیف الطاء بحر مضاعف

<p>نے صرف از تو جو رو بجا بوده است شرط          بے گریه یک دم نبود طاقت و قرار          باشد ضرور خون دل بیگانه ما          جان از نگاه ناز تو برون مرا چه سود          پیخود وصال عشق نگر در بزم حسن          بے پردہ می بری دل مسکین دست بیا</p>	<p>یک لحظه ہم طریق وفا بوده است شرط          گوئی بعشق دآه و بجا بوده است شرط          بر دستش ایچہ رنگ خا بوده است شرط          دزراہ عشق چو کہ وفا بوده است شرط          انداز مہر و رسم وفا بوده است شرط          آخر گزہ طرز جیا بوده است شرط</p>
<p><b>عاشق گمان بدستہ از ذکر حال خویش</b>          در بزم یار باد صبا بوده است شرط</p>	
<p><b>ردیف الظار</b> بحر رمل مقبوض مکتوف</p>	
<p>مخروش این ہمہ پیہودہ خدا را و اعظ          ہرگز از جوہر جان می نکی ہیچ سخن          من کجا دین دل خویش کف میدادم          گر کنی منع دل خستہ ما معذوری          دست ورجاک گریبان زرد ووالہ گردید          دائم آنوقت کہ سرست نگر دی از شوق</p>	<p>کے اثر کردہ سختیا سے تو مارا و اعظ          بنی از یک نظر آن ماہ لقار و اعظ          چہ توان کرد مگر حکم قضا را و اعظ          دیدہ اسے کے تو چنین ناز وادار و اعظ          دیدہ کس جو من آن زلف و تار و اعظ          و اچو آن شوخ کند بند قبار و اعظ</p>
<p>جز سر کوئے بتانش نبود ما وائے  <b>عاشق از کف ندید رسم وفار و اعظ</b></p>	
<p><b>ردیف العین</b> بحر رمل سالم</p>	
<p>در فراقت خور و شب بیاب و گریانم چو شمع          از هجوم عاشقان در بزم آن شیرین لقا          از فراق سوئے آن زیبا صنم شب تا سحر</p>	<p>ریشک گرم از دہدہ پرسوز افنام چو شمع          ایستادہ بر سر یک پای ہی ما نم چو شمع          اشک تر باشد روان از چاک ما نم چو شمع</p>

<p>چون نیاشد راضی اندر که کز سو فراق چون که را عشق را دزد دل نهان از چشم دامن جان در غم او چاک ام بهیچو صبح</p>	<p>بلے تاس نفس گریان مسوز انم جو شمع زان سبب هر خطه اندر زدم خوابم جو شمع وز نال وے او با سو زینیا نم جو شمع</p>
<p>می ندانم چیست ز غم عشق خوابان عاشقا روئے آن مدیمیم در بر زم حیرانم جو شمع</p>	
<p>روایف الغمین بحر محبت</p>	
<p>ازان به سیند ز شمع بود هزاران داغ چو بے وجود تو باشد وجود من فانی بیایا که یاد رخ تو اسے مہر و کوئے او بواہستہ اسے نسیم سحر خجل شوند ز قد و رخ تو بلبل و سرو بہ زم گرہ نباشد چسب رخ گو نمود</p>	<p>کہ نیست یک دم غم از شعله فراق داغ ہمان بہت کہ گیرم ترا ز خویش سر داغ ز خون دیدہ مرا بر بود ہمیشہ ایاغ کہ از کہ بہت مرا و درین زمانہ داغ اگر بہ ناز خرامی بسمن گلشن و باغ کہ نیست یارخ تو حاجتم بہ شمع و چراغ</p>
<p>ند داغ عشق تو دار بدل ہمین عاشق کہ لالہ راست ز عشق تو داغ اندر داغ</p>	
<p>روایف الفجار بحر جزا سالم</p>	
<p>دل مے ستا از کہ تم زلف پیمان کی طرف در کوئے و شہر و باہ و در گردن و سوا آخر شد پارہ از دوست الم و سحر آن تیرا صدم اندر جہان با یکد گردانند قصد ہمسری</p>	<p>ہمان می ربا یاد از تنم آن چشم قاتل کی طرف آن زردی رخ کی طرف و آن چشم گریان کی طرف دامان دل از کی طرف چاک گریبان کی طرف آن روئے تابان کی طرف ہندوستان کی طرف</p>
<p>دازند دایم در جہان فریاد زاری و فغان عاشق بہ جہان کی طرف مرغ سحر خان کی طرف</p>	

## بحر مضارع

اے تیر مژدات دل زار مراد چند آنکه جسم را بود از روح افتخار تا جان به تن بودند کنه هرگز نشد آمد اگر بر اے عیادت چه سود از آنکه مان مرده باد اے دل صد باره غصب مے خور بجهن باغ بصد عشرت و نشاط	دیر حیات را لب جان بخش تو صدف آن سان بود وجود ترا بر جهان شرف گردان من وصال تو آید مرا بکف پرواز کرد طایر پر روح من از شغف شرکان یار از پیه قلم کشیده صدف با صوت بر ربط و نث و تنبور و چنگ و دف
---	--

دردا که در فراق تو اے شوخ گلزار  
باداغ سینه عاشق غمیده شد تلف

## روایف القاف بحر مل سالم

اے بسا سر تا که خم گردیده در سر کاشق از رگ جانم نباید ساختن تا عشق مے خلد در مہرین میوستے نم صد خار عشق چاره درد من آمد از چه بسا آزار عشق شیر و دمنصور دل با صد فغان بردار و خوشا آن دل که دارد هر نفس افکار عشق	گرم از حسن رخ او تا بود باز از عشق تا اگر آید به بر تم آن بت شیرین ادا جاری است از هر سر شرکان من جود و بخش گر کس از اندامی جوید و از بهر خویش روز باز آتا الحق گرم شد گویا ز نو او خوشا آن سر که دارد روز و شب و دایه دست
--	---

عاشق از آن جوئی شک ز دیده گمان در روان  
تا که سازد تازه از آن هر زمان نگار عشق

## روایف الکاف تازی بحر محبت

چو باغبان ازل کرد تخم جان در خاک عجب بود که اجل هم برد سلامت جان	آب فیض تو گوئی سرشت ریشه تا که از آن و تر گسفتان و ابروئے سفاک
---	---

<p>ایستد زندگی از خود چنان برم آخ چنان بر می دل پر خون که من خبر نه شوم چنین که روز و شب از دیده اشک میبارم ز بام ناطقه دانهم یقین که می ترسد</p>	<p>مرا که جامه جان در فراق شد صد چاک ندیده ام چو تو در دلبری کسی چاک نمی شود ز به نقش خیالش از دل پاک با وج و وصف تو تا حشر طایر ادراک</p>
<p>گو گویی آنکه نداد خبر ز روز سوال چنین که نیست مرور از آه عاشق پاک</p>	
<p>بحر مل مقبوض کفوف :</p>	
<p>گر کند بیک نظر از لطف بمن یار چه پاک از حرم یون سوئی بجان کشد تقدیرم تا لم از آنکه ز دل نیست مرا هیچ خبر باشد از اشک من آن طرز ادا را چه خطر</p>	<p>و به بزم آیدم از طعنه اغیار چه پاک جائے تبیج مرا رشته ز نار چه پاک دل بدست اربود از دیده خو بار چه پاک دارد از آه من آن طره طرا چه پاک</p>
<p>مے بخور عاشق و پرواز گمان منما که گنه با اثر رحمت غفار چه پاک</p>	
<p>روایف کاف فارسی بحر مل مقبوض کفوف</p>	
<p>گشته از دست غمت بس که دل زایم تنگ از پی بردن جان چشم سیاهش گویی زلف شبگون تو شمرنده کن مشک تار تا دل خویش از و باز بگیرم هرگز خسته بهج تو هرگز نه بود در پی جان ساقیا فصل بهار است و باید امروز</p>	<p>بسوی کشتن خود خویش نمایم آهنگ همه مکر است و فریب است و ضون و نیزنگ لب لعل تو خجالت ده نقش از رنگ نه دهم دامن آن زلف سیه را از رنگ عاشق رو سے تو هرگز نه بود طالع رنگ بآفتاب زدن باد فکاردن و چنگ</p>
<p>عاشق از کثرت غم سیر ز جان آمده است</p>	

اتسے اُجل و شب بھجران مکن اینقدر درنگ

روایت لاف نام بحر ہنچ مقبوض کفوت

انے رشتہ گیسوئے تود گردن جان غل	دسے خطرہ پر چین و غمت روکش سنبھل
ہردی دل دین و خرد از من نہ نگاہے	پسند ازین بیش و گرجہ و تپا بول
عشق من حسن تو شکستہ بہ دوران	بازار گل سوری و افسانہ بلس
آن یک کشد این یک نہ کند ہیچ نگاہے	فریاد ازین عشوہ و زمین طرز تفاضل
بے روئے تو داغ بگردا شک پر از خون	آن یک بود دم جائے گل این عوض گل
در کوئے تو خود آمدہ ام بادل پر شوق	در کشتنم اسے دوست مکن ہیچ تا گل

عاشق ز جبر و سسے نکند لغزش را  
حاصل چو شد این طرز ز غالب تو مثل

چند نیست تاکہ ہیچ نہ آید صدائے دل	خالی بہ سینہ ماندہ مگر باز جائے دل
در حیرت کہ چون دل خود را کہنم جدا	در کوئے یار یکدہ بود پارہ ہائے دل
چون در دل تو ہیچ نداردا اثر چہ سود	از نہ فلک گزشتہ اگر نالہ ہائے دل
بیرون کہنم ز سینہ و صد پارہ سازش	تا چند در غم تو کشم من بلائے دل
دانم یقین کہ منزل مقصود شد قریب	آورد سوئے دوست مرا چون در لعل
مقبول یار چون دل مجروح گشتہ است	باشد ہمیشہ کار مرا بس دعائے دل

عاشق مگر تو زندہ جاوید گشتہ

بغیر از فنا ز قبر تو آید صدائے دل

بحر جز سالم

دارد سرشت نالہ ام صد گوہر مان لعل	ہیچون ہیچ ہیچ دم بوئے خلعتان در لعل
شوق شہادت را نگہ کن از خود میر دم	در کوئے تان نہ یا صنم شمسیر بران در لعل

گویم چه حال خورشید را در سجده و گمان بستی از غمزه اش جان را بود هر لحظه صد آفت در دشت عشقش پلای دل گردیده گریز آید اشک که اندر سحر اول سخت و در و زانل حاجت نباشد بعد ازین مار شمع بزم آید آیم چو از جوش خون در بزم آن شیرین باد داد دل و ز فراق از سخت خود خواهم گرفت این دولت از تو زانل ز فیض عشق آورم	یکماده نثار بر لبان صد عالمه پنهان در بغل در مژه اش دل را بود هر لحظه پیکان در بغل دارد دلت در هر قدم خار نیلوان در بغل دارد کنون هر قطره اش کعبه بحر عثمان در بغل گردید دل و عشق تو چون مهر خشان در بغل انوسم خود پنهان کنم چاک گریبان در بغل یک لحظه گر آورم مرا آن آفت جان در بغل کز اشک خونین باشم معلی و خشان در بغل
--	--

از این لالتنظرو اعماش عشق بود امید دار  
دارد اگر چه در جهان صد گونه عصیان در بغل

رویت میمهم سحر دل عالم

تا خدنگ از تر گس محمود جهان خورده ام بے مشقت نئے بصحرای جنتون شد مسکنم از چه روز رحمت دینی هر دم مرا در خویش را بر زمین چون نقش پای من سجاک افتاده ام اینقدر دانه کم هر دم می تند دل بر سرم سینه مجروح را صد زخم باشد در نهان	بیراهل به بد بختی را ختم کباب جیوان خورده ام چچو گو سیلی بے از دست چو گان خورده ام ز ابد امن کسے فریب باغ رضوان خورده ام بسکه در هر کوچه سنگ از دست طفلان خورده ام دین ندانم کز کدامی مژه پیکان خورده ام از نگاهت نه همین زخم نمایان خورده ام
--	--

عاشقها هرگز نخواهم من سلامت بزر جهان  
ز آنکه تیر کارگر زان نوک مرغکان خورده ام

بحر مضارع

از بسکه آه و ناله و فریاد می کنم	خود را ز گوشه نفس آزاد می کنم
----------------------------------	-------------------------------



از شوقِ خونِ همی به تنم جوش می زند	هر گره که یارِ خنجرِ جگر دے کنم
چون دستِ دل بدامن و صلت نمی رسد	خود را بیا و بجز تو دل شاد می کنم
دایم بیاد تو اے سر و گلزار	در باغِ دل تصویرِ ششام می کنم

عاشقِ دگر نماید چه تاب و توان مرا

از دستِ دوست شکوه بیداد می کنم

بجز هزج سالم

ز بس چون لاله زخمِ دلیغ عشق اندر جگر دارم	فضائے گلشن ویش مدام اندر نظر دارم
گل دایغ است اندر گلشن او هر نفس تازه	ز بس سبتانِ دل را روز و شب از گریه تر دارم
چه می پرسی که عالم چون بود در سحر آن گلزار	دل پر خون رنگی ز دوا به پر شر ز دارم
آب دیده خط آب خاک از لوحِ دل شستم	که من در عالم تجرید سمر شوق دگر دارم
گپه احوال جهان را ز بادِ صبحدم پرسم	گپه از شوقِ دل صد شکوه از مرغِ بحر دارم
درینا وقت مردن هم بایستم نمی آید	نمیدانم نمیداند که من غم سفر دارم

ز بس عاشقِ غم در رخ جهان نموده دل شکم

چو خفا خویش را پوشیده از چشمِ بشر دارم

بجز مضارع  
مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

بر چهره زلفت دلدار دیدم ندیده بودم	خورشید و شب تار دیدم ندیده بودم
جز آهوس و چشمش از بهر صید دلها	آهوس مست خوشخوار دیدم ندیده بودم
غیر از خط چو عنبر بر خند لاله ز گلشن	عنبر فراز گلزار دیدم ندیده بودم
بیامرز و چشمش کز مژه درشت خنجر	خنجر بدست بیمار دیدم ندیده بودم
دل در شکیخ نولش میگفت باد و صد غم	خود را چنین گرفتار دیدم ندیده بودم

عاشقِ بنیر آن ترک کز غمزه کشت مارا

ترک چنین جفا کار دیدم ندیده بودم

ردیف نون بحر پنج سالم

ر بود آخر به شوخی آن مه گلگون عذارین	دل و دین توان و صبر دارم و قرارین
من آن صیدم که از بس لاغری صیاد امیرگز	نباشد رغبته تا آنکه بنماید شکارین
چرا بجایانم شکوه از جور رقیبان چون	مرا از بزم بیرون کرد چشم اشکارین
شدند آخر بلائے جان من در دانه زینابی	دل پر هیچ قتاب و آه سر دیار بارین
ز خجالت جمله را انگشت حیرت در دمان	اگر آید دمس و بر مجمع خون نگارین
اگر این سان بود هر لحظه یو این در کلبه	مرا از خود جدا سازد دل امیدوارین

عجب نبود که سوز دین تن مجروح احاشق  
پیش دارد مثال برق چون دل در کنارین

بحر مل مقبوض مکفوف

یار این سنگ دلانسی که برودل هم نشان	بود آن چو که یک لحظه بلام آرام نشان
با خبر باش دلادیر مغایست اینجا	غیر فیض از لی نیست کسی محرم نشان
ز خفا که ز پیکان نگه دارد دل	نمک آن لب در پایش بود مهرم نشان
که توان وصل پتان را بکف آوردن	نرسد دست بدان طره خم در خم نشان

عاشق چون تو سس کشته تیر نگه اند  
که نداند پتان هیچ به گیتی غم نشان

بحر مل مقبوض فعلات فاعلات فاعلات

چه خوشست آه دانه به فراق ساز کردن	در دل بروی جانان ز نشاط باز کردن
چه توان نمود آخر که مقدر این چنین شد	زمن این نیاز برون ز تو کبر و ناز کردن
نمود مرا جز این بسبب فراق کاره	همه لحظه شمع دل را زالم گداز کردن

بله با خبر شو اسے دل تو زلف مشک بیزش	اگر ز رُز و واجب آمد به شب احتراز کردن
چہ گزشت عاشق تو ز جهان چہ کرد و آخر ہر چنانہ اش رسیدن ز وفا نماز کردن	
رویف و او بحر مضارع	
فارغ نیم و سے ز خیال خیال تو و حسن دلربائی و اندازد ببری وام بلا ز خط تو گستر دست حسن ملک و فائز طرز نگاہ تو شد خراب دست از سرم بدار خدا را تو ز ایدا کسب کمال کرده آید و سے چہ سود	عکسے بیدہ نیست بغیر از جمال تو خالق نیافرید کسے رامشال تو بہر فریب پیشست دران دانہ خال تو گلزار جان ہنم نہ بود پایمال تو آخر بہ تنگ آدم از قیل و قال تو کاخر بہین کمال تو آمد زوال تو
عاشق دوبارہ حال خود اظہار کر بچیز نشید گر چہ یار کنون عرض حال تو	
بحر مضارع	
اسے سر و گلہزار من اسے ناہ مشکبو باز از نگاہ یار شود پارہ ہر نفس اسے دل کن سفارش من ہم خدا یارا خنجر ز حلقم اسے بت طنائے ہر گمیر چون رو بطاق ابرو سے دلدار اوم تار از عشق می نہ شود کس آن شکار ما خویش را بہ شخص تو کم کردہ ایم از ان از شر خویش تا بہ آبد نامہ سے برون	خم خم شراب وہ چہ وہی ساغر و سبو اسے بخیہ گر چہ چاک و دم را کنی رفو گزشتہ دیار باشدت این قدر آبرو باشد ہنوز قطرہ خونیم در گلو اول کنم ز خون دل خویش من وضو ستانہ میکشم بہ بزم تو اسے و ہو واریم در ہوائے تو ہر لحظہ جستجو گشتہ گر آفتاب بہ روئے تو رہو

در جستجوی یار دویدیم چار سو	بد جائے او گنج دل و مار فراطشوق
واغ گنه ز سینۀ دل کرد شست و شو	اشک که ریخت دیدۀ ز شوق شه رسل
عاشق ز تلخ کامی بحران و غم بود	
از دست یار شربت دیدارم آرزو	
روایف ایسے ہوئے بحر میں مقبوض کفایت	
دل جان من بیچارہ ز غم سوختہ	دلبر اتانخ چون ماہ بر آفتاب سوختہ
گر چه از سوزن مژگان تو بسید وخته	ہر نفس ز خیم جگر با زہم بشکافد
شکر ناز بہر گوشتہ اندوختہ	خارت جان تو دل خلق کنی زانکہ دمام
آخرین طرز جفارا ز کہ آسوختہ	نیم بسیل ز چہ بگراشتیم در دم موت
در جهان زین سخن دلکش نیاید لطیف	
عاشق کا کام خرد را بخدا توختہ	
بحر مضارع	
جام و صراحی و گل و نقل و کباب دہ	فصل بہار شد بلہ ساقی شہر آب دہ
گرفت آب خون جگر جائے آب دہ	از پیر یار سوختہ از تشنگی دلا
بر خیزد چند جام میقم بجے حساب دہ	ساقی حساب دہ کہ مستی بجار نیست
من شرم میکنم تو بهخوش جواب دہ	اسے دل اگر کہ یار بہر سد ز حال من
عاشق چہ غم خوریم ازین پس بجائے غم	
جامی بیاگب بر بط و چنگ و رباب دہ	
بحر مل سالم	
قتلہ از شوق کہی تا نہ بریا کرد دہ	سرسہ تا از عشوہ در ان چشم شہلا کرد دہ
این ہمہ جور و جفا کلسے شوق باما کرد دہ	خود ز خود شرمندہ گردی گر گویم جلد را

<p>ایچنین کرنا شک داری ہر نفس جمعی دن چون توان شد نایب از فضل تو ای فضیلت حق</p>	<p>در ہمہ عالم مرا سے چشم سوا کردہ کز ظہور رحمت خود قطرہ دریا کردہ</p>
<p>نیست عاشق بس فقط شیدا عشق کو تو بھو او در عشق صدارا تو شیدا کردہ</p>	
<p>ردیف یائے شحانی بحر مضارع</p>	
<p>اے سرو ناز تو گل رعنائے کیستی اند رہرم چونست خبر ایک نفس قرار اے دیدہ شمع زوے کہ ات آر زو بو از من بفرزد دل و دین را رہودہ اے جان نگاہ نزع جرمی تپی چنین یادت بخیر باد دین روز ما دلا سرگشتہ می دوی ز جہا می جیج روز ب اے سرو ناز بہر لب جوئے چنین خموش</p>	<p>مد نگاہ شوق تاسا اے کیستی آخر گو دلا کہ تو جہا اے کیستی پروا نہ سان خدا سے سزا پائے کیستی از ناز باز در پے نعمائے کیستی پامال فوج شوق تمنائے کیستی اند رہر کج زلف چلیپائے کیستی محو خیال عارض زیبائے کیستی عکس خرام قامت و بالائے کیستی</p>
<p>عاشق چنین کہ آہ جگر سوز میکشی یا من بگو کہ والدہ شیدا اے کیستی</p>	
<p>بحر ہنج سالم</p>	
<p>مکارے زند طرارے سو شیرین سخن گوئے بہ لعل لب وان بخشے بہ قد چون سرو دجوئے ادا فیمے تمکارے بتے ز ناز گیسوئے دل زار کے سخن سازے بہم پیوستہ ابروئے شفلے چشم گریائے نگارے عنبرین بوئے</p>	<p>مرا یا ریت زیا طلقے شوخے سمن بوئے بہ رخ چون مہر تابائے بفرزد آفت جانے ادینے بیکہہ سخنے دلفریبے رہزن دینے جھا جو ترک طنارے سرا باناز و اندازے انیس مونس جانے بلائے دین و ایمانے</p>

گئے از تیر شکر گانے گئے از چشم جادوے	فتا ساز و تن مجاہدے بسوزد چیم سوزائے
نزع عشقش عا شق گر یان بود ہر خطہ در افغان	بہر جا بے بہر سوئے بہر شہرے بہر کوئے
بکھر مضارع	
طرز جفا و جور ترا یاد کر دے ضد عجز و لایہ یا نفس یاد کر دے چون نالہ در فراق تو بنیاد کر دے اظہار عجز و شکوہ بیداد کر دے گاہے نقان زدست تو جلا د کر دے از دو دہاہ صد فلک ایسا د کر دے کین خانہ را بعشق تو آباد کر دے خود را با د سوزش آن شاد کر دے	یاد آنکہ در ہوائے تو فریاد کر دے بہر صبح دم ز شوق تمنا بے بوسے تو یاد آن دے کہ صحن فلک پر صدائے یاد آن دے کہ باسگ کوئے تو از نیاز گاہے خیال شوق شہادت نمودے اسے خوش دے کہ بے رخ آن ماہ ہوش درد اکہ رفت عشق تو از سینہ ام برون چون ناوک فراق تو در سینہ من نشست
عاشق اگر نہ عشق بیتان داشتہم بدل	خود از بند عقل کے آزاد کر دے
بکھر رمل سالم	
تازہ جانی در تن بیجان من آید ہی یادم از ان رنج تابے کو کہن آید ہی آن نفس کان ماہر و در انجمن آید ہی دست فریادم برون چرن از کفن آید ہی	چون نسیم از کوئے آن سین بدن آید ہی چون خورم خون جگر در بجران شیرین آید ہی شمع را شہرندہ سازد بزم را خوشبو کند شور و محشر گردد از ظلم تو در گیتی عیان
عاشق این طرز نو اسنجی ز تو آموختہ	ورنہ کے این نغمہ از مرغ چمن آید ہی

## بحر رمل مقبوض کفوف

شب بچر آمده اسے نالہ و انخان بدوے	اسے تف سینہ وای دیدہ گریان بدوے
باز آورده بهیم زخم جگر لب امروز	یک نفس اسے غلش ناوک شرکان بدوے
خواہم امروز کنم سوز غم عشق نہسان	چہ شود گر کنی اسے مرغ سحر خوان بدوے
خواہم از پیرہ کفر یک غبار کلفت	خوش بود گر کنی اسے چشم در افشان بدوے

دارد امید کہ بر روضہ ات آید عاشق  
گر کنی از کرم اسے شاہ شہیدان بدوے

## بحر رمل سدس

تیر شرکان بردلی زام زودی	آتش اندر جان افکارم زودی
یاد آن روزے کہ از ناز و ادا	طعنہ بر چشم گہر بارم زودی
بیلای زن نالہ جان سوز عشق	شعلہ اندر چشم بیمارم زودی
زان گرہ کا نداختی در چین زلف	صد گرہ اسے شوخ در کارم زودی

عاشقا منصور سان در کوئے عشق

عاقبت دیدی کہ بردارم زودی

## بحر رمل مقبوض کفوف

باز در سینہ نہ بینم ز دل خود اثرے	چہ شود گر دہی اسے یار مر از ان خبرے
برودہ از یک نگہ از من خرد و صبر قرار	دلبرے ماہ رخے عشوہ گرے یہ میرے
ترک طناز بستے شوخ کمان ابروئے	آفت جان و دلے غیرت و رشک قبرے
بچہ پرواز کنم خانہ صیبا و خراب	کہ نادرہ است مرا بیچ نہ بالے نہ پرے
خواب در چشم من از دست تو ناید یکدم	گر اسے نالہ نثار شب بچران سحرے
چہ شود گر کہ دل نشہ ماسا و کئی	کہ گہ اسے مہ کلچر بہ بطف نظرے

عاشق خسته نباشد که بدیدم و دوستش  
اوقاده به صدا افغان بسر رکود رس

بحر ایضا

بے خبر زین همه سر جهان نیست کسی همه ذرات جهان عکس وجود ازل اند بجز از من که دل دین بهوایش و اوم همه از پر تو ذرات تو چو پیدا شده اند گرچه در منظر جان هم همه عکس رخ نیت بجز از من رخ طراز ز حسین گینو	گرچه در محفل زندان نگران نیست کسی پس چه گوئی که درین عرصه میان نیست واقعه از رنر سر زلف بتان نیست بجز از شخص تو در کون مکان نیست لیک در خانه دل جز تو نهان نیست آفت دین دل متاب توان نیست
--	--

قصه عشق چنان شرح نماید عاشق  
که به تشریح و بیان قابل آن نیست کسی

بحر مریح سالم

بهار و سبزه و گل بے تو ای گل و خرابستی چو دیدم سایه گیسوی او بر عاز خشن گفتم مر معلوم شد از گردش چشم سیاه او خیالے دآتم با خود که اندر سیند دارم دل چه با کلام داغ عصیان من ایدل بیکران باشد روان دارم ز بحر دیده دریائے بهر جا و از ان خواهم که بینم ماه نور از سر رغبت ز روی خشن شد جلوه گر و زانلای اگر خواهی که دانی حبیت عصیان ثواب ایدل	دل اندر آتش حیران تو دایم کبابستی که بر خورشید رخشان از بهر مشکین نقابستی که این دور فلک از بهر دایم انقلابستی کنون چون نیک دیدم یکد قطره خون تابستی چو میدانم که فیض و رحمت حق بلبتابستی که این نیلی فلک بر هر سر موجش جابستی که جنگ شافع روز جزا را چون رکابستی کنون مینم که بر این چرخ گردون آفتابستی خلاف او گفته باشد و لایق او تابستی
---	---



<p>چه سان محروم دانهم خورشید از دهنش نگاهدار تراگر محو بے یسم گویم کهیم زوا باشد درام اصحاب پاکش اشنا از جان دل و جسم</p>	<p>بجواز دیم و شرفش لوح و کرسی فیضی بستی که اندر دفتر ایجاد فردا نتخابستی که فردوس برین راحت ایشان جایر بستی</p>
<p>اگر ترضوان دید در خلد جابر فوق خود شاید چو اندر دهر عاشق خاک کوی بوترا بستی</p>	<p>ولاوت گهر عز و شان مبارک باد ز بهی نشاط دهر می ز بهی عشرت از ان گله که فروغش برین چمن افتاد بسپه پائے غمین آن نشاط در گنجید باین نشاط که باز آمد عشرت رفته عجب مدار که رقصید بر آسمان ز بهر</p>
<p>فروغ شمع و مه و برسم جان مبارک باد سرور و فرحت اهل جهان مبارک باد قنان و دوله و بلبلان مبارک بار که تار صد بزبان شد قنان مبارک باد بدین نوید که شد تازنه جان مبارک باد که نغمه شد بلب عریشیان مبارک باد</p>	<p>بسوئے عاشق دغسته کن جهان نظر که کرده و روزبان هر زمان مبارک باد</p>
<p>حالات بیمارش کوه آمو</p>	
<p>دل و جان و تن و چشم و زبان آب که هر جانگر می بینی روان آب چکه تنگام گفتار از بیان آب که گشته آفتاب از شرم آن آب روان باشد همی فواره سان آب عجب شود که گردد استخوان آب فروزیر دزخ هر زمان آب</p>	<p>زمین آب و فلک آب و جهان آب تو گوی مشتق از آب است آمو ز بس ما شیر آب اینجا بود عمام حرارت گشته بت اینگونه معدوم زنیش کبک با از هرین مو ز نمتا کئی خاک این گهستان اگر کس فی المشل آتش فروزد</p>

<p>تو گوئی گشته صحن آسمان آب چو باد از هر طرف باشد دوان آب مدامم ریزد از کلک و بنان آب</p>	<p>ز بس بار و بھی باران پیا پی روان از هر کران دایم بود سیل بکف چون خامه گیرم بهر تنج بر سر</p>
<p>چو چشم عاشق اندر بجز مردم چکد از یرو بال طایران آب</p>	
<p>ماوه نامے تاریخ مصنفہ عاشق</p>	
<p>قطعه تاریخ وفات مرزا آغا جان صاحب خسرو عاشق</p>	
<p>حضرت قبل واجب التقسیم بود دانشور و عقیل و فہیم چون بدار الفنا ملک تدیم یافت از فضل این دی کریم ساخت جایش بدیکہ گاہ فہیم گفت ماتف کہ آہ رنج عظیم سخت جری</p>	<p>بجز وقت خلق و لطف کرم با وقتار و سمنور و با علم مرزاے لطیف آغا جان رفت و اسباب رحلت خودست چونکہ رضوانش بمعنائی کرد خواستم چون زغیب سال وفات</p>
<p>ایضا اولہ</p>	
<p>مرد آغا جان شریف و نیک آئے شد بسوئے جائے اصلی رگر آئے گفت ماتف مرد آغا جان شریف سخت جری</p>	<p>از محرم سابع و یوم الاحد یکشنبہ شصت سال از زندگانی کام یافت از خرد جتیم چون سال وفات</p>
<p>قطعه تاریخ</p>	
<p>۳۱ شعبان ۱۲۹۵ هجری روز دوشنبہ مطابق ۲۶ اگست ۱۸۷۸ شمسی بمقام شہر ہمس از حد نہ برق بنام ظہر فوت شد و بہ درگاہ خواجہ عبدالشکور صاحب رحمۃ اللہ علیہ دفن نمودہ شد</p>	
<p>یافت آرا مگاہ علیست</p>	<p>آن غیفہ کہ جان بصاعفہ داد</p>

بود در طاعت یگانہ کہ رفت	جس آن پاکش بسوئے ظہیرین
سال رحلت جو خواستم ز سرودش	گفت جایش بود بہشت برین
مادہ تاریخ وفات حسرت آیات دختر عاشق بمقام شہر سرسہ کہ از حد مہ شکنین	
تاریخ ہفتم رمضان شمسہ ہجری مطابق نوزدہم می شمسہ ع وفات یافت	

قطرہ

اسے دختر من بر سر تر صف بفتاد	نشتی تو شہید این ہمہ آثار نجات
پرسید چرا ز عاشق دل سوختہ بس	نخبت حکم بود ہمین سال فات

### ابیات بطور مرثیہ

نیل بسر نودہ چرا بمحشر آسمان	دارد مگر غزا سے شہنشاہ انس جان
بار و چنین سحاب چرا بہر زبان شرک	گرید یقین باتم عباس نوجوان
با گہر بت پرست دیہودی کے نکرد	ظلم کہ با حسین نمودند گوسفان
واللہ ہزار و نہ صد پنجاہ زخم داشت	آن تن کہ در چہان بدی از بخت نشان
از ناتاق خویش از زمین زد بہ اضطراب	زینب چو دید نقش برادر بہ خون تپان
گفت اسے نگاہ بریدہ بجا این دعا بود	تعمش تو پامال و منم زندہ در چہان
عمامہ نبی یسر شاہ بود آن چہ شد	انگشت تو برید ز ظلم از چہ ساربان
چرا جائے زخم بر بدن اطہر تو نیست	ہر جا کہ بنگرم ہمہ تیہ است یاستان
خیز لے حیثی دیک نظر از لطف کن من	ہستم چہاں امیر و گرفتار شامیان
حفلت سیکند بے پردہ نوحہ گریہ بین	گز سیاهی ستم شدہ نیلی رخس چہان
نفس تو چون گدازم و تنہا روم بہ سام	یار بکجا ست سرگ و دہد کینقص امان
زینب بہ تو کہ بود کہ آواز خستہ	آمد بروں ز سلی شہنشاہ انس جان

کاسے بنت مرتضیٰ بجز از صبر چاره نیست	داد ترا خدا سے ستاندر شهنشان
عاشق خوش باش کن ناله پیش ازین بکین ریخ را کران نبود هیچ در جهان	
دیگر ابیات بطور ایضاً	
نوائے فکر طبعم باز غم اندر نوادارد سر شک غم ز حسن خامه بام بارد چرام دم فغان از ظلم کوفی داد از بید او شامی نا سر سئکان زیب دوش مصطفیٰ باز چه رو خوش نمی دانم چرا هر آفتی گز آسمان زاید	مگر در سر هوای ذکر دشت سینه نوادارد یقین یاد از مصیبت کس آله مصطفیٰ دارد هنوز این نوحه را ختم رسل در کرد و دارد چهل منزل فراز نیزه اهل جفا دارد قضا آنرا بر اسلے انبیا و اولیا دارد
قطعه	
گه حلقوم اکبر را بر تیغ نیز آرد گه آل نبی را در غل و زنجیر می آرد گه سازد شهید خنجر بید او قاسم را حسن را گاه ستم قاتل اندر کام جان پیزد حبیب تشنه لب در کربلا میگفت بایاران چرا خواهد نماید ابل بیتیم را اسیر آخر	گه دست از تن عباس شیر افکن چیدارد گه بنت علی را سر برهنه بے بردارد گه سجاد را بهار و محتاج دوا دارد وزان روح علی باقتلا کس عدل دارد چرا آفرینید این ظلم را با ما روادارد اگر قتل مرا شمر حسین پس مدعا دارد
دعا کن تا بحشر از یحییان علی باشی ترا تا شیر اسے عاشق اگر رنر دعا دارد	
رباعیات بجهت مفعول مفاعیل مفعولین	
رباعی	
عالم بگی بود چو نقش بر آب	ان حاصل عمر و زندگانی در یاب

خواهی شوی از سیر گیتی آگه از پیر میان به یزید از بادۀ ناب

### رباعی بجز

بے غم نشد آنکه غمگسارے نہ گرفت  
از گردش روزگار ایمن نہ نشست  
بے یاز بماند آنکه یارے نہ گرفت  
آنکس کہ سر زلف نگارے نہ گرفت

### رباعی بجز

عالم همه منظر وجود اند و صفات  
باشد چو فنا به ذات خود عین بقا  
هم ذات صفات خود بود و منظر ذات  
پس راه فنا جو کہ بود عین حیات

### رباعی بجز

طرف چمن و بهار با بادہ خوش است  
گر موسم پیری است و گر عهد شباب  
وصل بت گلزار با بادہ خوش است  
بگزشتن روزگار با بادہ خوش است

### رباعی بجز

بے سوزش عشق زندگانی همه بیچ  
بے وصل نگار و طرف گلزار و بهار  
عیش و طرب و عمر و جوانی همه بیچ  
و آنکہ کہ عمر جاودانی همه بیچ

### رباعی بجز

از کرد و فریب و زہد و مستی خوشتر  
از دانش و فہم و علم بے رسم و عمل  
وز شرک و نفاق خود پرستی خوشتر  
آگہ نہ شدن ز ریزہ ہستی خوشتر

### رباعی

تا چند بہ عشق مے توان بود بصور  
در سحر اگر چه عین وصل است مرا  
یک خطہ چو دل نگر دوا ز فکر تو دور  
لیکن چہ کنم چو خود ز خویشم مجبور

### رباعی

عصیان مرا بہ بودے از حد و شمار  
معنی نہ شدے عیان ز لطف غفار

این پرده دری جفت بود اے زاید	خرانی چو خدائے را بقصر آن ستار
۹	رباعی بحر سرباج - فاعلان مفاعیلن فاعلات
او خاکان نگار رخسار و شش ای اشوس	بردار من قرار و طاقت و هوش عقل فریاد میکند خاموش
۱۰	رباعی
خوش دل چه شوی ز دولت و سکن گشت	اگر چو نئی ز آمد و رفتن خویش
از سیر و جود کئے خبر دار شوی	گم گشته ز میرقی جو اندر تن خویش
۱۱	رباعی
سرخوش ز مے عشق تماشا سبب تان باش	در محنت این چرخ جفا جو با تان باش
در دیر میخان باش خلاص از غم دوران	بیخود ز خود و واقف اسرار جهان باش
۱۲	رباعی
چون عیب کسان بود ترا طرز معاشش	بافتد که گنی عیوب خود را خود فاشش
خواهی شوی از زنگ و از بد آگه	پس آینه وجود خود خود می باش
۱۳	رباعی
عاری ز غم گردش ایام و جهان باش	حاکم بر صومعه پیر مغان باش
عاقل نشود شیفته و بهر دنی زاد	عنا صفت اندویده این خلق بهان باش
۱۴	رباعی
از قید زمانه گشت آزاد دلم	تا دیده برو سبک دست بکشاد دلم
اندر غم آد اگر چه ویران گردید	ویرانه چو گشت گشت آباد دلم
۱۵	رباعی
چون روئے ترا بدیدم از دست شدم	دیوانه شدم نیست شدم مست شدم

دیوانہ دست و نیت گر گشتم یک در غیب عشق تا ابد هست شدم

### رباعی

عشق است مگر غیره آب و گلیم  
جان و دل و دین اگر چه کردم فروش  
کاملانہ شود بغیر آن شاد و دل  
ہم باز کم متاعی خود و جسم

### نت بانحیر

تقریظ دیوانہ سے اجماع عاشق و افکار عاشق اُردو و ترانہ عشق فارسی  
از فکر آسان جاہ ناشر عدیم المثال شاعر با کمال جناب مولوی عبدالحلیم صاحب  
دہسیدی کاشانی المتخلص بہ عاصم ساکن حال کلکتہ

### تقریظ

کردم نگاہ شوق جو بردشید وجود  
عشق جسم و جان و جان عشق تار و پود

پتہ تہمت کہ مشت غبار میں از ہوا سے عشق بر باد است - یعنی تو گونی من عاشق  
و عشق با من مادر زاد است غلبہ احکام عشق شعبہ من الجنون از شام ازل تا صبح محشر  
بہ وادی عشق مجنون و از مشغول شبگیرم - ہمانا گمانم ایست کہ در عیات از دولت  
عشق شاہ و بعد از عات بسرایہ الفت میرم - روزے در فکر آن بودم کہ سرخشا  
عشق چیست - و در حقیقت سزاوار عاشقی کیست - نگو برا آسمان افتاد و رتے دیدم  
کہو کہ گاہ از ابر خاکسترے میشود و گاہے از صفا چون صفحہ دریائے نیل چشم فلک  
کشوم - طبعے دیدم پر جو اہر کہ گاہ از کو اکب پر گومہست و گاہے از تیرگی چون پیکر  
پیل - اگر ہمچو است دلغ دل او چون مہر از شرق تا غرب تا بان است - و اگر شبست  
ز خبا کے سینہ اش چون ثوابت و سیار گہے بہ جنوب و گہے بہ شمال نمایان است -

بر هوا انگار چه کردم همچون هوش مجنون یافتم پریده - و از کثرت سرگردانی عشق  
 دامن از جمعیت بر چیده - بر زمین تافتی کردم بساطی یافتم ماتمی که قطرات اشک  
 از شبنم بر وی آه ریخته است - داغ خون از گل و لاله برداشتمش - و دود آه چون  
 سر در هر گوشه اش انگیخته - خلاصه از زمین تا آسمان هر کجا نظاره کردم همه عشق  
 دیدم و آنست - و چار سوسه عالم هر سستی که روا آوردم تمام الفت یافتم و محبت -  
 گفتم که درین عشق آباد چه کارے باید کرد که دل خوش بشود - و چه شعله پیش باید گرفت  
 که ریخ از تن برود - رفیقی گفت که اسرار عاشق را بگو و قصه از افکار عاشق -  
 بگوی گفتم اسرار عاشق مگر ترانه ایست بر زبان ما افتاده - و افکار عاشق مگر خیالگر  
 لب به هر محفل کشاده که آن را بخویم و بخرم و تا این بگویم و خط به برسم - گفت غیر مستر  
 دیوان فصاحت عنان ملک فصاحت است و تیسیم فکر ملک آسان بلاغت - افکار  
 عاشق و ترانه عشقیست که عود هندی را دران با سوز فارسی پرورده اند و نیست  
 که دران شیرین زبان ایران را با سبز خطان نمکین ادا سے هندوستان کجا کرده  
 و جامع این مجموعه مولوی منشی محمد اقبال حسین صاحب دہلیست که معتقد ریاست  
 بیکانیراست و پشت و کالت آن ریاست از نفاس او تویست - آفتاب داغ یعنی  
 دیوان اردو و سوسه داغ دہلوی را از ابتدا تا انتها قافیه بقافیه جوابی گفته است  
 و الحق اگر داغ از انصاف نگذر دخواهد گفت که در سفته است در تعریف این صحیفه کلام  
 بیشتر ازین نمی توانم گفت که اگر داغ داغی بر دل معنی گزاشته بود مرهم فکر عاشق آنرا  
 پاک بر نهفت که بر سینه از دیوانش لب معشوقیست ازین ترانه لبر نه - منته بر دایم  
 گزرد هر که ز پیشم - هر مضر عشق زبان عاشقیست ازین نغمه ننگ ریز - من عاشق  
 فرد شے دل صد پاره خویشم - سپاس رفیق گذاردم و افکار عاشق ما دست دل سپاردم  
 - ترانه عشق بر زبانست و شوق محبت شعله فشان حالا مشغول آختم که فارغ از هر دو جان



بر رفیقان سلام بایر گفت - دل گفت کہ تا پنج ختم این ہر دو کتاب را بنویس گفتم  
بسم اللہ بگیر -

عاشق کہ غم بہائے گہ بارہ رقم کرد ز نگینی لطفش بہ نگر چون گل صد برگ عاصم ز سیر جو ش پے سال نوشتم	ہر معنیش از مرتع تحقیق غراست شیرینی معنیش بہ بین آب زلاست اگر معجزہ نبود کہ عجب سحر حلاست سنتہ بجزی مقدسہ
---	--

تقریظ من نتائج فکر ساعر نبیل فاضل جلیل جناب حکیم محمد حسن صاحب تخلص  
بحسن خلف جناب حکیم سید منور علی خان صاحب مرحوم آشفہ تخلص بدلیوی

یارب ستیزہ را بہ شادابی - سرور را بہ موزونی - گلہار را بہ رنگ و بو - زرگس را بہ شوخ جہتی  
بنفشہ را بہ مرغولہ موئی - مرغلان را بہ نواہنجی - نوارہ را بہ سرکشی - آب را بہ روانی - نیم  
بہ خکی - مہر را بہ رخسانی - ماہ را بہ خورشانی - عاشقان را بہ بالاش و تزلزل - معشوقان  
را بہ ناز و تغافل - ہندیان را بہ میدگی - فارسیان را بہ نکینی - افغانیان را بہ سخاوری -  
ترکان را بہ ینائی - عرب را بہ شرم گیری - فرنگ را بہ شوخی - کہندی را بہ کلام جوی - دلی را  
بہ دلورائی - روز و وصل را بہ کوتاہی - شب و مفارقت را بہ درازی - نثر کہہ نمکینی - نظم را  
بہ شیرینی - شجر را بہ نغمہ گفتاری - زاد را بہ ستودہ کرداری - مضطر را بہالی خسروام  
بہ ستانہ نوائی - بیخود خان گسستہ را بہ شور و خیالی - علوی را بہ شرب را بہ سجدہ گردانی  
- حسن را بہ سرودہ را بہ پارسائی (توان ستود) اماہات ریزہ کلام کے از شکرستان خیال  
طوطی شکر خائے نکتہ دانی نورس حدیقہ معانی گلبن ترانہ زیری بلبل شیراز قدسی فکر  
فغانی نوا مہنجی ہمز - بدواری گاہ فصاحت و بلاغت مدعی صادق مولانا محمد اقبال حسین  
عاشق ریزد - و طیب زعفران زار الفاظیکہ از مرز عہد فکرت این نافہ کشائی نصحات سخن  
بہ گلکدہ لطافت مضامین و تراکت معانی ہر رنگ نسربین و ہمسوئے یاسمن خیز در چون

ستایش توان کرد) ز سپہ سلامت زبانے کہ بروائی گنگے جمن ماند و خجہ شونجی طبعیے کہ  
 سیچ و گان خیالات ہندی را ہم پہلوئے زاو ریکران نظم پارس گرداند روشن آشد  
 و علیک عین اللہ - تو دہ ہائے جواہر گران بہا سے کلاست را ندو لندے بخیدنی دایم  
 و نہ در معرض مدح طلاق و رشاق و این پاکیزہ نظم الفاظ گفتنی حسن پہچا کہ کہ رسوا  
 اگر نہ پایادہ سرائی سر سے و در ہرزہ نوائی سودا سے داشتی در بدایت کار بہ عجز تحریر  
 تقریظ در آمد سے وہ و ماندگی خود معترف گشتے این فضول کہ بکار رفت جز فیض  
 طبع محمد دم غرضے دیگر در میان ندارد - سخن آفرین مطلق این محبوبہ نمائی کار گاہ  
 خیالی را بر تماشا یان نظر باز مبارک و میمون گرداند و این (ترانہ عاشق) را بسامع  
 شنوایان آگندہ گوش بصد حسن قبول رساند بمنہ و کریمہ فقط

تقریظ از نتایج فکر فاضل علیل کامل نبیل ناثر بے عدیل ناظم بے تمثیل جناب مولوی نظیر  
 حسن صاحب سخا کہ برایت خاص رسا تخلص می کنند -

سطورہ مہلکہ صحرہ کمرہ عرصہ علم و کمال رسا کہ کلمہ اسلم اول او عاصیل اسلم و اول و کلمہ  
 دوم اسلم و اول مولانا اسلم آمدہ -

دو پہ نگل دل آمدہ مسرودہ کلامہ را

در دوہ آرا کاسہ راج دو سالہ را

کلی کلامہ عروس کلام محمد ملک السلام کہ ادراک رسا و حواس عطا کردہ و عطر طرہ  
 حوراء اسلام مدح رسول علامہ السلام کہ راہ وصال حورو وصول ارم واکرہ  
 ما محمد داوود و ما مدح سرور محال آلا کہ محضر عطر و عا در حلہ ہر سامع مالد و سر  
 سگالہ مہر ویر دلا گوہر تیر گزہ اہل کمال مہر آید ملوک کلام حال سلا کہ دودہ آدم  
 حوادا و عروس ہر الما عطار دسا سطورہ مرام متسا طور کلام او حد عصر اکمل دہر

که اسم والا و سوم معللا را در سه کلمه مصرع آورده ام اول این کار دوم دلد دوم  
 اسد کردگار سوم دلد را در ادم الله سه و کرده که اسد شکر و افکر آورده و الله داد  
 کلام داده و دیا دیا گوهر آگاه همه مصرع دهمه معطر همه به خود همه عر هر سلسله  
 کامل جورا لا آرم والا هر سه داد دل را لا لا سم بعدد اسب سطر سطر سطر سطر لا لا لولو  
 کلمه کلمه حور لا الله طور دائره دائره ماه لاس لا اهر ساطع حاصل کلام لاسخ کرد که همه  
 او محدود و هم کارگر داور لا معلوم داور کردگار عام محدود و در سماند و کارگر داور

حق تعالی  
 تعریف کرده اند

تقریظ دیگر از جناب ممدوح بالا

یزدان دانا فراز و پست آفریدان راز کشا آسمانان پیکر نمانستان و ابرو دانستان  
 پیوند شمعین بام را بغیر این باب سستی بند سه کانه پورا آفرین همه دان همه بین کربین بوی خوش  
 در بایش از خردی توانش بیرون و چیتیش را باز کشاد از خردی دانش آفرین  
 غم و زبانش همه اردنگو هر گوهر نه تا در نه کسی او را نیاز نه همسر بایسته بود جاویدان سر  
 اشکار همه پنهان را پاس و بهر پشت و خور و خور و خورشید و خورشید و خورشید  
 گوهر بین داور سر اسر خوبی و کران ناکران بهی هستی را کرانی بر آفرین بودان را  
 شایستگی سرایه محمد مصطفی برین آفرین و یزدانی آباد بر تخته پاکزاد و یاران پرست نهادش  
 - درین فتح روز مانع جنگ اندوز والا گوهری فرازیده فرنگ را چار بانش آرا  
 راز را برده کشا اگر امی زاب با فره و فرتاب سامی افسونه را روان موسوی فرجودان  
 همه دان سر آمد سخنوران روزگار ستوده گفتار بوشنگ و دانش کوش جاما سپ پایه نمان  
 نمایه فراز انگلی آراسته فریب پیوسته بیمار محمد اقبال حسین پاکار رباست بیکانیر علق  
 مانع که جاویدان سپهر و اخترش بحکم وارغوانی باده یفر غانی جامش هموار باد و مهرش  
 نوازش سخن فزون بنارش بچار سوخته گیتی تابش یار دلا ویز چاهار بهر بر لبست تازه  
 بدیوانی نگاشت و پایه پیوسته از نشیب بر آندگی بفرانگی کجایی بر افراست شکر ف

بر دسرو دارا سرمد چشم بپیش و سترگ گفته ہمارا دیر ہیم تارک آفرینش گردا بند جا ہمیش  
ہمہ رنگ بست جادو بیانی و چنگا مہایش چون لہایام آسمانی چنے برآراستہ کہ ارم دایع رنگش  
بر دل دارد نئے ارے برداختہ کہ مینو در برش گمانان نماید شیوہ بیانی کہ چون یوسف  
خامہ از چاہ آئینہ بنگارش پانہ برادر نگاہ شست آتش اندہ و تازہ برینجا پیش کمر بست  
وہ وہ نامہ ساخت خرد پسند پہ دستبوی پرداخت فرجود پیوند خوبان آتشبارا پیکر کشی  
کرد و ہوشان بر سر و بنا را عیسی ادشی بخودان چشم روستنی جادوئی بخشید و دانش پردان  
را گنجہا نئے شادمانی حریفین میچیان بستہ زبان را چہ بار کہ سختی در شائش گسری آن نامہ  
و چاہیم آرا سرلیم و باین نادانی خود را در گروہ دانایان و انایم بن خواستہ کہ برای دور کردن  
چشم حریفے پانین بن فروغانی نامہ بچہ نام و بنشتہ و نکاشتہ خود را پسند غریبہ و دشمنش  
و انہم نزدان ہمہ توانا این ہمہ از رنگ و بانیش را از چشم زخم رو نگار جادویدان نگاہار و بانیش  
مین

### تمت بالخیر

تقریب جناب فاضل نبیل و شاعر بے عدیل حضرت مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب میثود اکثر شفا  
ہجیر شریف شاگرد رشید حضرت غالب المتخلص بہ طالب -

بسم اللہ الرحمن خلق الانسان علی البیان سبحان اللہ کیا شان نفس کہ کلمہ شے کا نشان بکرم شہ  
لا تدبرک لایبصار حاطہ درایت اور دائرہ شفاخت سے برتر ہے اور افکار ذوالعقول مقبول  
تصور حقیقت سے سرسبز محو اور کینہ ثبات اور کشف تجلیات شیونات اور فتونات میں کس  
ہم کیا اور ہمارے فکر کیا ہے جب حضرت لالوک لا یخفی ثناء علیک فرمایا میں مگر لا  
کما یحسنت کو یاد دلاؤ میں نے تو نے مادہ کرم فرمائے کثرت کثرت محضاً فاجبت ان اعرف سبحانیا  
خلقتم الخلق کو مدعو بنایا - پیراخوان اور میرے جہان - جو کھلا یا دہی کھایا - اور جودیا  
و ہی لٹایا تو نے معنی کو صورت کو آئینہ کو تجلی تجلی سے اپنے شیفتوں کو تجلی

فرمایا اور اس قدر السوات والارض کھکر رستہ بتایا تو نے ہر ذرہ کو صفت خاص اور اس صفت کو اسم اسم کو ہیئت مخصوصہ سے منسوب کر کے گوشوارہ اللہ لا الہ الا ہولہ الاسما الحسنی  
 کا نیب گوشاف نقطہ مہمومہ جزو لایجزی کو حسب مراد آمیزش نقوط سے ہم آغوش کیا پھر  
 نقطہ سے حروف حروف سے کلمہ کلمہ سے کلام کلام کو ربط معانی معانی کو جانوں کی دلالت  
 عطا فرمائی۔ اور ایسی ایک شے کو جو ممکن شینا مذکور اتنی نقطہ سے مضغہ مضغہ سے  
 گوشت گشت سے استخوان اور اسکو فاسب اسکال بلاتیل و قلیل بقول حضرت سعدی۔  
 وہ نقطہ را صورت چرخ پری۔ کہ کردہش بر آب صورت گری۔ دیگر خدمت و فضلنا ہم  
 علی کثیر ممن خلقنا کا پنہایا اور نفخت فیہ من روحی سے قوہ قوہ سے فعل میں لایا تاکہ گنجینہ  
 سانی بنے اپنی کہے اور اور کی شے اس طرح سے حکمت مخفی عیان ہوئے پسینہ سینہ تک دن  
 ہو پھر جو مبداء اتحادی معاد ہو اس طرح اتحاد ہو۔ زہے بزم وصال و غنچہ فضل و کمال  
 نکشت بنیا و آدم بنین الماء والطين صاحب لولاک ما ارسلناک الا رحمة للعالمین  
 کہ سوبان بارگاہ رفعت بتوقیع و بالکونین روف الرحیم ہمدہ باب عزت میں خدا کا کلام  
 معجز نظام محمد کا منہ اور خدا کی زبان و ما یبطق عن الہوی ان ہو الا وحی جوئی جسکے ہاتھ میں  
 یہ علم ہو بھلا کیوں نہ افصح العربیہ العجم ہو مہر ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر صلی اللہ  
 علیہ وآلہ و اصحابہ اجمعین حافظ گرجہ دوریم از دنیا۔ قرب ہمت دور نیست باندہ شاہ  
 نایم دشنا خوان شما و اسے شہنشاہ بلند اختر خدا را ہستی و تابہ بوسم بھی گردون خاک لوان  
 مولف بچلا پھر خیال یار مجھے تو سوئے صومرد کو ہمار مجھے پھر جنون شایا کا ہوش  
 مئے الفت کا ہے نثار تجھے جو حضرات بقا نام کا شوق زندگانی جاودانی کا ذوق کسکو نہیں  
 یہ خیال کا فہ نام میں ایسا ساری اور دلون میں ایسا جاری ہے کہ اس سے گزیر نہیں  
 بے نام و نشان جیسا کیسکو دلیزیر نہیں بقول حضرت سعدی ہر آنکو نماز پیش یا دو کار  
 درخت دچودش نیاد و بار و لوگ اسی توقع پر مرتے ہیں چینیے کا دم بھرتے ہیں رمانہ کی

زجر و عار و سر دھرتے ہیں مطلع ہی سے مقطع کا خیال ہے ریح مسکون کا یہی حال ہے  
 اولاد کی تمنائیں عمدہ صنائع کی بنا اسی افتاد پر ہے اختراع بدلیات اسی ساد پر ہے کہ جب  
 قصیدہ حیات تمام ہو ہماری یاد گاری اظناب انا ہو مگر جو نام حسن کلام و نظم نظام سے  
 مرصع اور سجع ہے اور سکی قطع محال ہے بلکہ افراد بشر کا یہی مقال ہے بلکہ یہ اور ستر اور ہے  
 کہ وہ اپنے محل سخن کا عادی ہے سخندان اُسکے پیچھے ترجیح خوان ہیں ہر جگہ اُسکے کلام مط  
 کے بیان ہیں۔ غرض نقشی است کرنا یاد ماند۔ مگر یہ خیال اور مقال ایسا مشوقی غماز ہے  
 کہ اُسکی مواصلت میں ہر پیر یا جوان تشیب خوان کب صاحب راز و نیاز ہے اُسکے چاہے  
 دالے ہزاروں جانوں پر کھیل گئے خطائے منکر اور بد مزاجیان جھیل گئے اُسکی تفسیر کے  
 سب صاحب عقاق ہوئے اور اُسکی تہنیں سے بدنام کنندہ نکو نامے چند کے مصداق  
 بلہوس سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا مقام ہے جو عروس سخن ہے رام ہے یہ محض تلمیح ہے اور تعبیح وہ  
 انکے وصال سے دور ہے مگر ایک چوڑیل جسکا نام جہل مرکب ہے انکے گلی بڑی ضرور ہے چوڑی  
 کہ ہم بھی لطیف خطاؤں میں طائف مگر اُسکی تصویف سے خائف پیر کیا کرین دنیا میں عالم خیال  
 عجب بے مثال ہے کہ زندگی بغیر اسکے شاق ہے جسکو دیکھو اسکا شتاق ہے یہ تنہائی کا بار  
 ہے شب بچران کا تنگنا ہے تاکسون بن کس ہے بے بسون میں بس ہے ماتھ میں دامن یار  
 ہے دیرانون میں گزار ہے شوق ہے اُسکے بیکار ہے اور تنہا ہے و دگار بچون کا کیف ہے  
 شیوہ شادون کا سیف ہے کہیں سوز ہے کہیں ساز ہے اور کہیں ناز ہے اور کہیں نیاز  
 بغیر اسکے زندگی حرام اگر کوئی جیا بھی تو گناہ ہی بایہ بساط ہے اور یہی فرش نشاط خلوت  
 میں جلوت کا گھبران فرحت اور انبساط کا غرلخوان متاع حیات اور سرور ہے یہ وہ نشہ ہے  
 کہ نااہلون سے کوسوں دور ہے شیرازہ بند دیوان ہستی ہے اور نغمہ بنجر پیش دستی بادہ  
 شبانہ کی مستیان اسی سے بھاتی ہیں خواب نوشین بحر کی انگڑائیاں اسیکے باعث دلو  
 بھاتی ہیں جو سامان خواب میں نہ دیکھا ہو یہ پیدا کر دے جو راز مشکل اور حمار مالہ نخل ہو

اسکو ہویدا یاں سکے پاس نہیں کسی سے اسکو ہراس نہیں زندگی کیسی ہی تلخ کیوں ہو  
 اسکے باعث خواب شیریں سے زیادہ آسان کیونکہ اسکو تکلیف کا نہ وہم نہ گمان۔  
 کیا کیا اشکال عجیب اور غریب تمثیل اور تشبیہ میں لاتا ہے اُن سے اپنی کہتا اور کہی  
 سنوتا ہے پچھڑوں کو ملانا اور انکو راہ پر لانا اسی سے ہو جتنا ہے آواز قفل صد  
 بلبل وہ کسی کا قابو میں نہ آتا وہ اٹھ کے چلا جاوہ ملاقات کی گھاتین وہ شوق کی  
 باتیں وہ لب ساغر کا منہ لگانا وہ بچکیاں لینا خود بھی رونا اور دُکھ لانا وہ روزِ  
 دیوار سے تاکنا وہ نقاب میں نکاحہ شرگین سے جھانکنا وہ ہجوم آرزو وہ شیریں بوکی  
 میٹھی میٹھی گفتگو وہ بقیاربان وہ بیتابیان وہ شب بچران کی درازی وہ فراق میں  
 جاگدازی وہ شب وصل کا جلد سحر ہونا وہ مرغ سحر کا چلنا ناود شمع محفل کا جھلنا ناوہ  
 جگر کی خراش وہ غمزوں کی تراش وہ حیا سے پیغام وہ مہازِ مرسل سے کلام وہ رنگین  
 استعارات وہ کنایہ اور اشارات غرضکہ جہان تک سوچو یہ سب حضرت خیال کی بدست  
 انسان کو حاصل ہے یہ ہر شے کو اور ہر شے اسکو شامل ہے دنیا میں عجب نعمت ہے  
 بنیر اسکے زیست شعارِ اکارت ایک روز ہندو درگاہ انجین حضرت کے ہمراہ ایک  
 وادی ناپید اکنا رہتے گذرنا دشوار ہے جہاں نام میدان کلام مشہور نام ہے جائیلا  
 دیکھا عجب قیامت خیز گویا میدانِ رستخیز ہے جسکا آؤز ہے نہ چھوڑ ہر فرد بشر حیران  
 عجب میدان ہے ایک جانب اٹھاسمندر دوان دوان تو بے تعداد مگر کہنے کو  
 آئیں سحر اسکے ساتھ دوان عقل و نگ قافیہ تنگ تھا کہ بیان نہ اپنا کوئی ردیف ہے  
 نہ حریف اول اس میدان کا قطع کو حال بہر ان دریادن سے سالم جانا کیا مجال یہ ایسی  
 حدید اور طویل ہیں کہ انکے پار جانے سے بزد تک مقصور ہیں آدمی تو ایسے بحرِ بسط کو  
 بالکل معذور ہیں گزشتہ رکٹ سے شاید شرح ہو تنہائی میں محض رجز اور اضطراب کرنے کو  
 کب فرج نہ ہو ہی رٹل بیابانی اور اسی بحرِ قریب کا پانی اور تمھاری زندگانی۔ محوی چو لوت

ہمنوایان رفتند و بیگانہ نشین کہ آشنایان رفتند و ایام خزان رسید و گلہا ہمہ سخت  
 از صحن چمن نغمہ سزایان رفتند و اسی حصص ہمیں میں تھا کہ ایک مشکل کی آواز  
 یعنی ترنم کی کانیں آئی تازہ جان پائی سمجھا کہ یہ کوئی متذکر کا کل میں یا میرے حال میں  
 میں قدم سر پہ اٹھائے کہ بہین امن ہاتھ آئے یہ سداں منقطع ہوا و یہ سچ محبت و عشق زندگی  
 جدید ہر وقت قارب روز عید ہو (حافظ) آن کیست کز روی کرم با من فدا واری کند و بر جائے  
 بد کا سے جو من یکدم نکو کاری کند و چون من گدائے بے نشان مشکل بود یا رندان  
 سلطان کجا عیش نہان بارند یا بازی کند و دلبر کہ جان فرسود از و کام دلم نکشود از و نوز  
 نتوان بود از و باشد کہ دل داری کند و غور سے جو دیکھا تو میرے حبیب لبیب ترجیع ہند معانی  
 نر صبیحہ ام ہر نختہ ذاتی تجھیں قدسی صفات توشیح مکارم اخلاق و برکات مرصع نشین سندھت  
 پیرائے شش جہت ہمیں کلام توضیح نظام قلب زدائے کدورت استوار و از رجعت  
 علوم بہذب عموم حرام آفتاب نظام ہا سحاب اعتشام دوز روشن صبح گلشن ضایع  
 مہامین قاموس گوہر فصاح جوہر مفتاح سخندانہ نجم فیض سالی عطیہ تحفہ ضیا چشتان کرامت  
 نگارستان لطافت خطبہ فرحت صدر حشرت فرمن اتحاد چشمہ فیضان و دادار شہسوار  
 معارف گفتار کائنات اشارات مؤید تحقیقات قانون شفا و قوتہ الصفا بیل ہزار داستان گلشن فیض  
 تعویذ حب و ایمان جلوہ باغ اخوان نگہ تہ بند نازک خیالی شمع محفل عذیم المثنائی تعویذ و  
 عنوان پاسداری محیط علم بحر علم معیار حسن گفتار محکم درست اشار فصیح القصص المبلغ البان  
 محل الجواہر عینین نشی محمد اقبال حسین صاحب تخلص عاشق وکیل یاست بیکانیر  
 ادا م اللہ اقبال و حشمتہ و لازال شمس رافقہ و محبتہ اس پار نظر سے مجھ کو جلاتے ہیں کہ ادھوا  
 کیون زحافات میں مجھے بچھڑنے سے آفات میں ہے میں عرض کیا کہ اسے میرے مدد  
 میری کیا مجال اور کہاں سے لاؤں ایسے پر وبال جو شہباز کی طرح موج بھر کو قطع کر دے  
 اور آپ کے قدم لون فرمایا ایسے انجان دیکھتے ہیں ان پر عبور کیسا آسان کیا ہے ایک بے پایا



ایں سوار گذار کو شاہراہ بنایا ہے سینے بچشم حیرت دیکھا کہ ایک عمارت جس کو فصاحت  
 اور بلاغت کے ستونوں پر قیام ہے اسکی تائیس کو قیامت تک دوام ہے اصول  
 سد گاہ نہ پر تعمیر اور ہر ایک شئی اسکی بے نذر ہے ہشت ارکان اس کے اوتاد ہیں بڑے  
 خوبصورتی کے استاد ہیں گویا ایک دوسرے کا ردیف ہے پل کیا ہے باغ رحوان کا  
 حریف ہے پھر تو شوق میں قدم یہ کہتی ہوئی اٹھایا کہ **س** خرم دل آن کسے کہ صحبت تو  
 بایا علی الدوام وارد ہو اور جناب ممدوح کی بندشوں کو خیال میں لایا سبحان اللہ سبحان  
 اللہ دیوان عام ہے گذر گاہ انام ہے آثار زندگانی کی نشانی ہے عاشق اور مشوق  
 کی کہانی ہے ابرنسیان معانی ہے غنچہ کشائے طبع جہانی ہے یا اخبار حیات کی جاودا  
 ہے دریائے عمیق سخن دانی ہے گلشن پیرائے صانع ہے فرحت افزائے طابع ہے ہر عکاس  
 موزوں ہے شمشیر زبان افسوں ہے نہکت گل ہے نقارہ افرین بلبل ہے گنجینہ صلاح ہے  
 نوائے فلاح ہے بزم افروز حسن عشق خلعت زدائے کفر و فسق ہے سرو دل ہے بادشاہ  
 منزل ہے بلبل بوستان ہے نواسیچ گلستان ہے سحر سنج ہے نوائے گنج ہے گلشن ہر گلشن  
 چمن بختان و نشین ہے یایہ امید ہے نوید جاوید ہے آرام گاہ خداوند و بندہ ہے نیرنگ ساز  
 گریہ و خندہ ہے منزل فصائل ہے محفل خضائل ہے طوطی گفتار عند لبخ شہنجا رجا کی گفتگو  
 و سبلہ معشوق محبوب چستان بیان مربی اخلاق و مہربان نقش نگین از رنگ چین عنوان محبت  
 مضمون مروت صورت طراز دقایق و اللہ کہ از ہمہ فائق آبشار نیرنگی شمع افروغ و نیرنگی سکہ  
 امیر بہائی مینار الفاظ و معانی نیرنگ خیال مضمون وصال بہارت نانی طالب طلب و بہرست نوری  
 عاشق محبوب و رافان بہ از رنگین شاید ناز دام صیاد و صید مرجع تحمیں و امید صراف نقد و قلب  
 خازن بزم و صلیب شاہد ہوش با مرآت جلوہ ناسخ عشاق و تباہ خرنیہ گوہر گنج زندہ بہان  
 بہزاد حسن از کمانی گفتار شعرا حیرت و از بہت اتما مصور خیال تصویر مقال کسوت خوبی جلوہ  
 محبوبی عرض کیا کہوں - انچہ جو بان ہمہ دارند تو تہا داری دیون تو دیوان داغ کا جو آہ

مگر حق یہ ہے کہ یہ لاجواب ہے ماہ کمال اسکے گرد گردان یک مطلع سے خوشید عیان ہے  
مقطع حاسدون کا دندان شکن ہے ہر غزل غزالان جھڑائی کی زیادہ برفتن ہے اسکو وہ جانتے  
جسکو مذاق بخندانی ہے ورنہ گھام کے آگے تو رام کہانی ہے ۔ اسے حفیظ بس کہ آگے  
نہ ہوس کر اُنکا پایہ سخن تیزے فکر سے زاید ہے تجھ پر الزام مرتبہ ناشناسی کا عائد ہے ۔  
قطعہ تاریخ اختتام تقریظ تحریر کر اور جناب ممدوح کے حقین و عالتسیر کر ۔

قطعہ

یگر وزہ بود باز بستی بخشد راجست کہ با تو روح ہستی بخشد تا بہت خداش تند رستی بخشد ایمان دہد فراخ دستی بخشد	ہر چند کہ بادہ اوج مستی بخشد روے کہ نہ بخشد کلام عاشق تو حرف دعا گو حفیظ برحق بخشد ہمہ اسباب کہ او نے خواہد
--	--

قطعہ ماؤہ تاریخ اردو حضرت معظم بالا

گئے تلاش میں جوان کے چھوڑ کر ان ہوئی مہر خنوشی میں جا کے وہ پہنان کہ آپ دیکھ لین عمر ابد کا ہے یہ نشان جبین مہر پر حرفوں کی جسکے ہے نشان مثال دیدہ تصویر وہ بھی ہوں حیران بسان نہرہ برقص آید و شود پیران نفید چشم فلک اینچنین نگارستان چمن سخن کا پڑا تھا جو مثل خارستان زمین ہے ساری گلستان ببا طریقت کہ جس سے بحر خجالت میں غرق ہو جان	جناب خضر کو عمر آید جو تھی منظور لی جیات تو اُنکو فقط و ملے بے سود ہمارے پاس نہ آئے کہ ہم بتا دیتے وہ کیا ہے یہی کہ دیوان عاشق صادق جو دیکھیں بانی و بہزاد اسکے لفظوں کو اگر شبیبہ گلی بھی سنے تو پھر وہ بھی بھیر تم کہ چہ ہنسون دیدہ ہست عاشق ترے سحاب فصاحت کچھ ہوا بشاداب تمہاری جلوہ طرازی سے صرف عاشق عجب فیض بلیغ آپکا کلام ہے یہ
---	--

کہ جسکو دیکھ پڑک جائیں پیر اور جوان  
گل سخن کو ہے جس سے حیات جاوید مل  
تو وہ کلیم سیما صفت ہے سحر بیان  
محال طبع رسا سے تری ہوا امکان  
ترے سخن سے گریزان نہیں مگر شیطان  
نسیم گلشن اقبال سے ہے یہ شادان  
مقدر آب سے دنیا میں آگیا مہمان  
ہمائے عرش نشین عندلیب خوش الحان  
لشودہ تو دراز بابائے باب جنان  
نور راحت جان نسخہ ہمہ دربان  
کہ تاشکار کندہ ہر کہ راہست روح دران  
شود بجائے دیوان چو دلبر رقصان  
الہی تاکہ روانست جوئے کاکشان  
ہمیشہ بخت معین باد دولت و سامان

دیا ہے تنہ عروس چمن کو وہ جلوہ  
سجایا ہے اسکو اگر میں لکھوں عروس چمن  
ترے کلام سے مژدن میں جان آتی ہے  
بجز نوشتہ تقدیر کچھ نہیں باقی  
تری طراز سے اجاب کو ہے ذوق طرب  
نوائے بلبل شیدا نہ کیوں اسے کہئے  
اسے تو طائر عرش آشنیان سمجھ لیجئے  
کلید گنج سخن گویش و سنے گویم  
بروئے اہل طراز و سلوک داعیہ ہم  
ہیں کہ گفتم و گویم ذو صف بس نمود  
الاکہ باز معافی بھی پردہ رشوق  
چکد ز کلک نگار تو حرف چوئی طاؤس  
الہی تاکہ زمین و زمانست مہر و نجوم  
ہمیشہ رایت اقبال باد برا و بخش

خوش طالب خستہ کہ ہنر تو کے آید

نمائے فکر رسا آمد آمد اہل زبان

بقریظ از بیخہ فکر آسان پیائے نظیری نظیر فاضل نبیل شاعر جلیل جناب سید محمد اقبال حسین  
صاحب المتخلص بسبیل خیر آبادی وکیل و مستدریاست ٹونک متعین زید نسو اجپرتانہ مقام کوہہ

جو سنایا بخت نے سنتا رہا

جو دکھایا چرخ نے دیکھا کیسا

عاشق مال غنیش کی بے سرو پایا تین سینین - مشوق جفا کیش کی بر ملا صلا تین سینین

ہجر یار کی راتیں دیکھیں۔ حسن و خجل چال ہے آن آفتاب داغ و آفتاب عاشق مجھ  
حضرت عاشق کا دیوان۔ عشق غلہ ہے اور تحریک خندہ بیاختہ اسکا کام ہے  
۔ معشوق پر دہ نشین کا جلوہ حسرت سے گزرتے وہ اچھا۔ یا جوڑو تے کو ہنس  
جو دیکھا۔ تائے وہ بھرے پرہانام ہے اسلئے یہ تقریظ تمام ہے اور میر اسلام  
مخدوم جان نواز کرم بے انباز افتخار الشعرا مولوی سید افتخار حسین صاحب  
عاشق کی متواتر رنگ افشانی حضرت مولانا بسل خیر آبادی

ہمارے وہ ارمان مضیحل جو نا امین سے کھائے پالا بڑ گیا  
تھے ایک معشوق عاشق نواز کی رنگ کا لا بڑ گیا

ناکامی بردانت پسینے لگے ہن۔ کینٹھو سنھالو۔ آج ہوا سے تیز کی بے تماشا غبار  
دکھایا جدیدہ جگانے والی ہے۔ دیکھو وہ زرد زرد چٹے  
پراسے دلی کی حالتوں میں کوئی شاخ بے کیفی و قدائی۔

گر کیا ہوتا ہے۔ اپنی اپنی قسم سے تقاسون کو چھوڑ چھاڑ کس بے برگی و بینوائی  
دولت سخن وہ دولت نہیں جو تازہ آبیوالی ہے۔ بگولوں کو نہیں معلوم  
پھول چنے کسی پلے کانٹے آسرتے ہیں۔ ذرون پر خدا جانے کیا بن گئی ہے  
کے سنا کر نہ برتاؤ۔ کہاں عاشق پھرتے ہیں شاخوں پر کیا گزر رہی ہے کہ خود بخود  
بے تابیاں۔ کہاں سرو و صنوب ہے کہ بھینچ چھوٹی جاتی ہیں ہر فلک کے چہرہ نورانی  
لالہ کی نگاہ بازیاں۔ کہاں سلنے والے کے گالوں پر بھی نہوگا۔ اور مسافران درشت  
بننا۔ کہاں شبنم گریبان کا ترسہ سنا بھی بیٹے کیا کہا۔ اسے وہ دیکھو دیار سخن کیجا ب  
کہاں گنجان درخون کا باہم شو۔ کہیں اسا نہو کہ اس بلائے آسمانی کا زور تھا کہ  
کہاں ڈبروں کا گندلا پانی۔ چنور و خواجہ جسے تنہی اپنا سر لے حیات قرار دے رکھا ہے  
گر اگر گرم تمنا کو۔ آب سرشک چشم مالی ہزار دن راتیں سکھ چین سے بسر کر چکے ہوا کر دے

بہو رہو جائے۔ کوئی آفت ہو سہی نہیں جاتی۔ مثل مشہور ہے کہ بڑی گہری گہری کہہ کے  
 نہیں آتی۔ آدمی کچھ کھو کے پاتا ہے۔ گہری کے بات کوئی لینے نہیں جاتا ہے۔ اگر تمہاری  
 غفلت جیسا ہے والیوں سے باز نہ آئی۔ تو دیکھ لینا بنے بنائے کھل بڑ جا رہیں گے۔ اور  
 آپ سے دور لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ مٹا گیا ہے کہ اقلیم سخن کے محلہ نظم آباد میں ایک  
 دشمن جان شرعے حالی۔ آتش مزاج و تیر مقال لذت دنیا و دین سے سیر۔ قلب فنون علم  
 قابض قابو وہ کون حضرت معتمدی دگر می نشی محمد اقبال حسین صاحب عاشق و کمل بیکانیر متعین  
 رزیدنی کوہ آبو کی گرامر می سے آگ لگی ہوئی ہے۔ مبادا کہ اس آتش سوزان کی شوخ شریر چنگا  
 ہوا کے گھوڑوں پر سوار ہو کر تمہارے ارمان امید کی کئی پکانی پھیندون میں تاثرین اور دانی  
 دانے کو چٹ کر جائیں۔ اسے حسرت و آرزو کے شہر آباد میں بنے والو اپنے خیالات کے  
 کچے گھروں کو اور ناکامی و یاس کے سوکھے ساکھے چھپرون کو دیکھو بھالو۔ اب سرشک پیہم کا  
 پورا بندوبست رہے۔ شکاف زخم جگر کے نلے بند کرو کہ اب نہ ہے۔ چھوٹی بڑی تڑان  
 سے کہہ دو کہ لگ رہی جان کی خیر عا میں تو غم آلود دل میں بانی بھرے تیار رہیں۔ بلکہ چھپوں  
 کے گھروں پر ناتھ دھرے ہر تار میں اگر کوئی شرارہ آہ حضرت جاشق آچکے تو فوراً ٹھڈا کر دو  
 ۔ ہر ایک جنس کی سنبھال رکھیں ہر ایک چیز کو ٹھکانے دھر دیں۔ ٹکو تو یہ حکم دیتا ہوں اور میں  
 جا کر اپنی جھوٹی بڑی کی خبر لیتا ہوں۔

چلو مضطر حلین دیکھیں تماشاکھر کے جلنے کا  
 کہ ہکو بھی ہے شوق بے تماشاکھر کے جلنے

لیکن گہر میں دہلنے بھی نہیں جلیگا کیا خاک۔ اس ویران کوہ بے سروسامانی کی گئی گڑھی  
 حالت کا بوجھنا ہی کیا۔ اسکی بنیاد ایسی گہری پڑی تھی کہ پردہ داری معاملات کی طواسلے جہاد پور  
 بھی نصیب نہوئی۔ اور خواب شیریں کی دور بلا۔ ایک دن شب فراق کی آزار نابیداری بھی نصیب نہوئی  
 مگر خیر۔ جیسا ہے پھر اپنا گھر ہے۔ یہ کہا اور قدم بڑھایا۔ خدا خدا کر کے گھر تک پہنچے۔ دیکھا تو



This book was taken from the Library on the  
date last stamped. A fine of 1/ anna will be  
charged for each day the book is kept over  
time.

10/2

1914/11/1

118

1915

114

**70**

PK 14

DATE \_\_\_\_\_

No.